باسمہ الاعلیٰ

وکاین من آیۃ فی السموت والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمان و زمین میں گذرتے ہیں وہ ان پر اور وہ ان سے منہ پھیرے ہوئے ہیں

مراۃ الانساب

للمحمد ضیاء الدین احمد العلوی

امروہی

فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فہم فی روضۃ یحبرون

پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے پس وہ سبزہ زار باغ میں خوش و خرم ہوں گے

علمہ شدید القویٰ

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنّ الحمدَ والنعمۃَ لکَ والمُلکَ لاشریکَ لکَ

آنجا کہ کمال کبریائے تو بود — عالم نمے از بحر عطائے تو بود
مارا چہ حد حمد و ثنائے تو بود — ہم حمد و ثنائے تو سزائے تو بود

مُحمّدٌ رسولُ اللّٰہِ والّذینَ معہٗ اَشدّآءُ علَی الکُفّار صلوٰۃُ اللّٰہِ علیہِ وعلیہِم بعددِ قطرِ الامطار الیٰ یومِ القرار

اے ختم رسل کعبۂ مقصود توئی — در صورت ہر چہ ہست موجود توئی
آیات کمال حق عیان است بتو — آں ذات کہ در پردہ نہاں بود توئی

منعم حقیقی کا شکر و احسان اُسی قدر جتنی کہ اُسکی نعمایں لاتعد و لاتحصیٰ ہیں کہ اُسنے ندیم توفیق کو اپنے حبیب پاک کی غلامی کے طفیل مجھ غریق عصیاں کا رفیق کیا تاکہ برادران اسلام جو اپنے گھر کے انمول موتیوں کے دفینہ کو بھول کر غیروں کے سامنے دستِ آز پھیلانے پر بھی کاسۂ تمنا خالی لئے پھرتے ہیں پستی و ضلالت کے ہاتھوں سے مجبور ہیں انہیں بجائے اسکی خبر ہونیکے ہمارے جلیل القدر آبا اس بُرے وقت میں کام آنیوالا خزانہ جمع کر گئے ہیں یہ بھی یاد نہیں کہ وہ کون تھے انکی کیا حیثیت تھی ہماری فلاح کے لئے انہوں نے کیا کیا تدبیریں کیں۔ ان حضرات کی خدمت میں انکے گھر کی خانہ تلاشی اور یادداشت کا سبق آموز ورق پیش کروں۔ گو ہمارے اسلاف کی اولوالعزمی تاریخ عالم کے صفحات پر آفتاب کی طرح چمک رہی ہے لیکن جب ہم اپنی حالت موجودہ پر خیال کرتے ہیں تو وہ خیالی قصص سے کچھ کم معلوم نہیں ہوتے۔ خدا مولفین اسلاف کو اجر خیر عطا فرمائے کہ انکے مدونہ واقعات کبھی کبھی سن پاتے ہیں یا دیکھ لیتے ہیں تو اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و عظمت کی تصویر اپنے خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے۔ گو نتیجہ اسکا یہ تھا کہ بمقابلہ انکے ہمارے تمام واقعات تازیانۂ عبرت کا کام دیں مگر یہ درد [illegible] ہے بلکہ ہماری موجودہ حالت تو ایسی بے حس [illegible] ہے کہ [illegible] نہ ہونے کا بھی احساس جاتا رہا۔

اپنے ظاہر و باطن کے باکمال آبا و اجداد پر نظر کریں تو علوم عالم کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو پرانے سیدھے سادھے مسلمانوں کی عالی ہمتی اور اُنکے جوہر شرافت کی تاباں قابلیت کا معترف نہو۔ اُنکے علوم و فنون سیاسی و تمدنی مراتب کے علاوہ صرف ایک تاریخ نویسی علم انساب کے محفوظ رکھنے میں اور نسبی جوہر کے کھرے اور کھوٹے کے امتیاز میں جسطرح اُنکا خیال تبحر علمی کو شامل تھا۔ دنیا میں آج کوئی قوم نہیں جو اُنکی ہمسری میں قدم آگے بڑھانے کو تیار ہو بالمقابل اُنکے ہماری جود ستگری کی حالت ہے وہ بالکل اسکے مصداق ہے ہم ہیں کہ جیسے کوئی کسی کا غلام ہے۔

(اُنکے باطنی کمالات) گو بذات خود آج وہ صفحۂ ہستی سے روپوش ہو کر ایسے ملک میں جا پہونچے ہیں جہاں سے واپسی کا قاعدہ نہیں بلکہ اپنے پس ماندگان کو بھی وہیں اپنے پاس نیکا پتہ بتا گئے ہیں مثل روز روشن ابتک نمایاں ہیں جنکو اُنکی ذات کا قایم مقام سمجھا جاتا ہے۔ ایک وہ تھے جنکی ظاہری و باطنی مساعی جمیلہ نے ایک عالم کو اپنا شاکر و ممنون بنایا۔ افسوس ہے کہ انہیں نزرگوں کی اولاد ایک ہم ہیں کہ اپنی ذاتی اصلاح بھی نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھکر اور یہ رونا ہے کہ اگر ہم اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت و قعر ذلت سے نکالنے میں ساعی نہیں ہوتے یا اپنی منزل عروج تک پہونچنے کا خیال نہیں کرتے۔ تو ہم اس لایق بھی نہیں رہے کہ گاہ بیگاہ اپنے آبا و اجداد و رہبران دین کے واقعات ہی دوہرا لیا کریں یا اُنکی نصائح و رموز حکمت پر ہی نظر کر لیا کریں شاید کسی وقت رگ حمیت جوش میں آجائے اور وہ روح بدن میں پیدا ہو جائے جو انسان کو اشرف المخلوقات کا مستحق اور جائز دعوی دار بناتی ہے جسکا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا نام غیر فانی۔ اور اُسکے اعمال تحسین تقلید کے خلعت سے قیامت تک آراستہ رہینگے۔ اور اسکے لئے دنیا میں ایسا نہونا عقل و بداہت کے خلاف ہے۔ کیونکہ غور کر لیا جاوے مخلوقات میں پسندیدہ اوصاف اور نیک خصلت اجناس و انواع قدر و قیمت داد و آفریں کے مستحق ہوتے ہیں مثلاً اشرف الحیوانات میں ہم تازی گھوڑے کی طرف خیال کریں تو وہ بلحاظ اپنے اصالت اور اُسپر خوبو کی توصیف سے بمقابلہ اپنے دیگر ہمجنسوں کے قدر و قیمت میں دس پچاس کے بجائے سیکڑوں ہزاروں کی نسبت رکھتا ہے۔ پس وہ خلیفہ اللہ جسکی نسبت آبائی اور وہ خود تہذیب خلافت سے مہذب ہو کیسے قابل قدر نہوگا۔ چنانچہ ہمارے اس دعوی کی شہادت کیلئے صفحۂ ہستی میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ گو رفتار زمانہ کسی موقعہ پر اُسے پست بھی کر دے جیسے کہ ہماری موجودہ حالت ہے کہ

قوت دانا ہمہ از خون جگری بینم

لیکن اُسکے جوہر کے بلند شرارے ہر حالت میں سر بفلک ہوتے ہیں اور چشم بینا میں جنکے اس عالم کے کارخانہ خواب و خیال نقش بر آب کے مصداق ہیں۔ اسلئے جب ہم اپنے وطن اصلی دار آخرت کے معاملات کو ساتھ لئے ہوئے سوچتے ہیں تو بھی انقیاد اسلامی کے قربان جائیے بڑی خوشی اور ایک خاص طمانیت حاصل ہوتی ہے اور از روئے حقیقت ہونی بھی بجا ہے کیونکہ جب عالم فانی کے واقعات دل خوش کن ہوتے ہیں تو ملک جاودانی جسکی ہر حالت اعلی و ارفع اُسکی حیثیت کے موافق ہونی لازمی ہے۔ تو وہاں کی امید فلاح پر کسی کا خوش ہونا اور مردہ دل کا زندہ ہو جانا کوئی استعجاب نہیں اور جب اُس ملک لازوال کا مالک الملوک شہنشاہ حقیقی اپنے شفقت آمیز مژدہ سے ہمیں مسرور کر دے۔ اور حال یہ کہ اُسکا ارشاد ہمارے ایمان غیبی میں مرتبہ عین الیقین و حق الیقین سے بساز یادہ مصدق ہے۔ اسلام ہمکو بتا رہا ہے کہ جن اقوام کو اُنکی یا داش عمل میں ہلاک کیا حالانکہ وہ اُنکی سرکشی کا نتیجہ تھا تاہم باوجود اپنی بے نیازی کے اپنی رحمت سے اُنپر بھی اظہار شفقت کا حال اپنے خاص بندوں پر ظاہر فرمایا۔ وہ ہی رحیم ستار عیوب و غفار ذنوب ہے کہ اپنی بارگاہ عالی سے ہمیں مایوس نہونیکی تاکید اکید فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط پس وہ افراد جنہوں نے اپنے نیزہ و شمشیر کی چمک سے اندھیری راتوں کو روشن کر دیا جنہوں نے اسلام کی خوبیوں کا ایک ایک موتی ہزار ہزار قطرہ خون سے خریدا تیغ قضا و قدر کے نیچے جھکنے کو مبارک سمجھے رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا کے نعرے بلند ہوتے تھے بارگاہ الٰہی میں جنکا سر تسلیم ہمیشہ خم رہتا تھا جو اپنے مٹنے سے پہلے فنا ہو چکے اور فناء قلبی سے حیات جاوید حاصل کی۔ شرافت عظمیٰ کا لقب پایا رحمت حق کی اُنپر بارانی ہو کہ وہ اپنی اولاد میں بھی وہ اثر چھوڑ گئے جو قوت عمل و اطاعت خداوندی سے اپنا وہ جوہر دکھائیگا کہ ان پس ماندگان کو اُنکے مراتب پر پہونچا دے اور رب العلمین محض اپنے فضل سے اُنکے اباء کرام کی اُنسے آنکھیں ٹھنڈی کرے نہ یہ کہ اُنکے فضل میں کمی کیجاکر انکو کچھ حصہ دیا جاوے بلکہ فضل و رحمت کا مینھ موسل دھار اُنپر برسے اور یہ اپنے ذاتی عمل کی بنا پر

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

کے مصداق تام ہوں۔۔ بنا بریں علیہ اس مسکن خیالی میں بھی فخر و ناز کی شاہراہوں پر تیز گام ہونا اُنکا حق بجانب ہوگا پس ضروری ہے کہ ہم اپنے ابتدائی حالات اور اجداد و اباء کرام کے معمولات پر توجہ سے غور کریں کہ اُنمیں وہ کونسی شئے تھی جسکی وجہ سے ہم اپنی نسبت اُنکی جانب مایۂ ناز سمجھتے ہیں اور اُنکے وہ کونسے مقبولہ اعمال تھے جنکا اسقدر قوی اثر ہے کہ جو ہمارے نجات کے بھی باعث ہونگے۔ اور اُنکے ساتھ اپنی نسبت کا علم بھی ضروری ہے تاکہ اپنے اجداد کے عادات و اخلاق کا آئینہ بنیں اور ایک دوسرے کے تعلقات سے واقف ہو کر جن امورات کے ہم مامور ہیں تمامہ اُنپر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دنیا میں ہم اُنکے خلف صدق اور یادگار مانے جاویں اور اسکی برعکس صورت میں اُنکے لئے ننگ و عار کا موجب ہوں جبتک کہ ہم متقدمین اور سلف صالحین کے طرز معاشرت سے وقوف حاصل نکرینگے نہ کوئی دنیوی بہبود ہماری طرف رخ کریگی اور نہ عاقبت میں ہم مونھ دکھانیکے قابل ہونگے اور نہ دینی امورات جو راس فلاح ہیں ہمارے لئے کوئی وزنی شئے ہو سکتی ہے۔ تعلیم جدیدہ کے دیرینہ ہونے پر بھی روز انکے نئے مجربات نے ہمکو خوب سوجھا دیا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی حیات کے قصے اُنکی ابعد ممات بھی ہماری زندگی کے سنگین کارناموں سے بسا بہتر ہیں لیکن ہماری تعلیم کی تیز روشنی نے دوربینی کا فائدہ دینے کے خلاف ایسا چُندھیا دیا ہے کہ پہلی بینائی بھی رخصت ہو گئی اور اپنا آپا بھی دیکھنا دشوار ہو گیا۔ مگر شکر ہے اس حالت کو پہونچکر ہمنے اب سنبھلنا شروع کیا اور فکر و تلاش ہے کہ عصاء موسوی جسکی متلاشی ہماری رگ ہاتھ لگ جائے تاکہ اُسکے سہارے سے کشتی ید بیضا تک رسائی ہو اور ضیاء رفتہ کو حاصل کریں۔

قسمت حوالہ تم بتجربات میکند   ہر چند اینچنین شدم و اینچناں شدم

غنیمت ہے کہ ابھی وقت اور گنجایش ہے کہ تلافی مافات ہو سکے اور فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ط کے غضبناک وعید کے نتیجہ سے خوفناک ہو کر مسلک و طریق سلف اتباع سنت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اپنی گم شدہ دولت رفتہ بصیرت حاصل کریں جو دارین میں ہمیں عروج و راہ نجات پر لیجانے کے لئے آگے دوڑتی ہو اگر ہمارا یہ ارادہ قوی اور سچے دل سے ہو تو رحمت خداوندی بہت وسیع اور قریب تر ہے بلکہ وہ خود قریب ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ط اور احادیث سے اسکی مزید تصریح

یار نزدیکتر از من بمن است   ویں عجب بیں کہ من ازوے دورم

وہ رحیم و کریم رب الارباب سب کچھ آسان کر سکتا ہے۔

قوم کے اس جادۂ عزت پر آنیکو ان اوراق پریشاں سے جو وفاتر پارینہ کے عکس یا بانیان دین کے نقش و نگار کا آئینہ ہیں اور موجودہ نسلیں جو رابطۂ خاص کی وجہ سے اپنے اجداد تک منتہی ہیں اُنسے عروج و نزول کا عبرت خیز فرق مراتب ظاہر

ہوگا جو اہل بصیرت کو نصیحت ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　　آثار پدید است صنادید عجم را

ق

(فیہ آیات بینات)

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعات اُنکے خانہ بدر ہونیکے دردانگیز کیفیت زخم دل کی ٹیس بڑھاکر باطن کی مصلح ہوگی پھر عجب نہیں کہ حب الوطن من الایمان کی وجدانی طاقت ہمیں کھینچکر دار القرار میں پہونچادے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولوالعزم انبیا علیہم السلام کی سبق آموز زندگی اُنکی رموز و حکمت روحانیت عظمیٰ کا فیضان ہمارا دستگیر ہو ۔ امم سابقہ کے حالات ملوک و سلاطین کی سطوت و جبروت سے سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ کے معنی روشن ہوں ۔ آج ہزاروں تعلیمیافتہ مسلمان انبیا علیہم السلام صحابہ کرام مشاہیر و اکابر و سلاطین اسلام بزرگان دین طبقات شرفا اور اُنکے حالات و خدمات اسلامی اور اوصاف اصلی و نسب سے کم واقف ہیں ۔ مراۃ الانساب اُنکیلئے امید ہے کہ ایک جام جہاں نما ثابت ہوگی ۔ سوا خاص صلہ رحمی کے اصلی تعلقات باتباع حکم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِہٖ اَرْحَامَکُمْ فَاِنَّ صِلَۃَ الرَّحِمِ مَحَبَّۃٌ فِی الْاَھْلِ مَثْرَاۃٌ فِی الْمَالِ الحدیث اس سے بخوبی ظاہر ہیں فرق و اتصال باہمی اور بازجملہ قبائل اسلام کا صاف دکھا دیا ہے تاکہ عامہ مسلمین کے کارآمد ہو اور ہر فریق کے آبا و اجداد کی یاد اُسکے ذہن نشین ہو جاوے ۔ ارباب کرم اگر اسکو نظر قبول سے دیکھیں اُنکا کرم ۔ اور وہ اسکے اہل ہیں بصورت ناپسند عبارت سے نفرت آئیں تو بحکم مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُھْدِفَ میں اُسکا مستوجب ہوں اور مجھے شکایت نہیں ۔

اہل فن اور اہل بصیرت سے یہ التماس ہے کہ میری بیکمالی و کم علمی سے کوئی لغزش ہوئی ہو یا غلطی نظر سے گزرے اُسکی اصلاح سے اپنی کارآمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرماکر معاف فرماویں کیونکہ ہر فن کی دشواریاں اہل فن سے پوشیدہ نہیں اور محنت کی قدر اُسکے کرنیوالے ہی جانا کرتے ہیں ۔ مجھے جائز و ناجائز تحسین و آفرین کی آرزو نہیں اور نہ اس تالیف سے منشاء ہے

گرچہ بدنامی است نزد عاقلاں　　　مانمیخواہیم ننگ و نام را

بلکہ امتثال امر تھا جسکی تکمیل کیگئی یعنی سرکار محمد عبد الواجد علی خاں صاحب رئیس بڈھانسی و جاگیردار بلند شہر جگر نبیا ممبر جوڈیشل محکمہ محتشمہ عالیہ کونسل راج سوائی جیپور کا شکرگذار ہوں جنکے ظل عاطفت میں اُنکے شوق علمی اور فرمائش کے مطابق اسکی تالیف ہوئی اور جناب ممدوح نے اپنی فیاضی و عالی ہمتی سے اسکو جمع کراکے بیش بہا یادگار قائم کی ۔ باری تعالےٰ کا احسان ہے کہ آپکا وجود باجود رؤساء نامدار میں بلحاظ دینداری و اعمال دینیہ بالخصوص موجودہ زمانے میں نہایت مغتنمات سے ہے ۔ پروردگار عالم اُنکی حسنات کا دارین میں اجر دے اور شوق وصال و نور ایمان پر خاتمہ فرمائے ۔ بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

رفیق مولوی سید عبد القادر صاحب ٹونکی کا بھی خصوصیت اور شکرگذاری کے ساتھ ذکر کرتا ہوں جو ایک عرصہ تک تالیف میں میری شبانہ روز محنت کے دوش بدوش اور استخراج سلاسل میں شریک حال تھے ۔ جزاہم اللہ خیر الجزا

اس تمام کلام سے ایک آرزو ضرور ہے کہ قوم اس سے فائدہ اٹھائے اور اس ناچیز مؤلف کو دعاء خیر میں یاد رکھے کیا عجب ہے کہ کسی بندۂ خاص کی نظر میرے حق میں اکسیر کا کام دے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ اوراق چند اس دار ناپائدار میں یادگار باقی رہیں۔

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمداً یا خطاءً غلطی ہوئی ہو۔ یا سہو و خلاف حق میرے قلم سے نکلا ہو اپنی کریمی سے بخشدے اور رسوائی آخرت سے اپنی پناہ دے۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ بجاہ حبیبک سید الشافعین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی محمدا ھو اوفی الخلق فی الذمم

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

مآرب اخری

مراۃ الانساب میں جسقدر سلاسل درج کئے گئے ہیں اُسمیں حتی الامکان ایک شاخ کو ہر سلسلہ میں آدم علیہ السلام سے موجودہ وقت تک ظاہر کرنا اصل منشاء قرار دیا گیا ہے۔ باقی زیادہ سلسلے جن صاحبوں کے کتب معتبرہ سے دستیاب ہوئے یا جن حضرات نے اپنے سلاسل بھیجدیے مفید عام ہونیکی وجہہ سے اُنکو بھی بعد تحقیق درج کر دیا گیا۔

بعض اجداد اعلیٰ کے طبقے میں اور دیگر موقعوں پر بھی ایسی اولادیں جنکا کوئی عقب یا سلسلہ باقی نہیں اور اُنکا ذکر چنداں مفید نہیں تھا ترک کر دیا گیا۔ اور ان میں جو مشاہیر ہیں یا کوئی خاص خصوصیت رکھتے ہیں اُنکو خاص طور پر بھی دکھا دیا گیا ہے اور ہر طبقے کیلئے دوائر میں بھی امتیاز کیا گیا ہے۔

۱ انبیاء علیہم السلام کے دوائر بڑے اور خوبصورت پھولدار ہیں

۲ خلفاء اربعہ رض کا دائرہ اس صورت کا ہوگا

۳ صحابہ رض کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے

۴ صحابیہ رضی کا نام کتاب میں ہر موقعہ پر اس صورت میں ہوگا۔

۵ مشاہیر کا دائرہ معمولی دائروں سے بڑا ہوگا

۶ بزرگان دین کے دوائر زیادہ بڑے ہیں

۷ ازواج مطہرات رض کے دوائر بشکل ہلال ہونگے

۸ عام اناث مدور مربع ہیں

۹ عام اشخاص کا چھوٹا دائرہ ہے

١
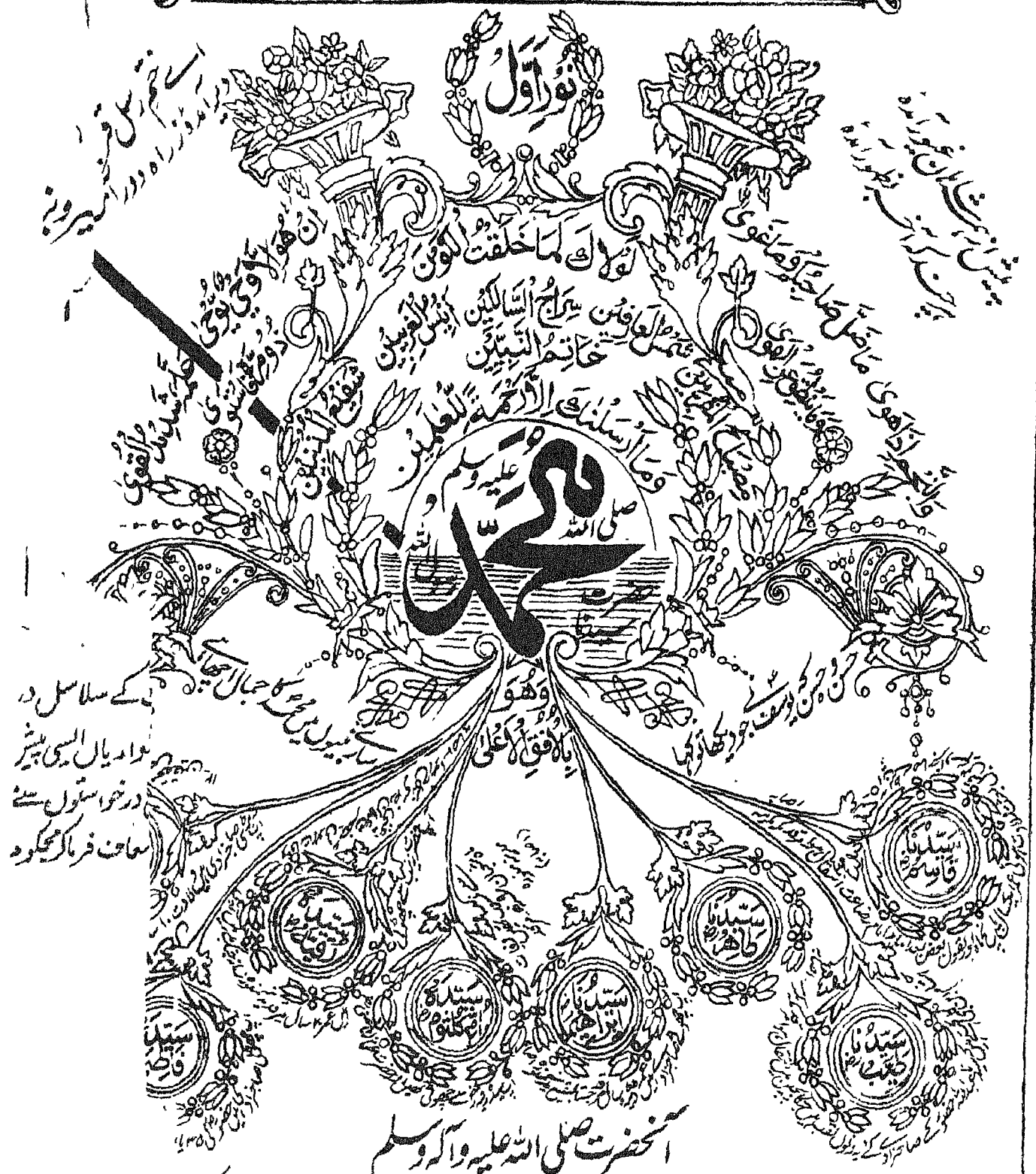
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] ك على سوابغ النعم حمد من استقام على الطريقة واشكرك متمسكا في استجلاب
[illegible] وة وعدك الوثيقه واعتصم بمتين حبلك عن الميل الى تهويسات الظنون وابرأ اليك
[illegible] يغاير قوانين شرعك المصون وابسط موقنا بالاجابة اكف الابتهال والضراعة
[illegible] سلم على نقطة بيكار الكمال الدال بك عليك عبدك وحبيبك اكسير كنوز فيوضاتك
تفسير رموز فتوحاتك الغيبية وعلى اله الذين ازدحموا في موارد نفائس الاحسان
[illegible] رابها واصحابه الذين سبقوا الى مشاهد عرائس الايمان فكشف لهم نقابها
[illegible] ين نهجهم في ذلك السنن القويم حافرا مركوب على حافر والسالكين سبيلهم قدما
على قدم الى هذا الزمان الحاضر وسلم تسليما كثيرا

١ انبیاء علیہم [illegible]

٢ خلفاء محمد ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی مجددی ابن مولانا الحاج شاہ بہاء الدین صاحب نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی [illegible]
[illegible] اسلام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ سارے جہان کی تکوین حضورؐ کی خاطر اور آپکے ہی شعشعان نور سے ہوئی۔ غیر قومیں بھی
٣ صحابہ کی قایل ہیں والفضل ما شهدت به الاعداء۔ آپکی شان عالی کا اظہار نہ زبان بشری سے ممکن۔ نہ قلم کو طاقت جیسا کہ
[illegible] میں اسکا شوق ہونا شاہد ہے۔ آپکی علو مرتبہ وصف و توصیف کی کوئی انتہا نہیں۔ تمام انبیاؑ و اولیاؒ اس مقام میں عجز کو اپنا کمال سمجھتے
صحابہؓ بھی۔ خدا نے جسکی مدحت کی بیاں کیا اسکی رفعت کا اسی وجہ سے حضورؐ کے فضائل کا احصا
بصورت [illegible] واقفیت عام بعض حالات ضروری فخر موجودات روحی فداہ کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ گو کہ حضور خاتم النبیین سب سے
بعد آپکا وجود با جود سب سے اول ہے اور سب کے وجود کا باعث ہے۔ لہذا ہم اسی اسم مقدس سے ابتدا کرتے ہیں جو سب کی ابتدا ہے۔

تفصیل و تعداد دوائرِ مخصوصہ کتاب

انبیا علیہم السلام	خلفاء اربعہ و صحابہ کبارؓ	امہات المومنین و صحابیاتؓ	مشاہیر و بزرگ
	۴ ۹۲	۱۳ ۴۴	
۵۸	۹۶	۵۷	۱۷۰

میزانِ کل دوائرِ کتاب

دیگر سلاسل

۴۰۵۵

عذرِ مؤلف

شائقین سے التماس ہے کہ کتاب ہذا کو عرصہ سے زیر تالیف تھی لیکن وقت طبع تک برابر بعض حضرات کے سلاسل درج ہونے کو پہونچتے رہے جس سے تالیف بھی ساتھ کے ساتھ جاری رہی اسکے علاوہ کاروبار طبع کی دشواریاں ایسی پیش آئیں کہ باوجود عجلت و محنت کارکنان مطبع اس عجالہ کی طبع میں تاخیر ہو گئی۔ جن حضرات نے پہلے ہی اپنی درخواستوں سے منتظر فرما کر انتظار کی اتفاقی تکلیف گوارا کی ہے اُنسے خصوصیت کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ اپنی عنایت سے معاف فرما کر مجھکو مزید شکر گذاری کا موقعہ دینگے۔

احقر ضیاء علوی

غفر اللہ ذنوبہ

علم کتاب بالاجمال

ولنو منظور ہے

غرضکہ شجرہ ایک تبرک ہے جو جناب ممدوح کو ارض مقدسہ حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے میں اُسکو اس زمانہ تک کی ایک جامع تاریخ مکمل و مرتب کر کے ابناء اسلام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سہوں بستر منزل مختفانہ بجود بردم را   قطع ایں مرحلہ با مرغ سلیماں کردم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع
گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم

رب اغفر وارحم وانت
خیر الراحمین
بحبیبک محمد صاحب یٰسین
صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

عبد
ضیاء الدین احمد علوی
امروہی

کاخ واجدی
سوائی جیپور ۳۰۔اپریل ۱۹۱۷ء

بجوار خواجہ

حضرت جعفر طیار ابوہریرہ معاویہ ہریلج مساعد ام المؤمنین ام حبیبہ ام المؤمنین ام سلمہ سکینہ بنت امام حسین زینب عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت بہلول دانا محی الدین بن عربی خالد کردی عبدالغنی نابلسی اسمٰعیل کردی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات اور سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ پھر دمشق سے روانہ ہوتے ہوئے ۱۷۔ مئی ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۳۔ شوال المکرم ۱۳۲۷ھ تک اس جذبات نثار ارض مقدس میں آپکی حاضری رہی جسکا اظہار کچھہ صرف سعدی کے ان لفظوں میں کیا جا سکتا ہے

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر   ہمچناں کز فرات مستسقی

اس دوران میں آپکو اکثر بزرگان دین کے مزارات کی تلاش میں اور مقامات معلوم نہونے سے افسوس ہوا اور اکثر کتابوں کی تلاش کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں بحسن اتفاق حاجی محمد اسمٰعیل صاحب بخاری سے آپکی ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب موصوف خوشنویس ہیں اور کتب خانہ سلطانی میں کتب قدیمہ اور کتب مطلا کا شعبہ انکو تفویض ہے۔ کتب خانہ میں ایک نہایت مستند شجرہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ وار نہایت اہتمام و حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اسکی نقل حاجی صاحب نے اپنے لئے کر لی تھی۔ ایک صحبت میں انہوں نے جناب ممدوح سے ذکر کیا۔ آپکے شوق اور دلچسپی کے لئے یہہ ایک بیش بہا نعمت تھی۔ گو جناب ممدوح انتظام سفر کر چکے تھے اور روانگی میں بہت تھوڑے دن باقی رہے تھے کہ حاجی صاحب سے اسکی نقل کے لئے اصرار کیا اور حاجی صاحب نے بھی کمال کیا کہ تین دن میں اسکی خوشخط نقل تیار کرالئے جو ۲۷ فٹ طول میں بصورت مکتوب تھی۔ آپنے مزید اطمینان کے لئے اصل شجرہ سے اسکا مقابلہ بھی کرا لیا۔ مدینہ منورہ سے ہوکر ۷۔ اپریل ۱۹۱۰ء کو بخیریت آپ جیپور پہونچے۔ یہاں اس شجرہ کو کتابی صورت میں تدوین کرنیکے لئے احقر اور مولوی سید عبدالقادر صاحب کے سپرد کیا جو آپکے ہاں خدمات دینی پر مامور تھے۔ اتفاقاً کچھہ عرصہ بعد مولوی صاحب قواج بنگالہ میں ملازم ہوکر چلے گئے اور احقر نے ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۳۵ھ تک شبانہ روز محنت کرکے اسکو بصورت موجودہ ترتیب دیا۔ اور کتب مذکورۂ بالا میں سے اکثر جناب ممدوح نے خاص اسکی تکمیل کیلئے بصرف کثیر خرید فرمائیں مگر ناکافی ہونے پر جیپور مہاراجہ لائبریری سے کتب متعلقہ دیکھیں اور اکثر مستند خاندانوں کے شجرے حاصل کرکے اضافہ کیا اور جن بزرگوں کے اسماء گرامی آئے انکے مختصر اور جامع حالات درج کئے۔ اسی اثناء میں حسن اتفاق سے حاجی اسمٰعیل صاحب بخاری بھی جیپور آئے۔ اور اس ترتیب و اضافہ کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے حاجی صاحب کے ہندوستان آنے سے جناب ممدوح نے یہ فائدہ اور حاصل کیا کہ ایک جلد اس شجرہ کی علی قلم سے نہایت خوشخط لکھوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھوا دی۔ جسکی تقطیع ۲۴-۳۰ ہے

ناظرین اور اکثر احباب اسکے طبع کے مصر ہوئے جسپر میں نے اجازت چاہی آپنے اپنی عالی ہمتی سے دو سو روپیہ کے عطیہ سے راقم الحروف کو مشکور فرماکر اجازت بخشی اور مصارف طبع میں بھی امداد فرمائی۔

بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود   این ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
آں سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست   ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

بمعنی ابن

بمعنی ابن

۱۰ اجداد اعلیٰ کے دائرے بڑے ہیں اور اسمیں سیاہ موٹا خط ابن کے معنی کا فائدہ دیگا مثلاً اور یہ دوائر ہمیشہ کتاب کے بالائی حصہ میں آوینگے

۱۱ جس جد اعلیٰ کی اولاد زیادہ ہوگی جو ایک صفحہ پر ختم نہ ہو وہ دوسرے صفحہ پر دکھائی گئی ہے اور سیاہ خط کلاں خالی چلا جائیگا یا ایکطرف سے ہوگا۔ مثلاً عبد المطلب کی اولاد زیادہ ہے کئی صفحات پر آئی ہے۔ وقس علی ہذا
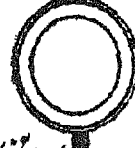
۱۲ ایک شخص کی اولاد بعد اولاد در اولاد کا سلسلہ بالکل ختم ہونے پر۔ دوسرے جد کا نام لکھا جاویگا اور اسکی اولاد دکھائی جاویگی جیسے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور بعض جگہہ شامل

۱۳ اولاد الاولاد کے سلاسل سیاہ خط کلاں کے نیچے کے حصے میں رہینگے اور باہمی دوائر کا خط وصلی ابن کے معنی میں ہے۔
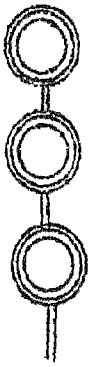
کسی صفحہ پر اجداد اعلیٰ میں سے اگر اولاد زیادہ نہیں ہے تو جد ماتقدم کا سلسلہ اولاد اُس صفحہ پر دکھا دیا گیا۔

وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَة

کتب معتبرہ کے بیشتر اقوال بجنسہ نقل کئے گئے ہیں۔ ہیں تالیف میں جسقدر کتابوں سے امداد لیگئی حسب ذیل ہیں:

۱ صحیح بخاری ۲ تفسیر کبیر ۳ تفسیر ابی السعود ۴ مواہب لدنیہ ۵ تفسیر قادری ۶ سیرۃ الحلبی ۷ تاریخ الخلفا

۸ اصابہ فی تمیز الصحابہ ۹ مکتوبات امام ربانی ۱۰ تاریخ کامل ابن اثیر ۱۱ ابن خلدون ۱۲ مروج الذہب

۱۳ معادن الجوہر ۱۴ سبائک الذہب ۱۵ روضۃ الاحباب ۱۶ روضۃ الاصفیا ۱۷ خصائص الکبری

۱۸ نشر الطیب ۱۹ سیر الحبیب ۲۰ سرور المحزون ۲۱ انوار الاذکیا ۲۲ تاریخ عالم ۲۳ نفحات الانس

۲۴ آداب المریدین ۲۵ جواہر فریدی ۲۶ فلاح ۲۷ ابن خلکان ۲۸ ترجمہ ابن خلدون۔ ۲۹ تاریخ اسلام

۳۰ قرۃ العیون شرح سرور المحزون ۳۱ ناسخ التواریخ ۳۲ نخبۃ التواریخ ۳۳ تاریخ افغانستان ۳۴ [illegible]نامہ

۳۵ تاریخ بھوپال ۳۶ صولت افغانی ۳۷ اکبرنامہ ۳۸ آئین اکبری ۳۹ حدائق الحنفیہ ۴۰ [illegible]

تاریخ روم[41] احوال علماء فرنگی محل[42] عمدة الطالب[43] طبقات ناصری[44] سیر النبی[45] شجر العالم[46]
عمدة الطالب[47] عرائس القصص[48] سر الشہادتین[49] جوامع الحکایات[50] بحر الانساب[51] کنز الانساب[52]
خلاصة التواریخ[53] وغیرہ قلمی شجرہ قلمی[54] مدینہ منورہ فصول مسعودیہ[55] مقامات سعیدیہ[56] ترغیب الترہیب[57]
مشکوٰة المصابیح[58] سیر الاقطاب[59] تیسیر شرح جامع صغیر[60] معارج الولایت[61] منتخب التواریخ[62]
مراة المداری[63] سیر المشائخ[64] تاریخ دکن[65] اسراریہ[66] مقاصد العارفین[67] اشرف نامہ[68]
تاریخ بلند شہر[69] مرقع فیض[70] تاریخ ٹاڈ راجستان[71] تاریخ برن[72]

[54] شجرہ قلمی مدینہ منورہ یہ وہی شجرہ ہے جو اس تالیف کا اصل باعث ہوا۔ اسکے حصول کی تفصیلی کیفیت سے ناظرین کو اکثر مزارات انبیاء علیہم السلام وصحابۂ کبار و اولیاء کرام اور مقامات مقدسہ سے واقفیت اور دلچسپی ہوگی بالخصوص جن حضرات کو اس مبارک سفر کا اتفاق ہو انکے لئے انشاء اللہ العزیز زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

۴۔ شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو جبکہ افتتاح حجاز ریلوے کے مژدہ سے مسلمانان ہندوستان کو سفر حرمین میں آسائش و آسانی ہونے کی بنا پر خاص مسرت ہو رہی تھی۔ جناب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب اسی دوران میں ۷۔ محرم ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۸۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو بارادۂ حج جیپور سے روانہ ہوئے اور بمبئی سے بذریعہ جہاز (جرمنی میل) پر سوار ہو کر عدن سویز پورٹ سعید ہوتے ہوئے یافا ۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء بیت المقدس پہونچے۔ یہ حج نصاریٰ کا زمانہ تھا اور ولادت موسیٰ علیہ السلام کا بھی چونکہ یہی زمانہ گذرا ہے اسلئے اس موسم میں یہودیوں کی عید بھی تھی باوجود سردی کے بڑا مجمع تھا۔ جناب ممدوح ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء تک وہاں مقیم رہے اور حضرت داؤد و سلیمان و موسیٰ و عزیر و مریم علیہم السلام اور ابو عبد اللہ حضرت عکاشہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل الرحمن کے راستے میں حضرت یونس اور مدراحلہ والدۂ یوسف علیہما السلام اور خلیل الرحمن میں حضرت ابراہیم اسحق یعقوب والدۂ یعقوب علیہم السلام اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خلیل الرحمن سے دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کا مزار ہے وہاں حاضر ہونیکی تیاری ہو چکی تھی کہ یکایک شب کے دس بجے سلطان عبد الحمید خاں کی معزولی کی منادی ہوئی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سریر آرائی کی توپیں سر ہوئیں اور وہاں کا جانا ملتوی رہا۔ بعض مقامی احباب نے آپکو یہ رائے دی کہ مبادا تغیر سلطنت سے بدامنی واقع ہو اور راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے بند ہو جاوے۔ اسلئے مدینہ منورہ جلد روانہ ہو جانا چاہیئے۔ آپ یکم مئی ۱۹۰۹ء کو روانہ ہو کر نابلس کے اسٹیشن سے حجاز ریلوے میں سوار ہو کر [illegible] پہونچے۔ یہاں حضرت ذو الکفل یحییٰ علیہم السلام اور حضرت بلال عبد اللہ ابن مکتوم
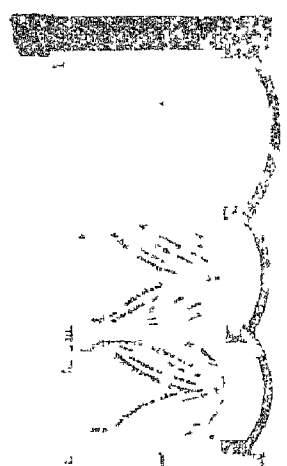
بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو کر دنیا میں تشریف لائے تو آپکے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا اُس نور کی روشنی سے تمام مشرق و مغرب کی چیزیں روشن ہوگئیں جب آپ زمین پر آئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے آپنے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ (مواہب)

آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے آسمان سے ایک ابر کے سفید ٹکڑے کو آتے دیکھا اُس ابر کے ٹکڑے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آغوش میں لے لیا اور میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ اُس میں سے مجھے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ ان کو دریا جنگل مشرق و مغرب کی حدود میں پھرا لاؤ کہ سب چیزیں پہچان لیں اور ان کی صفات و صورت سے واقف ہو جائیں۔

ابر کے نزول کا قصہ قریب ولادت دوبارہ ہوا ہے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دوبارہ بھی ایک بڑے ابر کے ٹکڑے کو دیکھا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں اور آدمیوں کی باتوں کی آواز آتی تھی۔ اس دفعہ بھی اُس ابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا لیا۔ اول مرتبہ سے زیادہ دیر تک غائب رہے۔ اکثر مجھے سنائی دیتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ آپ کو تمام روئے زمین اور تمام روحانیات انسان اور جن فرشتوں طیور و وحوش کے سامنے پیش کرو اور نبوت اور نصرت کی کنجیاں دیدو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اوصاف سے آپکو مزین کردو اور تمام رسل اور نبیوں کے دریائے اخلاق میں غوطہ دیدو۔

الغرض ہمارے نبی مکرم تمام محاسن میں لاثانی اور اخلاق کریمانہ میں تمام انبیاء مرسلین سے فائق تھے۔ شعر

اے کہ بر تخت سیادت ز ازل جا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی ولادت شریف کے وقت کسریٰ نوشیرواں کے محل میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اُس عالیشان شاہی ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ   كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

یعنی نوشیرواں کا محل ولادت کے وقت ایسا شکستہ اور پاش پاش ہوگیا جیسا کہ کسریٰ کا لشکر جسکو اجتماع نصیب نہ ہوا۔ (بردہ)

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد   تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

فارس کا قدیمی آتشکدہ جو ہزار سال سے برابر روشن تھا ضیاء توحید کی نورانی شعاعوں سے بجھ گیا اور بحیرہ طبریہ اور دریائے ساوہ (جس میں لوز ائیہ [illegible] آتش پرست غسل دیتے تھے) دفعتاً خشک ہوگئے۔ (مواہب و معارج النبوۃ)

اللہ جل جلالہ نے زوال سلطنت فا[illegible] طرف ان امور سے اشارہ کیا ہے۔ (نشر الطیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہا[illegible] کے زقاق المولد (پیدائشی کوچہ) محمد بن یوسف نزار کے گھر میں پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے [illegible] روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُس رات جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یہ کہا کہ اہل قریش [illegible] ری قوم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے لاعلمی کی وجہ سے کہہ دیا کہ ہمکو خبر نہیں اسپر وہ کہنے لگا کہ اے [illegible] کی شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اسکے دونوں شانوں کے درمیان (مہر نبوت) ایک نشانی [illegible] جب اس امر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے

لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی اور اہل قریش آپ کی والدہ بی بی آمنہ رض کے پاس آئے۔ یہودی نے جب وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور سنبھل کر کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے تو اب نبوت و رسالت رخصت ہوگئی۔ اے اہل قریش پیغمبر ایسا غلبہ کرینگے کہ مشرق و مغرب تک انکی تشہیر ہو جائیگی۔ (فتح الباری)
آپ کی رحلت تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول کی ۱۲۔ تاریخ کو مدینہ منورہ میں ہوئی

عبداللہ
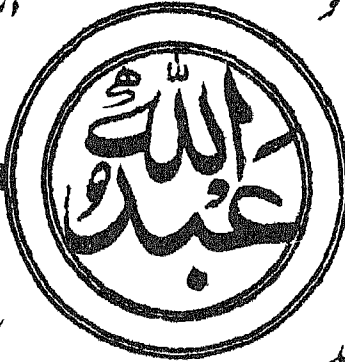
روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جامۂ سفید صوف ملبوس حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ انکو کافروں نے شہید کیا تھا خون آلودہ انکے پاس تھا اور مضمون کتب آسمانی سے وہ جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دیگر بخون تازہ سرخ ہو جائیگا اور چند قطرۂ خون اس میں سے ٹپکیں تو یہ علامت قریب تولد پیغمبر آخر الزماں کے ہوگی اور اُس رات میں اُس جامہ میں یہ نشان ظاہر ہوا اور اسی سبب سے وہ حضرت عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ ہر چند بارادہ قتل جمع ہوکر مکہ مکرمہ میں آئے لیکن بدنصیب اپنا سا منہ لیکر پھر جاتے آپ کا لقب ذبیح بھی ہے جسکی کیفیت ہم حضرت عبدالمطلب کے حالات میں درج کرینگے مختصراً یہ کہ آپ نے یعنی حضرت عبدالمطلب نے اپنی ایفاء منت میں منجملہ اپنے بیٹوں کے حضرت عبداللہ کی قربانی کرنی چاہی اور اور بھائیوں میں آپ کا تعین کرنے کی غرض سے قرعہ ڈالا تو وہ بھی آپ ہی کے نام پر نکلا حضرت عبدالمطلب آپ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربان کریں آپ کے بھائی اور تمام اہل قریش بوجہ آپکی محبت کے مانع ہوئے۔ اور ایک کاہنہ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اُسنے کہا کہ قرعہ اسطرح ڈالو کہ اول دس اونٹ اور عبداللہ کا نام لکھو اگر آپ کا نام نکلے دس اونٹ اور بڑھا دو اور زیادہ کرتے جاؤ یہانتک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار میں قرعہ حضرت عبداللہ کے ہی نام نکلتا تھا یہانتک کہ سو اونٹوں کی نوبت پہونچی تب اونٹوں کا نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کرکے منت سے ادا ہوئے۔ حدیث شریف میں حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے انا ابن الذبیحین (یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) اسی طرف اشارہ ہے۔ ایک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہیں اور دوسرے سے حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار۔ حضرت عبداللہ کی عمر باختلاف روایات ۱۸-۲۵-۳۰- سال کے ہوئی۔ اور بقول اصح موافق روایا زرقانی ۲۵ سال ہوئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے تین ماہ قبل جبکہ آپ ملک شام کی طرف کھجوروں کی خریداری کے واسطے تشریف لیجا رہے تھے راستے میں انتقال ہوا اور دار النابغہ میں مدفون ہوئے (بقول اصح) اور بقول بعض مدینہ منورہ میں متصل مزار سیدنا مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ بیرق بردار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

(مواہب وسیرت الحلبی)
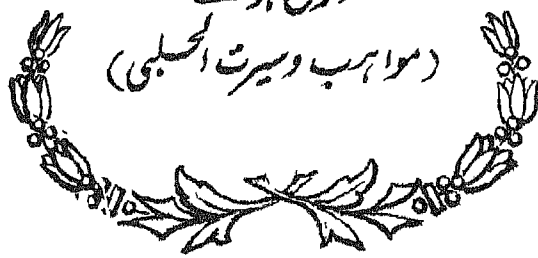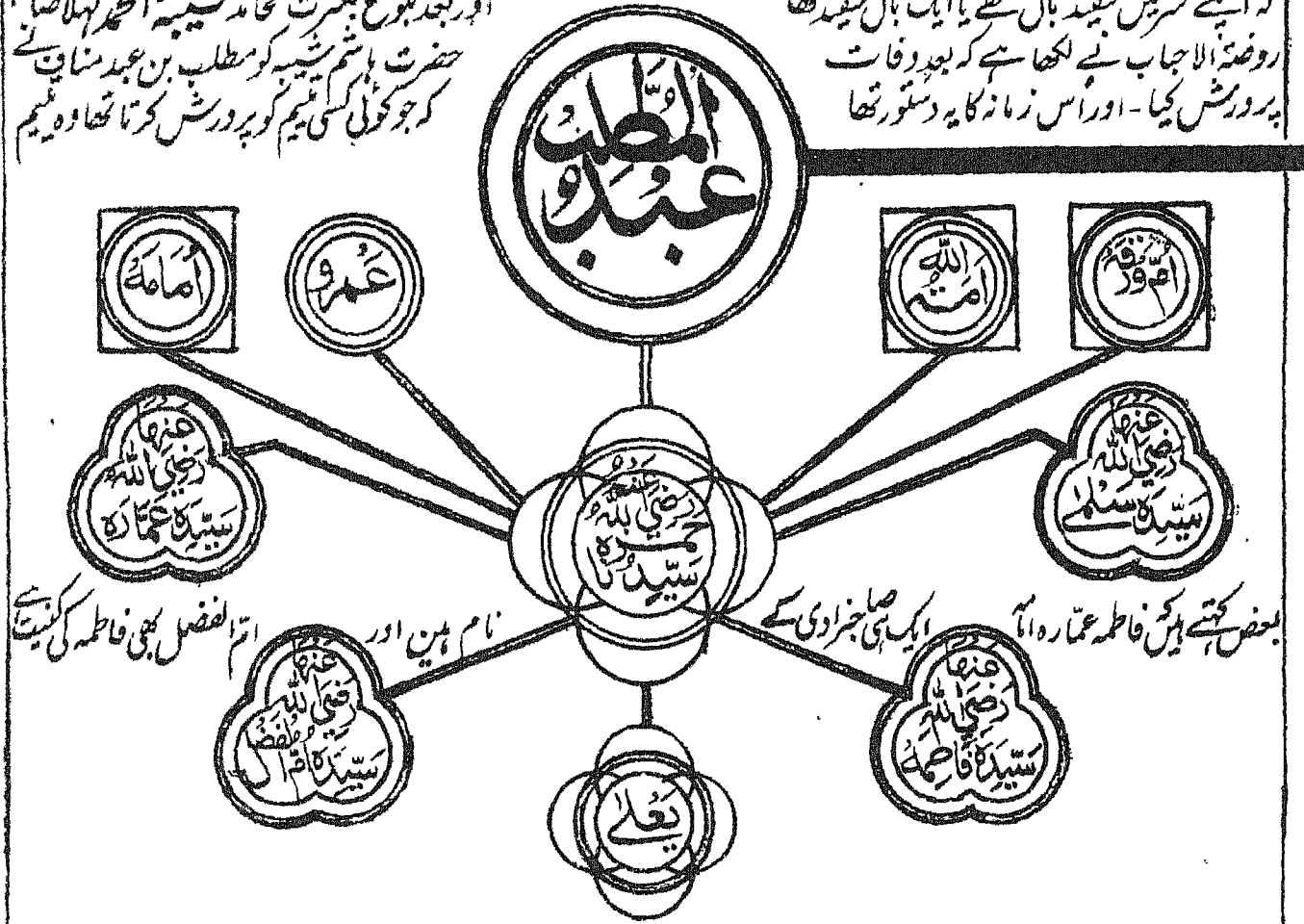
حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال قبل اور بعض کے نزدیک چار سال قبل کی ہے۔ آپکے محامد بے شمار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو بہت محبت تھی اور رضاعی بھائی بھی تھے کہ ثوبیہ کنیز ابولہب کا دودھ آپنے بھی پیا تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت ہے۔ نبوت کے چھٹے سال ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی طرف تشریف لیگئے۔ ابوجہل نے وہاں پہونچکر آپ کو گالیاں دیں اور اسلام کی توہین کی۔ آپ اُسکے نا ملایم کلمات سب و شتم کو حلم نبوت کے اقتضاء سے سنتے رہے۔ ابوجہل نے سر مبارک پتھر سے زخمی بھی کر دیا۔ آپ فوراً تیر و کمان لیے ہوئے اسطرف آنکلے۔ عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی سے کل واقعہ معلوم کرکے جوش قرابت میں آگئے۔ اُسی طیش میں ابوجہل کے پاس پہونچے اور اُسکے سر پر اس زور سے کمان کھینچکر ماری کہ وہ زخمی ہوگیا یہ قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا حضرت حمزہؓ نے بال پکڑ کر گھسیٹ لیا اور فرمایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ناشایستہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ میرے بھتیجے کو تکلیف و اذیت پہونچاتا ہے۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ میں نے تمہارے دشمن سے بدلہ لیلیا تمکو خوش ہونا چاہیئے آپنے فرمایا کہ میں تو چچا اس سے خوش نہونگا۔ آپ مسلمان ہوجاویں تو میری مسرت کا باعث ہے۔ چنانچہ آپ اُسی وقت مسلمان ہوگئے۔ عمر آپکی ۵۹ سال ۱۴ شوال ۳ھ زمانہ جنگ احد میں جام شہادت پیکے سرمدی کو فائز ہوئے۔ مدینہ منورہ میں مقام حمزہ آپکا مزار مقدس ہے۔ (ابن خلدون صفحہ)

اُسکا غلام کہلاتا تھا اسوجہ سے عبد المطلب مشہور ہوئے جسوقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی اور اُس نور کے چمکنے سے معلوم کر لیتے کہ ہمکو فتح نصیب ہوگی۔ روایت ہے کہ ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کا جب خانہ کعبہ کے منہدم کرنیکو مکہ معظمہ پر چڑھ آیا تھا اور اُس بادشاہ کے لشکری آپ کے اونٹ پکڑ کر لیگئے تھے اُنکے چھڑانے کو اُسکے پاس تشریف لے گئے اُس نے

۳

عبد المطلب

ارنب — بیضاء — سیدنا ابو سلمہ — برّہ — امیمہ — صفیہ — عاتکہ — عبد اللہ — زہرہ — قریبہ

اصابہ نے ابو سلمہ کو صحابی نہیں لکھا

سیدنا عامر — سیدنا عبد اللہ — سیدۃ اروی ام عثمان

سیدنا ابو بسرہ

اصابہ نے ابو بسرہ کو صحابی نہیں لکھا

سیدۃ اروی رضی اللہ عنہا — فاطمہ

ام حبیبہ — صفیہ — عبد الکعبہ — سیدنا زبیر — سیدنا سائب — سیدنا طلیب

سیدۃ حمنہ رضی اللہ عنہا — عبید اللہ — سیدنا ابو احمد — سیدنا عبد اللہ — سیدۃ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا — سیدۃ زینب

یہ شخص نصاری ہو گیا تھا
اصابہ

عبد اللہ ابن جحش اول امیر اسلام ہیں
عمر ۴۶ سال وفات جنگ احد

ان کا پتہ اصابہ میں نہیں
دیگر کتب سے ثابت ہے

آپکی صورت دیکھتے ہی بایں سبب کہ عظمت اور مہابت آپکے چہرہ سے برکت نور محمدی نمایاں تھی نہایت تعظیم اور تکریم کی
اور تخت سے نیچے اُتر کر آپ کو تخت پر بٹھایا اور
ہیں آپ نے وجہ بیان فرمائی۔ اُس نے
اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں اسقدر
دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے
فوراً حکم دیا کہ آپ کے اونٹ چھوڑ دیے جائیں
آئی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی محفوظی کے لئے فرمائیے
۲
عبد المطلب
ضرار
غیداق
حجل
مقوم
قثم
حارث
عوام
عبد الکعبہ
ابولہب
عتیبہ
معتب
خالد
خالدہ
عتبہ
سیدنا عبداللہ رضی
سیدہ درہ رضی اللہ عنہا
سیدہ عمرہ رضی اللہ عنہا
سیدہ سبیعہ رضی اللہ عنہا
سیدنا مغیرہ رضی
سیدہ اروی رضی اللہ عنہا
سیدنا امیہ رضی
سیدنا ربیعہ رضی
سیدنا ابوسعید رضی
سیدنا نوفل رضی
سیدنا عبداللہ رضی
المشہور بہ ابی سفیان وفات خلافت عمر رضی میں حضور نے آپکی شان میں سیدُ فتیانِ اہلِ الجنۃ فرمایا (اصابہ)

تو میں منہدم نہ کرتا آپ نے فرمایا کہ میں گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لشکر اصحاب فیل بیت اللہ کے مسمار کرنے کو چڑھا اللہ جل جلالہ نے طیر ابابیل کو بھیجا کہ تمام لشکر معہ ہاتھیوں کے کنکریوں سے تباہ و ہلاک ہو گیا اور اُسوقت آپ معہ چند قریش کے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور یہ اشعار آپ کی ورد زبان تھے

۳

عبدالمطلب

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ — حَلَّهُ فَامْنَعْ حَلَالَكْ

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ — وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَكْ

وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ — وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكْ

ترجمہ اے خدا بیشک بندہ روکتا ہے اُسکو جو اُسکے گھر میں آوے پس تو بھی منع کر اُسکو جو تیرے مکان میں آتا ہے - کبھی اُن کی صلیب غالب نہیں ہونے کی اور نہ اُنکا غصہ تیرے غصہ پر غالب ہوگا اور مدد کر اہل صلیب اور اُسکی پرستش کرنے والوں پر اپنی آل کی -

فی الجملہ آپ میں تمام ہیبت و برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور آپکو مشکلات میں غیب سے امداد ہوتی تھی - سب سے پیشتر عرب میں سیاہ خضاب آپ نے ہی لگایا ہے - اور بعد زمانہ حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے ایک مدت تک چاہ زمزم بند رہا اور اُسکی جگہ معلوم نہیں تھی - آپ نے وہ جگہ خواب میں دیکھکر کنواں کھودنے کا ارادہ کیا - قریش مانع ہوئے اور آپ کا کوئی حامی نہیں تھا - اور اولاد بھی نہیں تھی صرف ایک صاحبزادے تھے اور آپ قریش سے لڑے اور غالب آئے اُسوقت آپکو اولاد نہونے کا اور بھی رنج ہوا اور منت کی کہ اگر دس لڑکے ہوں اور چاہ زمزم کو کھود کر نکال لوں تو ایک بیٹے کی قربانی کروں چنانچہ آپ کے دس لڑکے ہوئے اور چاہ زمزم بھی برآمد ہو گیا جس پر حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ ہوا جسکا ہم ذکر کر آئے ہیں - آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی تھی - آپ کی وفات عام الفیل سے آٹھویں سال میں ہوئی - اُسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو (۲) ماہ دس دن کی تھی - حضرت عبدالمطلب کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے - (خلدون)

بعض کے نزدیک ضباعہ اور صفیہ رض ایک ہی ہیں اور بعض کے نزدیک دونوں نام ام حکیم کے ہیں واللہ اعلم بالصواب (اصابہ)

جس ابرہہ کا ذکر عبد المطلب کے حال میں گذرا اُسکی نسبت ہشام بن کلبی ۳ کی روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداءً یمن کا امیر لشکر ہوا رفتہ رفتہ حکومت
یمن کی اُسکو بالاستقلال حاصل ہوگئی اُسکے شکریہ میں مقام صنعاء میں ایک کلیسا بنایا جسمیں قیمتی پتھروں کی پچیکاری کرائی اور
آلات سے خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم جنکی بدولت ابرہہ کو یہ حکومت حاصل ہوئی تھی اُنکو تحریر بھیجی کہ میرا مقصود
ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اسکے طواف کی طرف مائل کروں چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں
آدمیوں کو روانہ کیا جسوقت مکہ میں اسکے آدمی پہونچے عرفہ بن عیاض نے ایک ایسا تیر مارا کہ اُسنے دوبارہ دم تک
نہ لیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور اُسیوقت برافروختہ ہوکر ایک جرار لشکر اور کثیر فوج لیکر
معہ ہاتھیوں کے مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کردے اور قریش کو
کو قتل کرڈالے۔ انتہی کلامہ
آپ کی ولادت ۳۵ سال قبل ولادت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہوئی۔ عمر ۸۰ سال وفات سنہ ۳ھ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے
۳۵ یا ۵۵ روز بعد ۱۵ شوال۔ اصابہ
یہ خط حضرت علی رض سے نام پر لگا۔
عبد المطلب
ابی طالب
حسین
حمید
احمد
اصغر عبد اللہ
جعفر سیدنا
عقیل سیدنا
جمانہ
سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا
اصابہ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستائیس شب رمضان کو منعیم تشریف لے
گئے اور انکے مکان سے احرام عمرہ باندھا اور انکو صحابیہ میں لکھا ہے۔
علی
ام کلثوم
ام الفضل
محمد سیدنا
عون سیدنا
سیدہ نعمی رضی اللہ عنہا
محمد
عبد اللہ سیدنا
عون
عباس

آپکا اسم مبارک علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ اور یعسوب المسلمین حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابوتراب لقب ہیں لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے حضور نے آپکی شان میں فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے دنیا و آخرت میں۔ آپ تین باتیں فخریہ فرمایا کرتے تھے کسی کا خسر مجھ جیسا ہے کیا حضرت فاطمہ جیسی کسی کی بیوی ہے حسنین جیسے کسی کی اولاد ہے سچ ہے کہ یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہ تھا اور اس وجہ میں آپکی منزلت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

محمد گل است و علی برگ گل ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل
چو عطرش برآمد حسین و حسن ازو شد معطر زمین و زمن

قلعہ خیبر کا فتح ہونا ناصر حقیقی نے آپ ہی پر موقوف رکھا تھا۔ آپکی ولادت عام الفیل سے تیسویں برس ۱۳۔ رجب کو ہوئی عمر آپ کی ۶۳ سال زمانہ خلافت تین سال نو ماہ آٹھ یا تین دن ہیں۔ سنہ ھ میں یکشنبہ ۱۹۔ رمضان بوقت شب مسجد کوفہ میں خوارج نے آپکو شہید کیا

مزار شریف نجف اشرف میں بتلایا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (اصابہ و روضۃ الاصفیا)
کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است
سیدنا محسن
عمر
عفان
زید
محمد اصغر
مدفن طوس
ابوبکر
مدفن کربلا
امام حسن علیہ السلام
امام محمد الباقر
عبداللہ
سہل
عقیل
امام حسین علیہ السلام
محمد اوسط
عون
جعفر
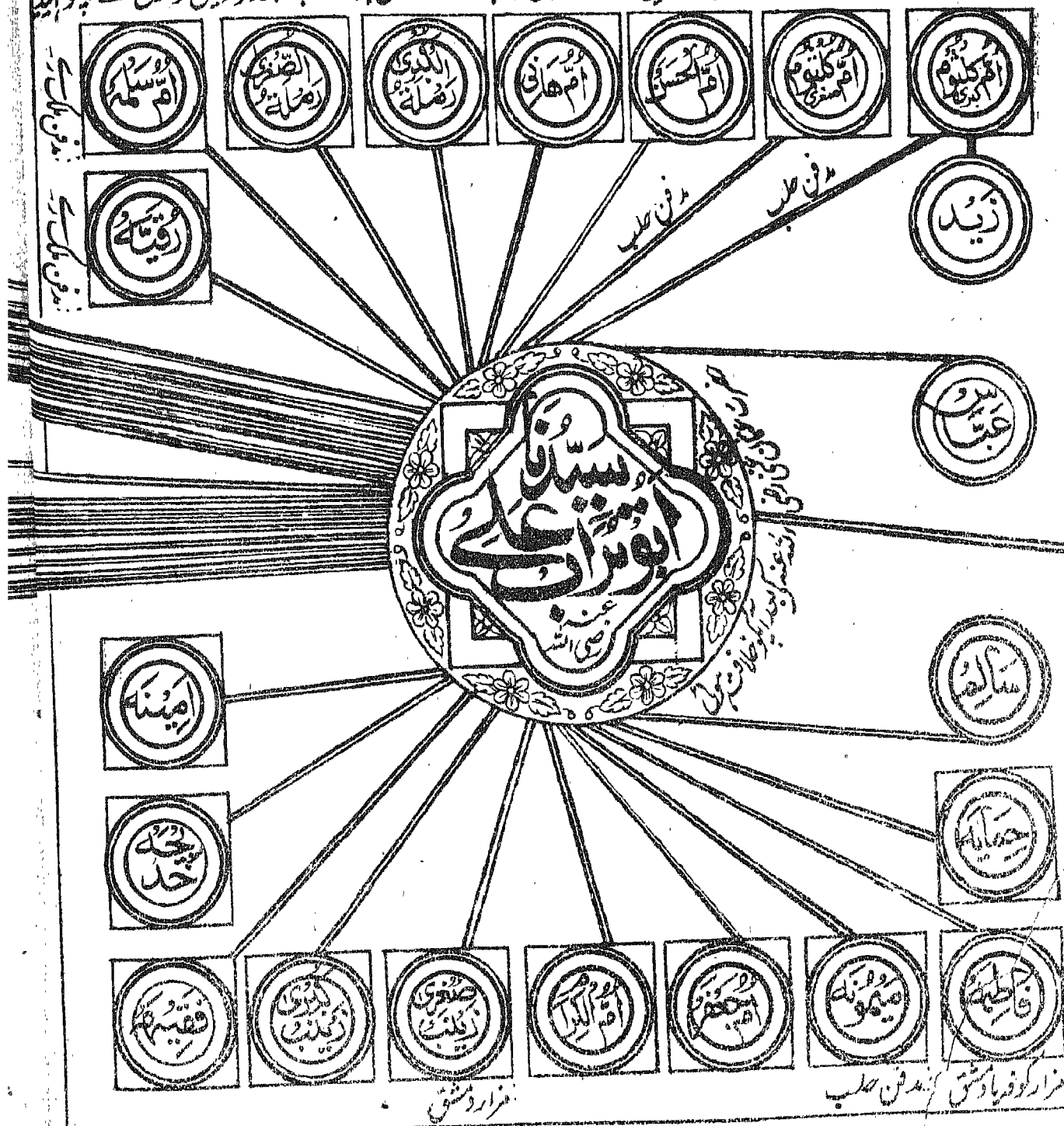
عارف باللہ حضرت سید شاہ محمد امین اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ عاصی مولف کے جد امجد ہیں چونکہ سلسلہ درویشی کا بفضلہ تعالیٰ نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے اسوجہ سے آپکی پیشانی مبارک سے عشق الٰہی کے آثار نمودار تھے۔ ایک بزرگ کامل پناہ شاہ صاحب امروہہ میں مجذوب وقت گزرے ہیں۔ اعلیحضرت آپکے والد بزرگوار حضرت غلام غوث کہ صاحب ذوق و شوق اور صلاح و ورع سے تھے اس باعث سے آپکا نام شوق الٰہی مشہور ہوگیا تھا۔ حضرت پناہ شاہ صاحب کی خدمت میں دائماً حاضر رہتے تھے۔ حضرت جد امجد کی پیدائش کے وقت آپنے خوشخبری دی اور فرمایا کہ۔ شوقا کعلوں کا لعل پیدا ہوا ہے اپنے گھر جا۔ حضرت جد امجد قریب شباب تحصیل علم کی غرض سے جناب مولوی عبد الجلیل صاحب بنی اسرائیلی کی خدمت میں علیگڈھ تشریف لیگئے۔ اس سے پیشتر آپ کا سلوک نقشبندی آپکے پیرو مرشد جناب مولانا سید امام الدین صاحب امروہی خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحبت اور عنایات سے طے ہوگیا تھا۔ اثنائے تحصیل میں علم لدنی سے معلوم کی طرف غلبۂ شوق نے متوجہ کردیا اور سکر و سہو کا غلبہ ہوگیا۔ ایک روز مولوی عبد الجلیل صاحب سبق پڑہاتے میں فقرا کی تحقیر و تنقیص فرمانے لگے۔ آپنے فرمایا سب ایسے نہیں ہوتے۔ اس فقرہ پر مولوی صاحب ناراض ہوکر مکان میں جانے لگے اچانک

امام ابو ہاشم عبداللہ

سید محمد سیف غازی

سید شاہ محمد امین اللہ نقشبندی

سید شاہ محمد غلام غوث حسینی

سید شاہ محمد امان حسینی

عارف باللہ سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سید فاضل الدنیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سید شاہ عبد الاحد قطب الاقطاب

سید شاہ معروف

سید شاہ محمد باقی
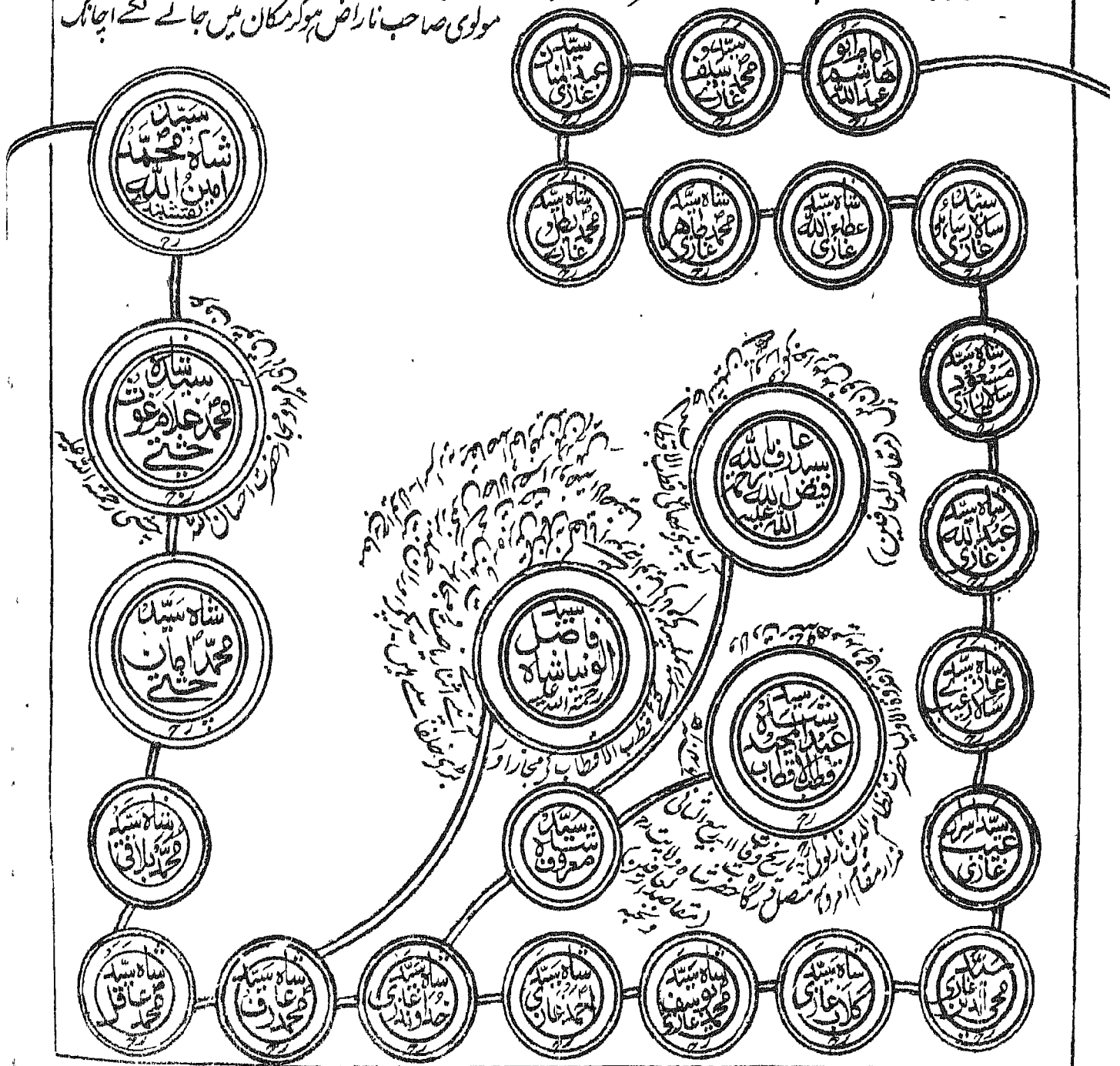
ٹھوکر لگی اور آپ بیہوش ہو گئے - دیکھتے کیا ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور فرماتے ہیں کہ امین اللہ جیسے شخص کو اسکو تسلیم کرو - اُسوقت سے مولوی صاحب آپکے معتقد ہو گئے اور استفادۂ باطنی شروع کر دیا - جب مریدوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ علیگڈھ چھوڑکر قصبہ چھڑاپول تشریف لے آئے - یہاں بھی وہی صورت پیش آئی - بالآخر مجبور ہو کر موضع شریف پور بکنارہ دریائے گنگ پر اقامت فرمائی - گاہ بگاہ وطن مالوف امروہہ میں تشریف لاتے - ترک و تجرید آپکا خاصہ ذاتی ہو گیا تھا - خواجہ خضر نے اسرار دقائق ایک مرتبہ حافظ سید مہربان علی صاحب آپکے پیر بھائی نماز تراویح پڑھا رہے تھے اور آپ بھی شریک نماز تھے جسوقت حافظ صاحب آیۃ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر پہونچے - آپ نے ایک چیخ ماری اور تین بجے شب تک بحالت استغراق اپنی جگہ پر کھڑے رہے آخر شب میں حافظ صاحب موصوف تشریف لائے اور کان میں درود شریف پڑھا تو آپ زمین پر گرے اور اُسکے صدمہ سے ہوش آیا - آپکے حالات عجیب ہیں اگر تفصیلاً لکھا جاتے تو مستقل ایک رسالہ ہو جاتے - مرض الموت میں آپکو امروہہ لایا گیا چالیس یا پینتالیس سال کی عمر میں ۴ محرم ۱۲۶۶ھ میں انتقال فرمایا - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (نخبۃ التواریخ)

مرکے سچوں نے مزے عیش ابد کو لوٹے ہم برے حالوں جیئے جھوٹے بہانے والے

حاجی الحرمین شاہ مولانا بہاء الدین نقشبندی مدظلہ العالی - آپ نامہ سیاہ مؤلف کے ابتدا ہی سے آپ پر مبذول رہتی تھی آپ نے مذاق کی طرف توجہ فرمائی بفضلہ تعالیٰ ذوق بڑھتا گیا یہانتک کہ پیر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے حاضری کیلیے سفر کا ارادہ کیا لیکن ۱۲۸۰ھ میں بعمر ۱۸ سال آفتاب مولانا شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی کی خدمت میں

مجددی قادری چشتی سہروردی مہاجر مکہ معظمہ والد بزرگوار ہیں حضرت جد امجد کی توجہ حصول علوم ما یحتاج کے بعد اپنے سرشتی الطاف روحانی اجداد کرام کے شامل حال تھے - باقیماً اسطرف ہوئے - اور حضرت آخون عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوات بنیری کی خدمت کچھ عرصہ رہیں ایسی پیش آئیں کہ بجائے سفر ولایت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب خلیفہ حضرت شاہ جہانپور حاضر ہوئے - اور بعد مجاہدات و ریاضات خرقۂ خلافت و نیابت

سے ممتاز ہوئے۔ اسی اثنا میں حاضری حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا شوق ہوا جسکی وجہ سے اول مرتبہ مضطربانہ و بیتابانہ بڑے ذوق سے
حاضر حرمین ہوئے۔ زیر شمشیر غمش رقص کناں باید رفت
کانکہ شد کشتہ او نیک سرانجام افتاد
چنانچہ اسی سلسلہ میں آپنے ۳ حج ادا کیے اور زیارات بیت المقدس وغیرہ سے مشرف ہوئے۔ آپکی آرزو تھی کہ
خداوند تعالے مکہ مکرمہ میں مستقل قیام کا کوئی سامان کردے۔ خداوند عالم نے بطفیل نبی کریم صلعم آپکی اس امید
کو پورا کیا کہ وہاں پر اپنا ذاتی مکان بھی ہوگیا ہمیشہ
آپکا قیام مکہ مکرمہ میں رہتا ہے گاہ بگاہ ہندوستان آنیکا اتفاق ہوتا ہے تو ہمہ وقت مراجعت کا خیال
اور دیار محبوب حقیقی کا دھیان غالب رہتا ہے اور اسی غلبۂ شوق میں جملہ احباب اہل طریقہ کو زیارت حرمین کیلئے
پارہ میں ترغیب اور پند و نصائح فرماتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کا عارضی قیام بھی آپکے لئے پریشانی کا باعث رہتا
ہے سبحان اللہ کیا شوق ہے۔ سر خود را بره دوست نثاری کردی
حاصل عشق ہمیں بود کہ کاری کردی
آپ نہایت سادہ مزاج
با سلوک علوم باطن میں سلف صالحین کی یادگار ہیں۔ اس زمانہ میں آپکا وجود بہمہ وجوہ مغتنمات سے ہے۔ عرصہ دو سال سے واپس مکہ مکرمہ
تشریف لیجانیکا موقعہ نہیں ہوا وطن مالوف امروہہ ضلع مراد آباد
میں آپکا قیام ہے۔ متعنا اللہ بطول بقائہ
عبد المطلب
سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
صفیہ
امینہ
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
کثیر
صالح
سیدنا عبدالرحمن رض
سیدنا فضل رض
سیدنا قثم رض
سیدنا معبد رض
ابو محمد عبداللہ رض
امام عبداللہ رض
علی
ابوالفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ سنہ ۵۶۶ء میں واقعہ اصحاب فیل سے تین یا بقول

احبا بدو سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ پانچ برس کی عمر میں گم ہو گئے تھے تو آپکی والدہ نے منت مانی تھی کہ مل جائیں تو بیت اللہ کیلئے حریر و دیبا کا غلاف چڑھائیں گی۔ نذر کی تھی بفضل ایزدی اس نذر کے بعد ہی آپ مل گئے اور انکی والدہ نے اپنی منت پوری کی۔ آپکی والدہ سب سے اول عورات اہل عرب سے ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ پر حریر و دیبا کا غلاف چڑھایا۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے متقی اور پرہیزگار مانے جاتے تھے۔ ابوالفضل آپکی کنیت ہے۔ حضورؐ کی تربیت اور سعادت کا شرف سب سے زیادہ آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپکے فضل و اولوالعزمی کے بہت سے کارنامے ہیں۔ جسکی عزت و حرمت خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ہاشم آپکا نام عمرو ہے اور لقب ہاشم تھا اور اسی لقب سے مشہور رہیں۔ ہاشم کے لغوی معنی روٹی چورنے کے ہیں آپ قحط سالی میں لوگوں
کو ثرید یعنی مالیدہ کھلایا کرتے تھے سخاوت میں ضرب المثل تھے اور عرب میں اول اول ثرید کی ضیافت آپنے ہی ایجاد کی۔
ملک شام کو تشریف لیجاتے ہوئے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ مقام عرفہ میں آپکا انتقال ہوا اور
یہیں پر آپکی قبر ہے اور بعض روایات میں مقام عزّہ ہے۔ (سیرۃ الحبیب)
ہاشم
فضیلہ
ابو صیفی
مطلب
اسد
ابو اسد
یزید
عبد
فاطمہ ام علی رضی اللہ
وفات مدینہ منورہ
سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا
جعدہ
یحییٰ
کے قلب مبارک میں جو اُسکے مراتب عُلیا کا کیا بیان ہے
سے ظاہر ہوتی ہے عن ابن عباس قال النبي
صلعم آپنے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۲۔ رجب ۳۲ھ
جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہ
قبہ اہلبیت جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپکا مرقد ہے
پناہی صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے فرمان
وکلھم من رسول اللہ ملتمس
(خصائص الکبریٰ)
آپکی غایت قدر و توقیر حضور کے اس کلام سے حضور کے حسب
صلی اللہ علیہ وسلم العباس منی وانا
بروز جمعہ وفات پائی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپکے
اور مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قبر میں اتارا
(اصابہ و سیرۃ النبوۃ) یہ سب کچھ حضرت رسالت
نبوت کا پرتو تھا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین
غرفا من البحر او رشفا من الدیم
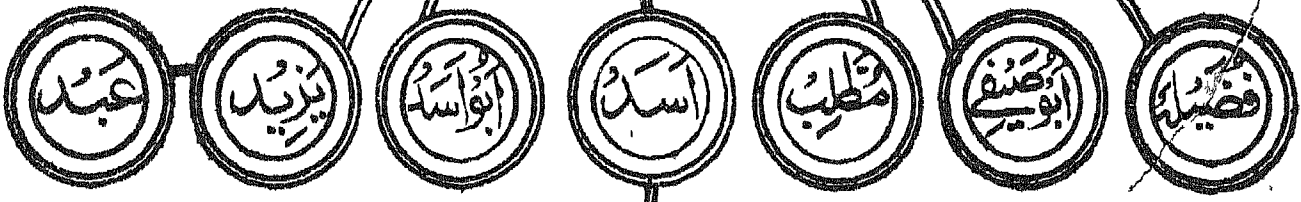
عبد مناف ان کا اصلی نام مغیرہ ہے اور ابو عبد الشمس کنیت نہایت حسین و جمیل تھے۔ انکے والد قصی نے قبل انتقال نقابت۔
ایالت۔ امارت۔ سرداری آپکے سپرد کی تھی۔ انکے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرہ میں مذکور ہے یعنی ہاشم جد حضرت عبد اللہ
اور عبد الشمس جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم اور مطلب جد اعلیٰ امام شافعی کے ہیں۔ روضۃ الاحباب
میں ہے کہ عبد الشمس اور ہاشم توام پیدا ہوئے تھے دونوں کی پیشانیاں ملی ہوئی تھیں تلوار سے جدا کی گئیں وہی
عبد مناف
ہاشم
مطلب
نوفل
عبد الشمس
امیہ
حرب
عاص
ابی العاص
عدی
خیار
عدی
سیدنا عبیدہ
سیدنا عبد یزید
سیدنا سائب
سیدنا شافع
عثمان تابعی
عباس
ادریس
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
ابن خلکان و اصابہ
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ آپ نے کبھی قسم نہیں کھائی
دس برس کی عمر سے کبھی سیر ہو کر
کھانا نہیں کھایا۔ مسائل میں غایت درجہ کی احتیاط اور
خاموشی آپ کا طرز عمل تھا ایک
شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے سکوت کیا
اس نے دریافت کیا کہ آپ جواب
نہیں فرماتے۔ کہا میں سوچتا ہوں کہ فضیلت میری
خاموشی میں ہے یا جواب میں
جائے غور ہے کہ کس درجہ محافظت زبان کا خیال تھا
ایک مرتبہ آپ والئ یمن کے ہمراہ یمن تشریف لیگئے وہاں سے دس ہزار درم لیکر مکہ معظمہ پہونچے اور شہر

تلوار دونوں گروہوں میں رہی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ابوسفیان میں اور علی مرتضیٰ رضؓ اور معاویہ رضؓ میں اور امام حسینؓ اور یزید میں ظاہر ہوئی۔ اور بقول بعض عبدالشمس کی پیشانی سے ہاشم کے پاؤں کا پنجہ ملا ہوا تھا۔ اور بنو عبد مناف نے بنو عبدالدار سے جنکا ذکر قصیؒ کی اولاد میں آئیگا۔ بقصد انتزاع حکومت مکہ اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور اس کام کے انصرام کو عبدشمس عبدمناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ۔ اور بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم اور بنو الحرث نے عبدشمس کی شرکت اختیار کی اور بنو عامر و بنو محارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی بطون قریش یعنی بنو سہم

ولادت پانچ سال قبل بعثت وفات ماہ رجب سنہ ۶۰ھ۔ مزار دمشق۔ ۱۲

اس خط سے ابی العاص کی اولاد ظاہر ہوگی جنکا نام صفحہ ۷ اپر درج ہے۔
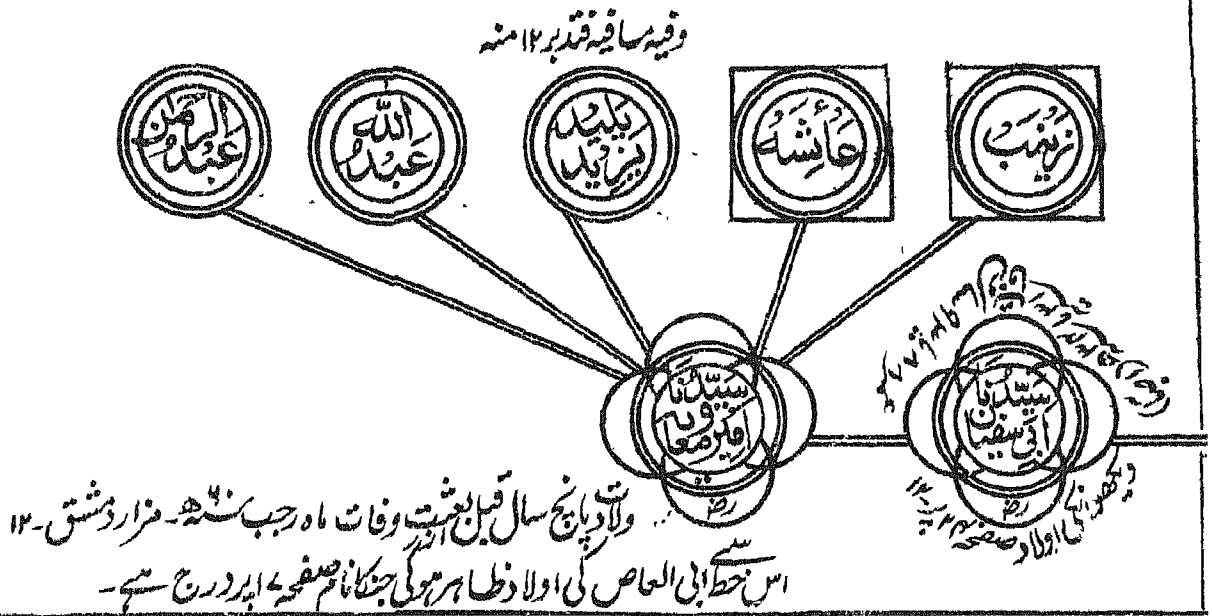
کے باہر بلحاظ ادب خیمہ نصب کیا۔ شام کے وقت تک اللہ کے واسطے محتاجوں کو تقسیم کر دیا۔ آپنے فرمایا ہے جسمیں تین خصلتیں ہونگی اسکا دین کامل ہوگا۔ ایک وہ جو نیک امر کی ہدایت کرے۔ دوسرے جو افعال بد سے منع کرے اور آپ بھی باز آئے تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالےٰ نے حد شرع میں باندھی ہیں انسے تجاوز نکرے اور جو دنیا سے زاہد رہا اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ سے سچا رہا وہ نجات پاویگا۔ کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریا کیا ہے فرمایا کہ ایک فتنہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اور نفس کی بدی سے اسکا خیال کرتے ہیں اسواسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حال پر نگاہ نہ رکھے اسکو علم نفع نہ دیگا اور جو کوئی علم میں اللہ کی اطاعت کریگا اسپر اسرار الٰہی کھلیں گے۔ امام احمد حنبلؓ سے روایت ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے حق میں دعا مانگتا ہوں ایک روز انکے بیٹے نے کہا کہ اے باپ امام شافعیؒ کون ہے جسکے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام احمد حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے امام شافعیؒ دنیا کے آفتاب اور خلق کی عافیت تھے اور دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے کہ علم کے واسطے دوات و قلم چھوئیگا مگر امام شافعیؒ کی سنت اسکی گردن پر ہوگی۔ امام احمد حنبلؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے باوجود اس فضائل کے پھر امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے یہ مختصر حال آپکا لکھا گیا۔ مناقب آپکے حد سے زائد ہیں۔ آپکی عمر ۵۴ سال کی ہوئی یکم رجب سنہ ۲۰۴ھ یوم جمعہ کو انتقال ہوا۔ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں آپکا مزار ہے۔ آپکا مرتبہ بڑا عالی تھا۔ (روضۃ الاصفیا و فلاح)

بنو جمح، بنو عدی، بنو مخزوم، بنو عبدالدار کے ہمراہ ہو کر فریقین معہ اپنے ہمراہیوں اور احلاف کے میدان میں نکلے اور لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے ہر ایک دوسرے پر آوازیں کسنے لگے۔ بنو عبدالدار بنو اسد کے مقابلے پر آئے اور بنو جمح بنو زہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بنو مخزوم نے بنو تیم سے صف آرائی کی اور بنو عدی بنو حرث کے مقابلے پر تلے پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ بعد ردوکد فریقین اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنو عبد مناف سقایہ و رفادہ کے متولی رہیں اور بنو عبدالدار حجابت اور لواء حرب کے مالک ہوں۔ (ابن خلدون)

آپکا اسم مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۔ ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی
دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے آپکی شادی ہوئی ۔ اسوجہ سے آپکا لقب ذوالنورین ہوا صحابہ سابق الاسلام میں آپ بھی شامل تھے ۔
قرآن مجید آپکے زمانہ میں جمع کیا گیا ۔ اسد ابن ثابت اور سعد بن عاص عبدالرحمن بن عوف لغت قریش کے مطابق اس امر پر مامور کیے گئے تھے ۔
آپکی خلافت میں بہت سے شہر تصرف اسلام میں آئے مثل ہمدان آذربیجان افریقہ اسکندریہ گازرون مازندران نیشاپور طوس
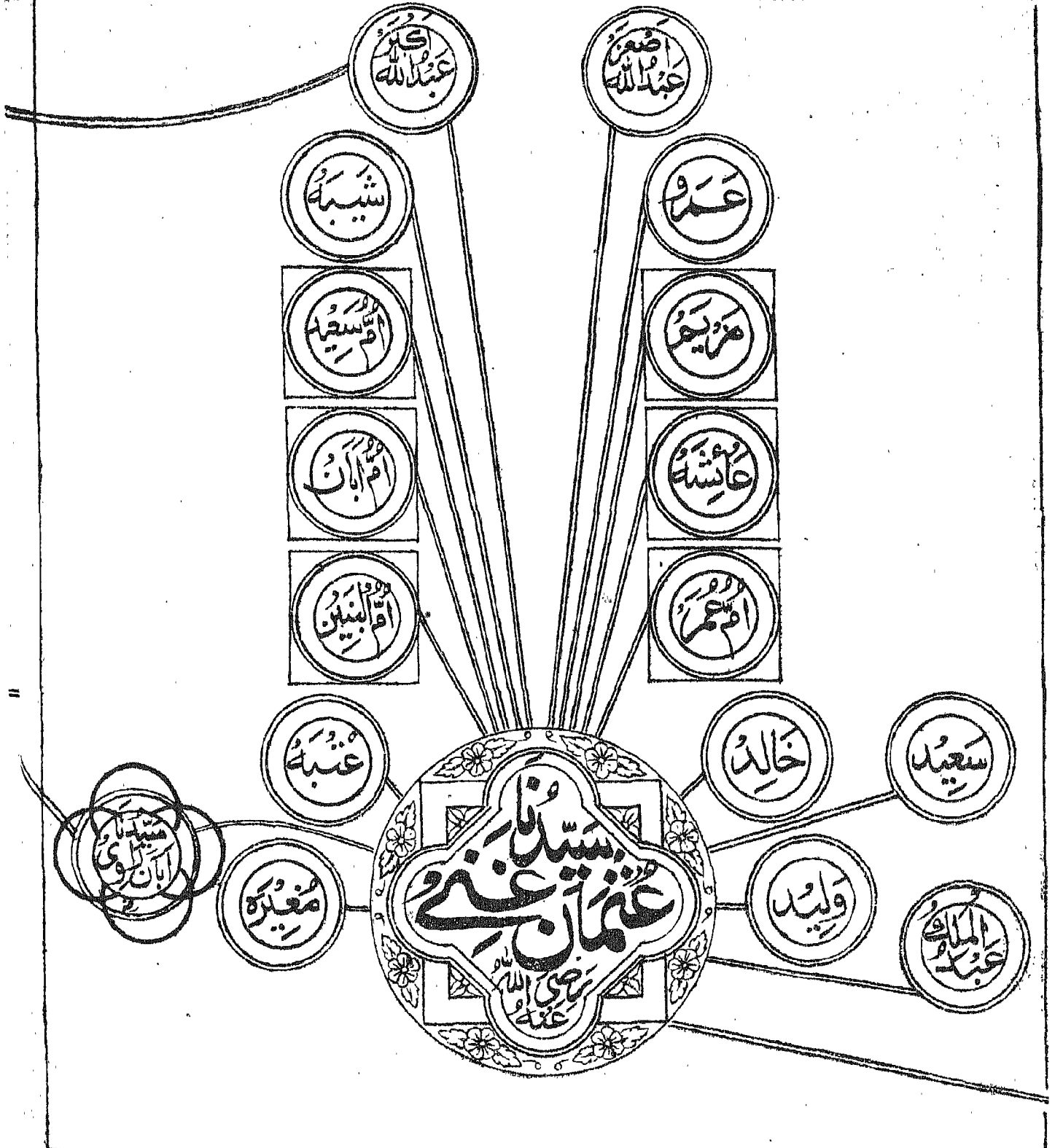
ہرات بلخ قسطنطنیہ وغیرہ۔ اور روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو پانی شیریں بہت دور تھا اور شور پانی سے صحابہؓ کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور ایک یہودی کا میٹھا کنواں جسکا نام بیر رومہ ہے مدینہ میں تھا۔ حضورؐ نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو رضائے خدا کے واسطے سبیل کریگا تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت بریں میں چشمۂ آب معین اسکے نصیب ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس کنوئیں کو یہودی سے گراں قیمت دیکر خریدا اور عسرت معیشت مہاجرین کو آسان کیا۔ اسی طرح ایک شخص کے گھر کی عوض میں حضورؐ مضاعف قیمت دیتے تھے جب اسنے قبول نہ کیا تو حضرت عثمان غنیؓ
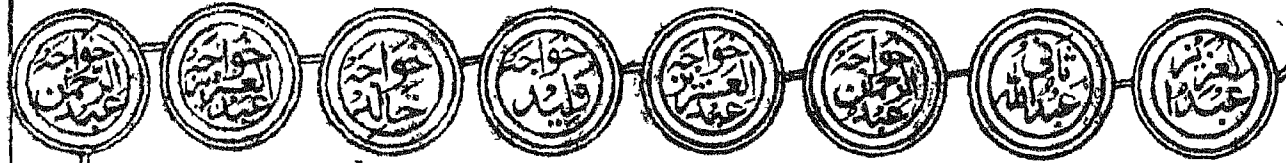
نے اُس گھر کو بہت زیادہ قیمت دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے تکلیف پانے لگے تو بہت حویلیاں جوار مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور بکمال تکلف سے مسجد تعمیر کی۔ ۸۲ و بقول بعض ۹۳ سال کی عمر شریف ہوئی۔ آپکے زمانہ میں اہل مصر اور بعض اہل مدینہ نے بغاوت کی اُنمیں سے کچھ آدمی حضرت عثمان غنیؓ کے مکان میں بارادۂ قتل داخل ہوئے آپنے انکا اژدحام دیکھکر قرآن شریف اپنی گود میں رکھ لیا اور قرءت میں مشغول ہوگئے۔ اہل بغی میں سے ایک کمبخت نے ضرب ماری کہ جسم اطہر سے خون کے قطرے
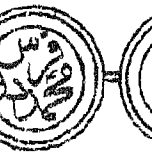
نکلا قرآن شریف کی آیہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر پڑے اور ایک دو دسے شقی ازلی نے آپکو شہید کیا۔ یوم جمعہ بعد عصر باختلاف روایات ۱۳ یا ۱۸
یا ۲۲ ماہ ذی الحجہ کو ۳۵ھ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ۳۳ سال کی عمر میں آپ ایمان لائے۔ ۱۲ سال ۱۱ ماہ آپنے خلافت کی۔ عمر ۸۲ قبر حش الکوکب مدینہ منورہ
۵۱ قطب الاقطاب فخر الاولیا خواجہ محمد شیخ جلال الدین مخدوم کبیر الاولیا چشتی صابری پانی پتی قدس سرہ۔ ارادت سے پہلے آپنے چالیس سال ملک
محبوب حقیقی میں مسافرت کی اور حج مکرر ادا کیئے۔ علم ظاہری باطنی میں کمال رکھتے تھے مناقب و فضائل اور تصرف و کرامات آپکی مشہور ہیں۔ کتاب

زاد الابرار تصوف میں انکی معروف تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم پاک کو اکثر استغراق رہتا تھا ایک سو ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی۔ ۱۲ ربیع الاول ۶۹۵ھ میں واصل الی اللہ ہوئے آپکے چالیس خلفاء تھے جنمیں سے ہر ایک مقتدائے عالم اور پیشوائے وقت ہوئے آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے کملائے طریقت ہیں حضرت سید شمس الدین ترک شاہ ولایت پانی پتی سے خرقہ خلافت پہونچا اور حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ پانی پتی کے خاص مقبولان بارگاہ سے ہوئے ہیں آپکے جملہ صاحبزادے کملائے وقت اور مسند آرائے خلافت ہوئے۔ بڑے صاحبزادے خواجہ عبد القادر صاحب حسب الحکم حضرت مخدوم پاک کی حیات میں انتقال ہوئے باقی چار صاحبزادہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ موضع حلوان (مضافات مصر) میں جن دنوں انکے والد وہاں امیر تھے ۶۱ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپکی والدہ کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر رض بن خطاب تھا۔ بہت بڑے دیندار متقی عادل علم دوست تھے۔ زمانہ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے گذارش کیا تھا کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے۔ آپنے جواب دیا اگر مجھے اسوقت جبکہ مجھے پلایا گیا تھا یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لو کے مس کرنے میں ہے تو میں ہرگز مس نہ کرتا۔ چونکہ اس بزرگ سیرت نے تقریباً کل بنو امیہ سے کام لیلیا تھا اور انکو

کے فیوضات ظاہری و باطنی سے خلق بہرہ اندوز ہوئی۔ پانی پت میں آپکا مزار مرجع خلایق ہے اور حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ آپکی ہی اولاد سے ہیں
(سیر الاقطاب اقتباس الانوار)
آپکا نام زید ہے اور قصی لقب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب اقدس میں یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے قریش کے قوائے منتشر کو از سر نو مضبوط اور درست کیا انہوں نے دوبارہ قریش کو حکومت وعزت کی کرسی پر بٹھایا ہے انکے تین لڑکے جد منا...
قصی
عبد قصی
عبد الدار
عبد القوم
عبد العزی
عبد الشمس
بسرہ
انکی قبر مکہ کرمہ میں ہے
بلاد دارا یا بنی عبد
یہ خط خویلد نام سے ملیگا
اسد
نوفل
ورقہ
امّ حبیب
ظلم وتعدی کرنے سے مانع تھے اور انکے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کرکے زہر دلوادیا آپکو اسکی اطلاع ہوئی تو آپنے غلام کو بلاکے زہر دینے کی وجہ دریافت کی۔ غلام نے عرض کیا ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں آپنے فرمایا اسکو میرے سامنے لا غلام نے ہزار دینار لاکے پیش کیے آپ نے بیت المال میں داخل کرادیئے اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہہ بھاگ جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ آپنے سنہ ١٠١ھ ماہ رجب میں دو برس پانچ مہینے خلافت کرکے مقام دیر سمعان میں وفات پائی ١٢
(تاریخ الخلفاء ابن خلدون)
محمد
عبد الرحمن
حکم
سلیمان
حکم
سلیمان
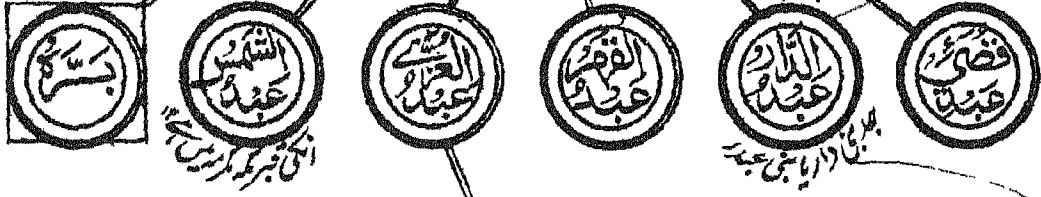
عبدالدار عبد العزیٰ تھے بنو عبدالدار سے نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا اور قتل ہوا آنحضرت
نے مقام صفراء میں اسکی گردن مار دیے جانے کا حکم دیا تھا) اور مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ صحابی بدری ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے اس کی
بن اسلامی پھریرہ انہیں کے ہاتھ میں تھا) اور انکے اعقاب سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابوجعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا اسکو یوسف بن عبدالرحمٰن
فہری امیر اندلس نے قبل ورود عبدالرحمٰن اموی کے قتل کیا تھا) اور ابوالسائب بن لعلاب بن السباق بن عبدالدار (مشہور صحابی) اور عثمان ابن طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن
عبدالدار وغیرہم ہیں (جسکو یوم فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح کعبہ عنایت فرمایا تھا۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے مفتاح کعبہ یوم فتح مکہ انکے
بھائی شیبہ کو مرحمت فرمایا تھا اور اسیوقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار رہے) ۱۲ (ابن خلدون)

ان کا نام حکیم ہے اور لقب مشہور کلاب ہے یہ سرگروہ قریش تھے اور قبیلہ عدنان میں سب سے زیادہ شریف مانے جاتے تھے۔ کلاب کے معنی مزاحم دشمنان کے ہیں۔ (مواہب لدنیہ و سیرت حلبی)۔

۱؎ حضرت سعد بن ابی وقاص آپ فاتح عراق ہیں اور جنگ قادسیہ وغیرہ کے کارنامے مشہور ہیں جنہیں حکمت عملی اور تدابیر اخلاق کے وہ کارنامے ظاہر ہوئے کہ تمام اہل عراق کو حیرت ہوگئی عراق میں آپ کی وجہ سے عرب کا تسلط جب
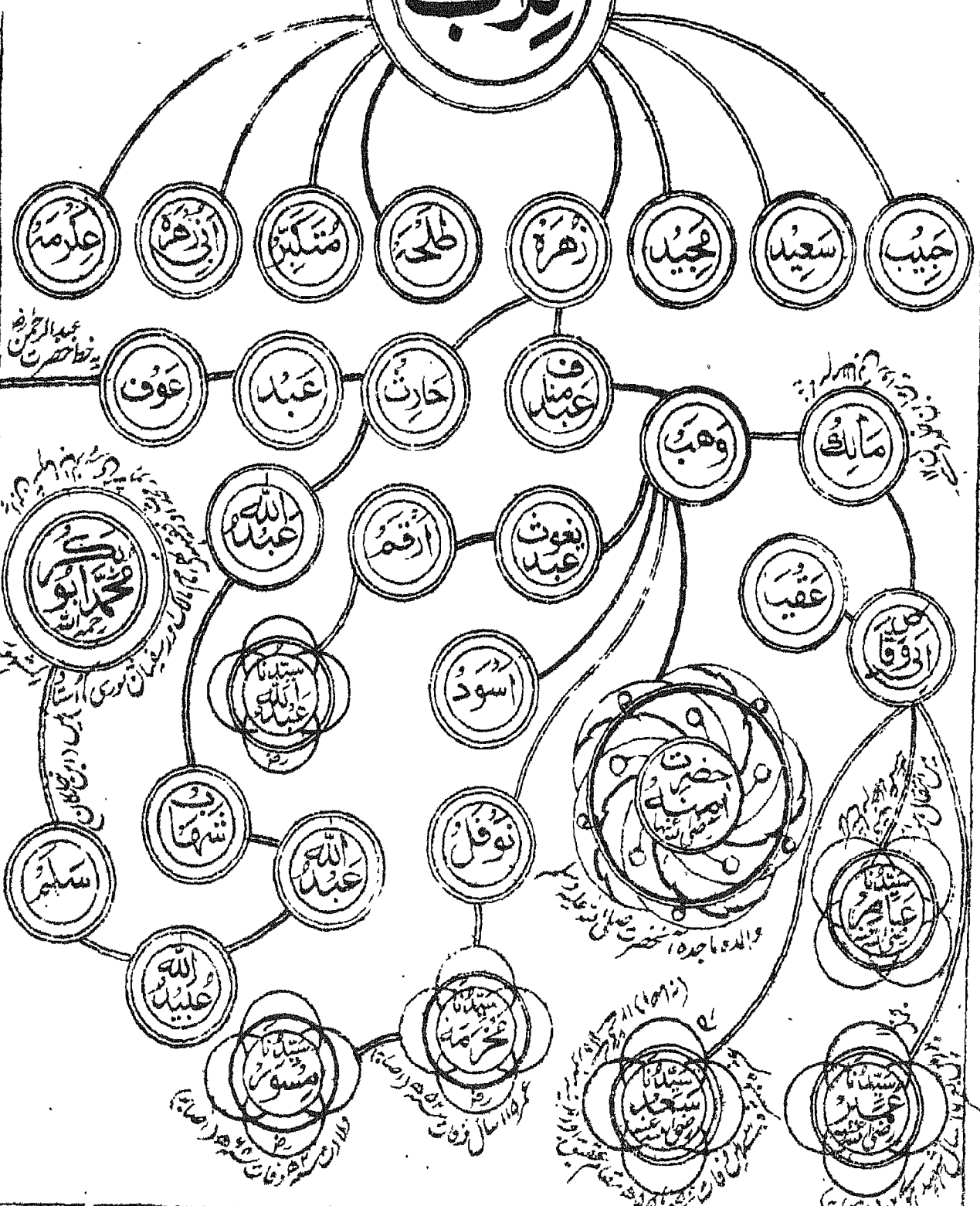
بخوبی ہو گیا اور کسی بغاوت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت سعدؓ نے اُس مضبوط شہر مداین پر چڑھائی کا ارادہ کیا جسکو رومی لشکر اور اُنکی جرار فوجیں فتح نہ کر سکی تھیں یعنی ۶۲۶ء عیسوی ۵ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ ہرقل روم ایرانیوں کو شکست دیتا ہوا مداین تک پہونچا اور بڑے زور و شور سے اس شہر کا محاصرہ کیے رہا لیکن مداین فتح نہ ہو سکا اور ہرقل کو ناکام واپس جانا پڑا سعد بن ابی وقاص فتح مداین کسریٰ کے لئے لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوے اثنائے راہ میں پہلا معرکہ مقام کوثی میں پیش آیا جہاں شاہی فوج کا نامی افسر شہر یار جو تن و توش میں بھی فیل تن اور نامی پہلوان تھا مع بہادران لشکر کے خیمہ زن ملا حضرت سعدؓ نے ایرانی لشکر کے مقابل کیمپ جمایا جب دوسرے دن دونوں لشکر آراستہ ہوکر میدان میں نکلے تو خود شہر یار میدان میں آیا اور بڑی سختی سے آواز دی کہ کون جوان اہل عرب سے میرے مقابلے کو نکلتا ہے

جن حضرات کے سلسلے ان اسماء سے ملتے ہوں وہ درج فرمالیں ۱۲

اگر ہمت ہو تو ایک جوان ورنہ چار یا دس آئیں میں دس عربی پہلوانوں کے ساتھ مقابلے کو تیار ہوں جلدی کرو ورنہ میں تمام لشکر پر تنہا حملہ کر دونگا ایرانی پہلوان
کی لن ترانی سنکر سرداران عرب مسکرائے اور یہ تجویز کی کہ اسکے مقابلے پر ایک غلام بھیجا جائے اسلئے کہ شہر باز اگر غالب آئے
تو اسکو کوئی فخر نہیں اور اگر غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تو سرداران عرب کی ہمت و شجاعت کا اس سے اندازہ ہو کر تمام لشکر
ایرانی پر ہیبت چھا جائیگی اور انکے حوصلے پست ہو جائینگے چنانچہ ابو نباتہ غلام کو کہ جو نہایت پست قد تھا وا غر اندام
مرہ
عمر
تیم
یقظہ
مخزوم
جد بنی مخزوم
عمر
عبد اللہ
عمران
مغیرہ
سعد
کعب
سیدنا ابی امیہ
ہشام
ابو جہل عمرو
وفات ۱۳ھ عمر ۶۳ سال
خلیفہ اول
سیدنا ابی قحافہ
عامر
عمرو
صدیق اکبر
سے ملیگا
سیدہ ام سلمہ
ام المؤمنین
عثمان
سیدنا عکرمہ
عبید اللہ
ولید
آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں عمر شریف ۶۴ سال وفات ماہ جمادی الاول
یا جمادی الآخر ۳۶ھ میں ہوئی۔ (اصابہ)
سیدنا طلحہ
حنتمہ
آپکی خدمات
اسلامی محتاج بیان نہیں آپ تیغ شمشیر سے بہت زیادہ مصائب فتح
سیدنا خالد
آپ حضرت عمرؓ کی والدہ ہیں۔
ہوئے اسلئے آپکا سیف اللہ لقب ہے۔ آپکی کنیت ابو سلیمان ہے۔ وفات ۲۱ھ مزار حمص یا مدینہ منورہ (اصابہ) باقی دیکھو صفحہ ۵ حضرت ابو عبیدہؓ کا حال

تھے اُسکے مقابلے کو بھیجا گیا میدان میں دونوں جانب سے حملہ شروع ہوا اور پے در پے دونوں طرف سے وار پڑنے لگے مگر عرصے تک دونوں
ضرر سے محفوظ رہے یہ حال دیکھ کر دونوں لشکروں سے تحسین اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے بالآخر ہیبت حق غالب ہوئی اور شہریار تیغ ابوعبا
سے ہلاک ہوا اسکے بعد حضرت سعدؓ نے لشکر اسلام کو حملے کا حکم دیا ایرانی تاب مقابلہ نہ لاسکے اور آپکی حسن تدابیر سے میدان جنگ لشکر اسلام
کے ہاتھ رہا حضرت سعدؓ نے نماز شکریہ ادا کی اور اُس مقام کی زیارت کی جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کیا تھا اور اُس دن وہیں
قیام کرکے دوسرے دن مداین کی طرف بڑھے اور بفضلہ تعالیٰ یزدجرد کو آپکے ہاتھوں ذلت ہوئی اور فتح مداین شاہ ایران کے بھاگ جانیکی اطلاع خلیفہ ثانی
کی خدمت میں بھیجی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ عالم و ابن خلدون و اصابہ)
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپکو آنحضرت صلعم کے ساتھ بچپن سے ہی اُنس تھا اور جب آنحضرت صلعم حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ شادی

کرکے ان ہی کے مکان میں آرہے تو حضرت ابوبکرؓ کو جو اسی محلہ میں رہتے تھے آنحضرت صلعم کیساتھ نشست و برخاست کرنیکا بہت زیادہ موقعہ ملتا رہا کوئی دن شاید خالی جاتا جسدن آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ میں ملاقات نہ ہوتی یہ خالص محبت دن بدن ترقی کرتی گئی جب آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے رسول اللہ ہونیکی بشارت سنائی تو آپ نے بلا تردد و تعجب آنحضرت صلعم کی تصدیق کی - اور ایمان لائے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے ابوبکر صدیقؓ تھے اور بعض لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایمان لائیں پھر حضرت علیؓ پھر زیدؓ بن حارثہ

جو آنحضرت صلعم کے آزاد غلام تھے۔ انکے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ بعض نے ان اقوال کی یوں تطبیق کی ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ لیکن ان اقوال کی عمدہ تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور زید بن
حارث آنحضرت صلعم کے گھر کے لوگ تھے اسلئے گھر سے باہر جو شخص سب سے پہلے آنحضرت صلعم پر ایمان لایا وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آنحضرت صلعم نے آپکا نام بجائے عبدالکعبہ
عبداللہ رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے صرف اپنے اسلام لانے پر قناعت نہیں کی بلکہ اشاعت اسلام میں جان و دل سے

کوشش کی اور اپنا تمام مال اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا اور کئی ایک غلاموں کو جو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اپنے مشرک مالکوں کے ہاتھ سے سخت ایذائیں اٹھاتے تھے
خرید کر آزاد کر دیا جنمیں بلالؓ جو اسلامی جماعت کے مؤذن تھے اور عامر بن فہیرؓ جو حضرت ابوبکرؓ کا گلہ چرایا کرتے تھے اور جنہوں نے ہجرت نبوی کے وقت آنحضرت صلعم کی قابل
قدر خدمت ادا کی تھی۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت صلعم کے جاں نثار خدمتگزار تھے بڑے مشہور ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ تمام مصائب اور تکالیف میں
آنحضرت صلعم کے رفیق رہے آپنے ایک لمحہ کیلئے بھی آنحضرت صلعم کی مفارقت گوارا نہ کی اور آخر آنحضرت صلعم کے ساتھ ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہونچے
تمام غزوات میں حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلعم کے نگران حال رہے اور دشمنوں سے آپکی حفاظت کرتے تھے۔ جب کوئی دشمن قصد کر کے آنحضرت صلعم پر حملہ آور ہوتا
تو آپ سینہ سپر ہو کر اس سے مقابلہ کرتے اور آنحضرت صلعم کو گزند نہ پہونچنے دیتے۔ ابتدائے اشاعت سے لیکر آنحضرت صلعم کی وفات تک یہ دونوں نفوس قدسی وجود
باہم شیر و شکر رہے۔ آپ دو برس چار مہینے بعد عام الفیل کے دوشنبہ کو پیدا ہوئے۔ اور تریسٹھ برس کی عمر میں ۳ یا ۱۳ یا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ
کو بروز جمعہ وفات ہوئی۔ زمانہ خلافت دو برس تین ماہ دس دن رہا۔ مرقد مدینہ منورہ (اصابہ و تاریخ الخلفاء)

لہ حضرت شیخ عبدالہادی جامع کمالات لامتناہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کبار حضرات چشتیہ سے ہیں کمالات و مقامات عالی کے آثار زمانۂ طفولیت ہی سے
پیشانی مبارک سے ہویدا تھے غلبۂ شوق و جذبۂ محبت الٰہی میں تیس سال صحرا نوردی کی خواب و آرام سے کچھ کام نہ تھا۔ بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضات شاقہ
سے تصفیۂ باطن کیا۔ زحمت سفر سے پیروں میں زخم ہو کر کیڑوں کی خوراک ہونے لگے لیکن غلبۂ سکر سے ایسی محویت تھی کہ انکے علیحدہ کرنیکا خیال بھی
نہیں ہوتا تھا۔ نواح امروہہ میں ایک بزرگ یتیم شاہ صاحب خاصان خدا سے تھے ابتداءً انکے فیضان صحبت سے کمالات معرفت کی تکمیل ہوئی بعدہ حسب ایماء
حضرت یتیم شاہ صاحب آپنے شاہ عضدالدین صاحب سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوگئے۔ طالبان خدا کو منزل مقصود پر پہونچایا۔
حضرت شاہ عبدالباری صاحب آپکے جانشین کمالات باطنی میں حضرت شیخ کے مثال تھے۔ انکی اولاد امجاد سب صاحب جاہ و ثروت و ذی علم
حضرات اسوقت تک بھی امروہہ ضلع مرادآباد میں موجود ہیں۔ دونوں بزرگواروں کا مزار امروہہ محلہ قریشیان میں زیارتگاہ عام ہے اور یہ سلسلہ اہل ظاہر و باطن
فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

۴ رمضان المبارک ۹۱۱ھ میں آپکا وصال ہوا۔ (مفتاح الخزائن) یہ تھے بزرگان دین جنہوں نے طریقہ کی اپنی زندگی کو اتباع سنت [illegible]
کر دیا تھا طاعت حق اور عبادت الٰہی انکی غذا ہو گئی اب ہم لوگ ان بزرگان عالی مقام کے فدائی نظر انصاف سے غور کریں کہ سوائے خواہشات کی
اتباع کے ان حضرات کے کونسے عمل کی تقلید کر رہے ہیں۔ فافہم۔
علاوہ حضرات مذکورۂ بالا کے دیگر بزرگان دین کی وجہ سے امروہہ کو خاص شرف حاصل ہوا۔ کثرت سے بزرگان دین کا [illegible]
ملجا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قصبہ میں جسقدر آبادی ہے وہ حضرات سادات شیوخ و سادات عباسیہ مہاجرین [illegible]
سے معمور رہے علم و حکمت فضل و کمالات کو اس خطہ کے ساتھ مثل دیگر مقامات مردم خیز کے ایک خاص امتیاز [illegible]
علماء و فضلاء اہل ظاہر و باطن یہاں کے مشہور دیار و امصار رہے اور سلاطین دہلی کے دربار میں عہدۂ جلیلہ پر فائز [illegible]
حال میں استاذ [illegible] مولانا شاہ سید احمد حسن صاحب محدث امروہی شہرۂ آفاق اجل فضلاء سے موجود تھے جنکا تذکرہ ہم [illegible]
حضرت [illegible] الدین صاحب علوی نقشبندی چشتی صابری ممتاز زمانہ اب بھی موجود ہیں۔ [illegible]

ابو الاولاد [illegible] احصاء بوجہ طوالت اس مختصر میں ناممکن ہے۔ سلسلۂ صدیقیان میں شیخ نور محمد بن شیخ عبداللہ [illegible]

بن حضرت قاسم بن محمد بن صدیق رضی سے ملتا ہے انکی اولاد کے صاحبزادگان شیخ کرامت علی ۔ حاجی محمود حسین اور حافظ شاہ احمد حسن و محمد حسن بن احسن مرحوم امروہی مقیم محلہ ملانان ہیں ۔ وغیرہم ۔ اور حضرت شیخ برہان الدین کہ شہدائے باکمال صاحب جلال تھے جنکا مزار اقدس ضلع نگینہ حوالئے امروہہ میں ہے انکی اولاد سے میر ابوالفضل وغیرہ تھے جنکی اولاد اب مرزا کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ سلطنت تیموریہ میں ابوالفضل کو میر کا خطاب ہوا

جسکی وجہ سے شدہ شدہ انکی اولاد اور انکے بھائی کی اولاد مرزا مشہور ہو گئی امروہہ مضافات امروہہ میں انکی اولاد تا حال موجود ہے جنکا سلسلۂ نسب ذیل میں درج ہے کفایت حسین و عنایت حسین و مظفر حسین ابنائے شیخ غلام حسین بن شیخ جلال الدین بن شیخ کمال الدین بن شیخ محمد فاضل بن محمد واصل بن کمال الدین بن عبد المجید بن جان محمد بن محمد کالے بن شیخ برہان الدین شہید ۔ وابراہیم علی بن مرزا نیاد علی بن محمد فاضل بن غلام قلندر میر ابوالفضل بن غلام حسین بن محمد فاضل مذکور (از فرامین سلاطین تیموریہ) علی قول صاحب نخبہ

قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ آپکے والد بزرگوار معہ اپنے بھائی قاضی امام الدین کے زمانہ سلطنت تغلقیہ میں سنجانسے راہ دہلی تشریف لائے اور اپنے فضل و کمال کے باعث امامت جامع مسجد پر مامور رہے ہوا انکے دوسرے بھائی بعد سیر و سیاحت وطن مالوف کو چلے گئے۔ بعدازاں مقام سرسی میں قاضی نظام الدین کی شادی ہوئی اور امروہہ میں قیام اختیار کیا قاضی نصر اللہ انکے صاحبزادے سلطنت لودھیان میں منصب قضاء امروہہ پر فائز ہوئے اعزاز و اکرام شاہی سے روز بروز انکی عزت دوبالا ہوتی گئی اور بڑی عروج کو پہونچی سلسلۂ اولاد انکا علاوہ امروہہ کے حضرات جابجا کثرت سے منتشر ہیں علاقہ اودہ میں جسقدر صدیقی ہیں اکثر و بیشتر انکی اولاد سے ہیں یاستہائے محمود آباد و بلہرہ کی اصل قاضی نصر اللہ صاحبؒ کے زمانے سے ہے انکے اعقاب سے ہر زمانے میں کار نمایاں ہوتے رہے اور صلۂ خدمات میں انعامات شاہی کے مستحق ہوتے رہے اسی سلسلہ میں اس خاندان کو خطاب خانی ہوا موجودہ **راجگان محمود آباد و بلہرہ** اپنے اعزاز و وقار میں بفضلہ تعالٰے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اور قومی ہمدردی کے لحاظ سے راجہ صاحب محمود آباد **آنریبل سر محمد علی محمد خاں صاحب** خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ اور نواب **پہاڑ خاں** کا بھی سلسلہ کثیر الشعب ہے جس میں اکثر صاحب ذی عزت ہیں

(منتخب)

عالم ربانی قطب زمانی صاحب المقامات و الکرامات شیخ المشایخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر رحمۃ اللہ علیہ آپ مشایخ کرام اور علمائے عظام دونوں فریقوں کے پیشوا ہیں سب انکا ادب و لحاظ کرتے تھے مدرسہ نظامیہ کے مدرس تھے علاقہ بغداد میں مقام سہرورد سنہ ۴۹۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور بروز جمعہ ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۵۶۳ھ میں بعد نماز عصر آپکا وصال ہوا اور ۱۸ کو دوسرے دن اپنی رباط جو دجلہ کے کنارے بنائی تھی مدفون ہوئے۔ امام احمد غزالی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ انکے خلفاء مثل نجم الدین کبریٰ و عمار یاسر وغیرہ بڑے کاملین سے گزرے ہیں اور

حضرت شیخ الشیوخ مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقہ ترجمان الحقیقہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض ہوا اور بہت سے مشایخ وقت سے آپ ایک عرصہ تک (عبادان) جزیرہ میں ابدالوں کے ساتھ مشغول عبادت رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ حضرت غوث پاک رح آخر المشہورین بالعراق آپکی شان میں فرمایا کرتے تھے ظاہر و باطن میں آپکو کمال حاصل تھا۔ تصنیفات آپکی بکثرت ہیں عوارف، رشف النصائح و اعلام الہدیٰ وغیرہ۔ جب آپکو کوئی دشوار مسئلہ پیش آتا تو باری تعالیٰ کی طرف آپ متوجہ ہوتے اور طواف کعبہ کرتے وہ اشکال رفع ہو جاتا اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے اہل طریقت دور و نزدیک سے آپکے پاس آتے اور فتویٰ دریافت کرتے۔ ماہ رجب سنہ ۵۳۹ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور سنہ ۶۳۲ھ میں وصال ہوا سلسلہ سہروردیہ کو آپکی توجہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ یہ سلسلہ بہمہ وجوہ آپکی طرف منسوب ہو گیا اور کثرت سے طالبان حق کو آپ سے فیض پہنچا۔ رسالۂ اقبالیہ میں لکھا ہے کہ شیخ سعد الدین حموی رح سے حضرت محی الدین عربی رح کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک جزان سمندر ہے جسکی انتہا نہیں اور حضرت شیخ الشیوخ کی بارہ میں دریافت کیا گیا تو کہا کہ سہروردی رح کی پیشانی میں نور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور ہی قسم کا ہے۔ فضل و کرامات آپکے بیش از قیاس ہیں۔

(ابن خلکان، آداب المریدین حضرت ابو النجیب، نفحات الانس)

کعب یہ قریش کے سرداروں در قریش کے اعلیٰ ترین شرفاء میں سے تھے اکثر امور میں لوگ انہی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی قوم میں نہایت سخی اور
کریم النفس شخص تھے اور یہ اول شخص ہیں کہ ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرکے خطبہ سنایا کرتے تھے اور وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے
اور نبی آخر الزماں کی اتباع و پیروی کی وصیت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ وہ میری اولاد میں سے ہونگے ۔ اور اثنائے
کعب
اثنائے وعظ میں اس قسم کے اشعار پڑھا کرتے تھے شعر
حِیْنَ الْعَشِیْرَۃُ تَبْغِی الْحَقَّ خِذْلَانًا یعنی
لوگوں کو ایمان کی طرف بلائینگے اور قریش انکے دین حق کو جھٹلائینگے ۔
یَالَیْتَنِیْ شَاهِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِہٖ
اے کاش میں اسوقت موجود ہوتا جبکہ نبی یعنی محمد صلعم
(مواہب و سیرۃ الحلبی)
نضلہ
عوف
عبید
عویج
عدی
رواج
ھصیص
نزد بعض فضل
حارثہ
ام حبیب
تبدیلی عدی
رزاح
اسود
قرط
عبداللہ
وفات زمانہ خلافت عثمان رض
سیدنا مطیع رض
ریاح
سیدنا زید
عبدالعزیٰ
سیدتنا ام جمیل رضی اللہ عنہا
سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا
سیدتنا صفیہ رضی اللہ عنہا
سیدنا عبداللہ رض
وفات ۷۴ھ
خطاب
نفیل
عمرو
آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ عمر ۷۰ سال وفات ۵۰ھ
یا ۵۱ھ بمقام عقیق یا کوفہ ۔ مدفن مدینہ منورہ ۱۲۰
سیدنا سعید رض
زید

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل سے ۱۳ سال بعد آپکی ولادت ہوئی اور صدیق اکبرؓ کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے بڑی خصوصیت آپکی یہ تھی کہ آپ نے زمانۂ خلافت میں نبی کریم صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے نقش قدم پر برابر چلتے رہے۔ اللھم ایّد الاسلام باحد العمرین حضورؐ کی یہ دعا آپکے حق میں قبول ہوئی اور آپ نے ابتداء اسلام سے آخر عمر تک اتباع نبوی و حب رسول کا وہ ثبوت دیا کہ جسکی مثال بہت ہی کمیاب ہے۔ فتوحات اسلامی کی آپکے زمانے

بہ نہایت ترقی ہوئی بعض مورخین نے مبالغہ یہاں تک بیان کیا ہے کہ آپ کے زمانہ میں چھتیس ہزار شہر عربوں نے فتح کیے - قطع نظر اسکے آپکی فتوحات کی اگر صحیح تعداد لکھی جائے تو دنیا کو حیرت و استعجاب میں ڈالنے کے لیئے کافی ہے اسمیں کچھ شک نہیں عرب فلسطین شام عراق عرب الجزیرہ مصر فارس وغیرہ کی شہنشاہی کا تاج آپ اپنے انتقال کے وقت اپنے جانشینوں کو سپرد کر گئے باوجود اس سلطنت کے آپکا گزارہ صرف نمکین جو کی روٹی کھجور اور پانی پر تھا۔ بعض وقت تزکیہ نفس کیلئے

[illegible] ابن منصور بن عبداللہ بن عمر کو اس سلسلہ میں داخل کر دیا ہے حالانکہ وہ حرم کعبہ میں [illegible] سے کوئی سلسلہ نہیں چلا-۱۲ .

نمک بھی نہیں کھاتے تھے۔ لباس پھٹا پرانا جس میں پیوند لگے ہوتے زیب تن رہتا تھا مسجد کی سیڑھیوں یا کسی درخت کے سائے میں رہتے ہر چند مال غنیمت میں بیشمار زر و جواہر آتا رہا مگر اپنے نفس کے لئے کچھ نہ رکھا اپنی اولاد کو بھی نہ دیتے بلکہ غربا اور مساکین میں سب تقسیم کر دیا کرتے ہمیشہ آپ شان و شوکت اور عیش و عشرت کے سامان کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے عاملوں کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے باوجود اس سادگی کے آپ کی رعب و ہیبت تھی کہ اس وقت کی بڑی
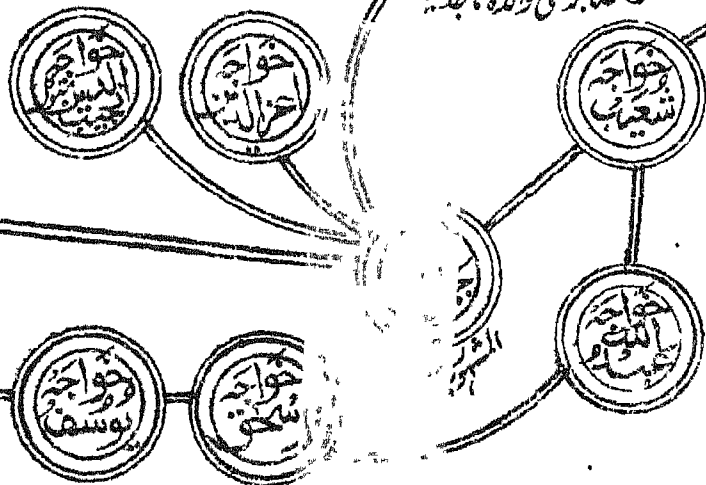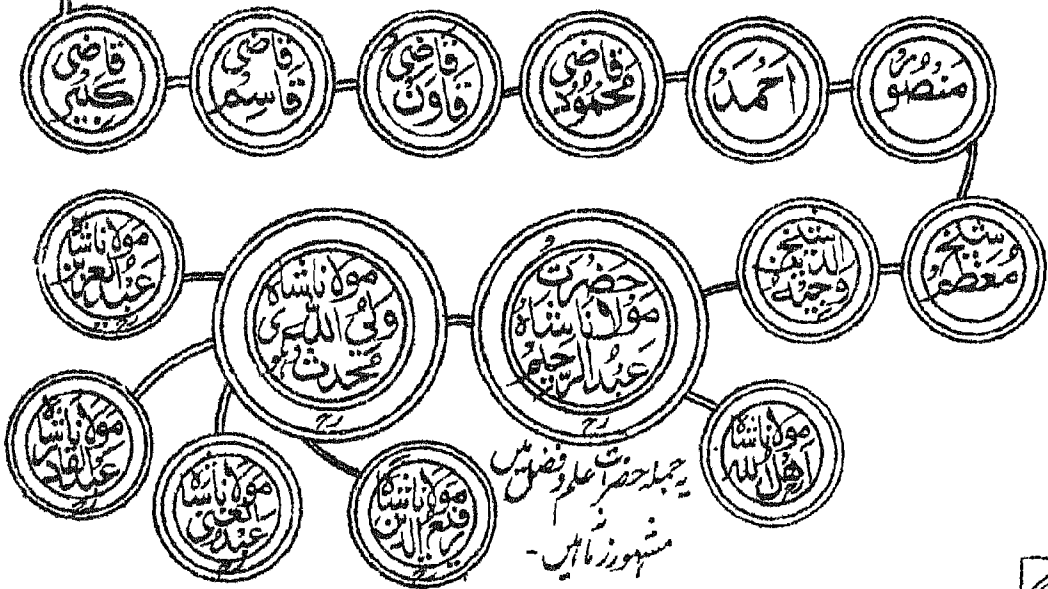
اور طاقتور سلطنتیں ہر وقت لرزاں رہتی تھیں۔ ایک روز مسجد میں آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ فیروز نامی ایک غلام مجوسی جو آپ سے دل میں عناد رکھتا تھا خنجر لیکر مسجد میں آیا اور آگے بڑھکر آپ پے در پے چھ وار کیے آپ زخمی ہوئے اور باختلاف روایات تین یا سات دن زندہ رہکر بعمر تریسٹھ سال ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی۔ دس سال چھ ماہ آپنے خلافت کی۔ مرقد مدینہ منورہ۔ (اصابہ و تاریخ الخلفاء و تاریخ عالم)

حضرت فرید الملتہ والدین آپکے والد بزرگوار خواجہ جمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں ملتان میں تشریف لائے اور قصبہ کوٹھیوال کی جاگیر بادشاہ مذکور کی طرف سے آپکے نامزد ہوئی۔ خواجہ جمال الدین علوم ظاہر و باطن میں باکمال تھے مولانا وجیہہ الدین خجندی کہ خاندان عباسیہ سے تھے انکی صاحبزادی بی بی قرسم خاتون سے شادی ہوئی جنکے بطن صافی سے حضرت شیخ الشیوخ غرہ ماہ رمضان ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے اتفاقاً اس روز ابر تھا ہلال رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ روزہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے ایک بزرگ حلقے میں بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضرت

کاہ بر قناعت کی اور عبادت میں مصروف رہا۔ آپکی والدہ ماجدہ نے شفقت سے آپکے موئے مبارک میں کنگھی شروع کی تو بالوں کے کھنچنے سے تکلیف ہوئی آپنے عرض کیا کہ سر دکھتا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمنے جو بارہ برس درختوں کے پتے نوچے تھے اس فعل سے انکو تکلیف کیا نہوئی ہوگی اس سے آپکو خیال ہوا کہ بیکار وقت ضائع ہوا۔ پھر آپ رخصت ہوئے اور بارہ برس تک مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہے ایک قرص چوبیں اطمینان نفس کے لئے شکم سے بندھی ہتی اور مصروف عبادت رہتے ذکر الٰہی ہی غذا ہوگئی

جو کوئی کھانیکے واسطے دریافت کرتا آپ فرماتے کھا لیا ہے اور بچا ہوا بھی موجود ہے اور اس قرص چوبیں کی طرف اشارہ کرتے بعد انقضائے مدت والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بر استفسار حال بیان فرمایا تو جواب ملا کہ تمنے اس عرصہ میں جو کچھ کیا خلاف واقعہ ہے۔ اسپر آپکو خیال ہوا کہ اب بھی کچھ نہ کیا پھر رخصت ہو کر بارہ برس مشغول مجاہدہ رہے اور ایک کنوئیں میں اور ویران میں ہو کر صلوٰۃ معکوس ادا کی۔ بارہ سال کے بعد ہاتف غیب سے آواز آئی کہ فرید جو کچھ چاہیگا وہ ہوگا۔ آپ والدہ صاحبہ کے پاس حاضر ہوئے آپنے تحسین و تسکین فرمائی اور تکمیل کمال العرفان کی بشارت دی۔ آپ اجل خلفائے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور مشاہیر مشائخ چشت سے ہیں آپکے بکثرت خلفا ہوئے عمر شریف ۹۵ سال ۵ محرم یوم شنبہ انتقال مزار اقدس پاک پٹن شریف۔ (جواہر فریدی)

نور امام حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری چشتی سہروردی نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز آپکی ولادت باسعادت سنہ ۹۷۱ھ میں ہوئی حضرت قیوم ربانی کے جملہ اباؤ اجداد علماء مشاہیر مشائخ واکابر رہے ہیں آپکے وجود مبارک کی نسبت اکثر بزرگان دین نے بشارت دی صغر سنی سے آثار ہدایت جبین مبارک سے ہویدا تھے بچپن میں حضرت کمال کیتھلی نے اپنی زبان مبارک آپکے دہن شریف میں دی اُسکی برکت سے

چند روز میں قرآن شریف آپکو حفظ ہوگیا۔ علماءِ وقت سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار سے معارف توحید کا حظ وافر حاصل کیا اور سلسلۂ چشتیہ و قادریہ کے مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری باطنی سے فارغ ہوکر ذکر و اشغال میں مصروف ہوئے۔ رسائل حضرات نقشبندیہ کے ملاحظہ سے ایک دوسرا جذب پیدا ہوا یہاں تک کہ آپ ولایت پناہ ہدایت دستگاہ ختام خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دو ماہ چند روز کے عرصہ میں سلوک نقشبندیہ طے فرما کر جملہ سلاسل کی دولت سے مشرف ہوئے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر طبقے کے بعض عام اشخاص میں ایسے تعصبی خیالات پیدا ہوگئے ہیں جن کا متقدمین اور سلف صالحین کے زمانے میں وجود بھی نہ تھا اور ان کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اپنے اپنے مشائخ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو کر دوسرے بزرگان دین کی تنقیص میں اس قدر بڑھ جاتے

ہیں کیہ ادب و لحاظ جو تصوف کی سب سے پہلے الف با ہے وہ ہی ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جہالت کا اثر ہے جسکی وجہ سے خود اپنے ہی مشایخ کے فیضان سے محروم رہ جاتے ہیں اور اپنے گمان ناقص میں خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ فعل دلیل محبت ہے حالانکہ محبت کی ہوا تک بھی اسے کوسوں دور ہے سچ تو یہ ہے کہ لفظ فقر و تصوف زبان سے تو بہت جلدی ادا ہو جاتا ہے مگر اسکی دشوار گذار راہوں میں قدم رکھنا اور مصائب کی برداشت اُسی کا کام ہے جو

اُسکے لیئے مخصوص کیا گیا ہے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور اسکو اس قسم کے خیالات ناقص کا خطرہ بھی نہیں گزرتا

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجاست ۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

نظر انصاف اور دیدہ بینا سے صاف ظاہر ہے کہ جملہ سلاسل کے حضرات ایک حیثیت سے واجب التعظیم ہیں اور کوئی صاحب نسبت سلاسل اربعہ کے ایک دوسری نسبت سے خالی نہیں باستثنائے بعض مجاذیب وغیرہ کما لایخفی لاہل البصیرۃ اور نہ کوئی بذاتہ ایک دوسرے کے مغائر فی المنشاء ہے۔ چنانچہ ہر خاندان کے پیشواؤں سے برابر ایک دوسرے کے متوسلین ہر قسم کے اذواق اور اپنے ذاتی مذاق روحانی کے مناسب فیض پاتے ہیں البتہ ادب و اخلاص ارادہ و ریاضت کی کمی ہے جسکی وجہ سے بجائے کثرت میں وحدت کے وحدت بھی کثرت نظر آتی ہے۔ اور کمالات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر غور کیا جائے تو قدرتاً ایسے خیالات کی گنجائش ہی نہیں رہتی کیونکہ جب فیضان محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجۂ خواجگان حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن رحمہما اللہ کے عرفان باطن سے آپکی روحانی تربیت ہوئی تو اب کسی فرق کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ من بعد سلسلہ نقشبندیہ کے بعنایات ختام خواجگان خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو معارف و مقامات فضل ربانی سے آپ پر منکشف ہوئے اُسکے بعد تمام نسبتوں کا مجموعہ نسبت مجددیہ ایک خاص دولت آپکے متوسلین کے لیئے مخصوص ہو گئی اور آپکی ذات مجمع برکات دیگر طالبان حق کے لیئے بھی مقتدا قرار پائی علیٰ ہذا الیٰ منتہاء السلسلہ اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحر عرفان سے سیراب ہونیکے لیئے نہایت پُرامن طریقے تشنگان محبت کے لیئے ہمیشہ کے واسطے اسطرح سہل فرما دیئے جیساکہ فاروق اعظم رض نے ظاہری و باطنی فتوحات اسلامی کی تکمیل با عافیت سلطنت فدایان اسلام کے لیئے مخصوص چھوڑی تھی۔ البتہ فرط محبت اور فرق مناسبت ایک اور چیز ہے اُسکے اعتبار سے بھی صرف اسقدر خیال کی اجازت ممکن ہے کہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

رہا تفوق جسکی جو شان ہے وہ ظاہر ہے اور خدا کے نزدیک جسکا جو مرتبہ ہے اُس کا فیصلہ ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہے اور نہ ایک سچے طالب کو اس فکر کی ضرورت کہ وہ اپنے اصلی مقصود کے سوا ایسے ذلت قدمی کے خطرناک مقام میں اپنا وقت عزیز صرف کرے۔ رہے اہل سکر و غلبۂ حال و محبت اُنکے سب افعال محمود اور ایک دوسری شئے ہیں اُنکی نسبت کوئی کلام ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح حال کی فکر اصل کام ہے اسکے علاوہ قیل و قال لایعنی سے سوائے محرومی اور تضییع اوقات کسی مفاد کی امید نہیں وقت کوتاہ کام دشوار سفر دراز ہر شخص کو درپیش ہے اور حضرات اکابرین کی شان میں ہماری سوء ادبی سے کوئی کمی نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکا وبال سراسر ہمارے لیئے خذلان کا باعث ہے وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر ۔ ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر ۔ ز وصل روئے جواناں تمتعے بردار ۔ کہ در کمینگہ عمر است مکر عالم پیر

ھسنہ

حضرت مجدد صاحب رح کی نسبت حضرت خواجہ باقی باللہ رح بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ آپ مراد اور محبوبان میں سے ہیں آپکو بسرعت سیر ہے آپنے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا کہ شیخ احمد کثیر العلم قوی العمل ایک شخص سرہند کے ہیں چند روز فقیر نے اُنکے ساتھ نشست و برخاست میں عجائب روزگار دیکھے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ آفتاب عالمتاب ہونگے۔ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کسقدر آپ کے کمالات پر دال ہے آپ اپنے وقت کے قیوم اور مجدد

الف تھے۔ آپکا زمانۂ ولادت وہ تھا کہ امم سابقہ میں ایسے ظلمت اوقات میں مشیت ایزدی مقتضی بعثت انبیاء اولوالعزم علیہم السلام ہوئی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں اور آپکی امت کے علماء راسخین کا اصلاح عالم کے لئے مقرر ہونا مثل انبیاء بنی اسرائیل کے قرار پایا ہے۔ اس وجہ سے باری تعالےٰ نے مقامات عالیہ سے آپکو ممتاز فرمایا اور ذات مبارک مجدد الف ثانی ناظم شریعت مجدد طریقہ قرار پائی سلسلہ نقشبند

یہ میں جو نکات اور مقامات کی ترتیب ظہور میں آئی اور اس طریقہ کو ہر خاص و عام کے لئے جسطرح بلاخوف محرومی آسان فرمادیا وہ قطب ربانی کے کمالات باطن کی ایک نمایاں مثال ہے۔ آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے ہزاروں علماء و فضلاء فیضیاب ہوئے استغراق بحر وحدت و استہلاک حدیث طالبان حق کو مفت نقد وقت ہوگیا شہود وحدت در کثرت اور جذبات محبت و معرفت سالکان طریقت کو آپکی ادنی توجہ سے نصیب ہوا آپکی نسبت و جذبات معرفت سے کارخانۂ باطن کی ایک عجیب شان ہوگئی سختی مجاہدات و تواتر صوم وصال اور چلہ کشی کی تکالیف کے بجائے اتباع سنت اور معمولی عبادات سے مقامات عالی کا وصول آسان ہوگیا اور انشاء اللہ تا قیامت آسان رہیگا۔ خوارق کشف و کرامات آپکی بیان سے باہر ہیں طواف کعبہ کا شوق ایک مرتبہ آپ پر غالب ہوا فضل خداوندی سے خانہ کعبہ ظاہر ہوا اور آپکے مقام پر آپ زیارت سے مشرف ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ ہم تمکو علم سموات کی تعلیم کرنے آئے ہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ دیکھی گئی کہ وہ مثل عالی قلعہ کے سر بلند مستقیم ہے حضرت امام اعظم و امام شافعی و غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرات مشائخ چشتیہ و کبرویہ نے معہ دیگر مشائخ و اساتذہ نزول اجلال فرمایا اور القائے نسبتہائے گوناگوں سے آپ شاد کام ہوئے۔ ایک روز دید قصور اور ندامت و انفعال کا حال آپ پر بہت غالب ہوا اسی کیفیت میں آواز آئی کہ غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ بِوَاسِطَۃٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اکثر ارشاد ہوا کرتا تھا کہ جو ہمارے طریقہ میں بواسطہ یا بلاواسطہ داخل ہے یا آیندہ ہوگا قیامت تک سب مجھ پر پیش کیے گئے اور انکے نام و نسب و مسکن تک بتا دیے گئے ہیں میں سب کو بیان کر سکتا ہوں اور وہ مجھے بخش دیے گئے ہیں آپکو بشارت ہوئی تھی کہ جس جنازہ کی نماز میں شریک ہوں یا جس قبر پر فاتحہ پڑھیں وہ مغفور ہیں اور آپکے روضۂ اقدس کی ایک مشت خاک جس پر ڈالدی جائیگی وہ بخشدیا جاویگا آپ فرمایا کرتے تھے کہ طریقہ نقشبندیہ کبریت احمر ہے اور اسکی بنا اتباع سنت پر ہے۔ آپکے تصرفات سے دین اسلام کو تقویت ہوئی۔ آثار شریعت جو زمانہ اکبر شاہ میں معدوم ہو چلے تھے پھر مستحکم ہوئے اور کثرت سے کفار دائرہ اسلام میں داخل ہوکر آپکی توجہ سے ناجی ہوئے ظلمت۔ کفر و بدعت کی بجائے اتباع سنت و اشاعت طریقت کی روشنی پھیل گئی۔ مولانا حمید جو آپکے خلفاء میں سے تھے انکو رخصت کے وقت ایک کفش مبارک عطا فرمائی تھی مولانا مذکور اُسے سر پر رکھکر الٹے پیروں وطن کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکر ایک مخصوص حجرہ میں باحتیاط تمام اُسکو رکھدیا۔ اہل حاجت و امراض جو اُنکے پاس آتے اُس کفش کا ایک حصہ دھوکر آب پانی دیدیا کرتے تھے بفضل ایزدی اُسکی برکت سے شفا اور حل مشکلات سے خلق مستفید ہوتی تھی اور جس مریض کا وقت قریب ہوتا تھا تو کفش مبارک کے پانی میں ڈالنے سے پیالہ ٹوٹ جاتا تھا سبحان اللہ کیا ذات تھی جسکے ادنی تصرفات کی اسسے بہتر و برتر مثالیں موجود ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَمْطِرْ عَلَیْنَا مِنْ کَاتِمِ وَاَنْوَارِ بَرَکَاتِہٖ حبیبات

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود
چشم آندم کہ ز شوق تو نہد سر بلحد — تا دم صبح قیامت نگراں خواہد بود

آپکے فیضان ظاہری باطنی سے خلق خدا کو بے انتہا فائدہ پہنچا گم شدگان تیہ ضلالت راہ راست پر آئے حرماں نصیب دولت سرمدی سے مالا مال ہو ایک نظر جس پر پڑی خدا تک پہونچ گیا سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ ؂

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

۱۰۳۴ھ میں ظاہری وجود کا رسمی حجاب جو برائے نام حائل تھا وہ بھی اُٹھ گیا اور مطلوب حقیقی سے آپکا وصال ہوا۔ اولاد امجاد خلفائے کرام سے سلسلہ
جاری ہوا بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے حضرت قیوم ربانی جسوقت حصول
فیض کے لیئے حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے آستانہ پر پہونچے آپ بھی بعمر ہشت سالگی ہمراہ تھے بیعت سے
لوی
جد بنی عامر
جد بنی خزیمہ
عامر
سامہ
حارث
جشم
عوف
سعد
خزیمہ
بغیض
حسل
مالک
نصر
حجر
عبد الشمس
عبد ود
ابو قیس
عبد العزیٰ
قیس
زمعہ
عبد اللہ
زائدہ
فاطمہ
ابو رہم
ابو بسرہ
سیدہ سودہ
ام المومنین
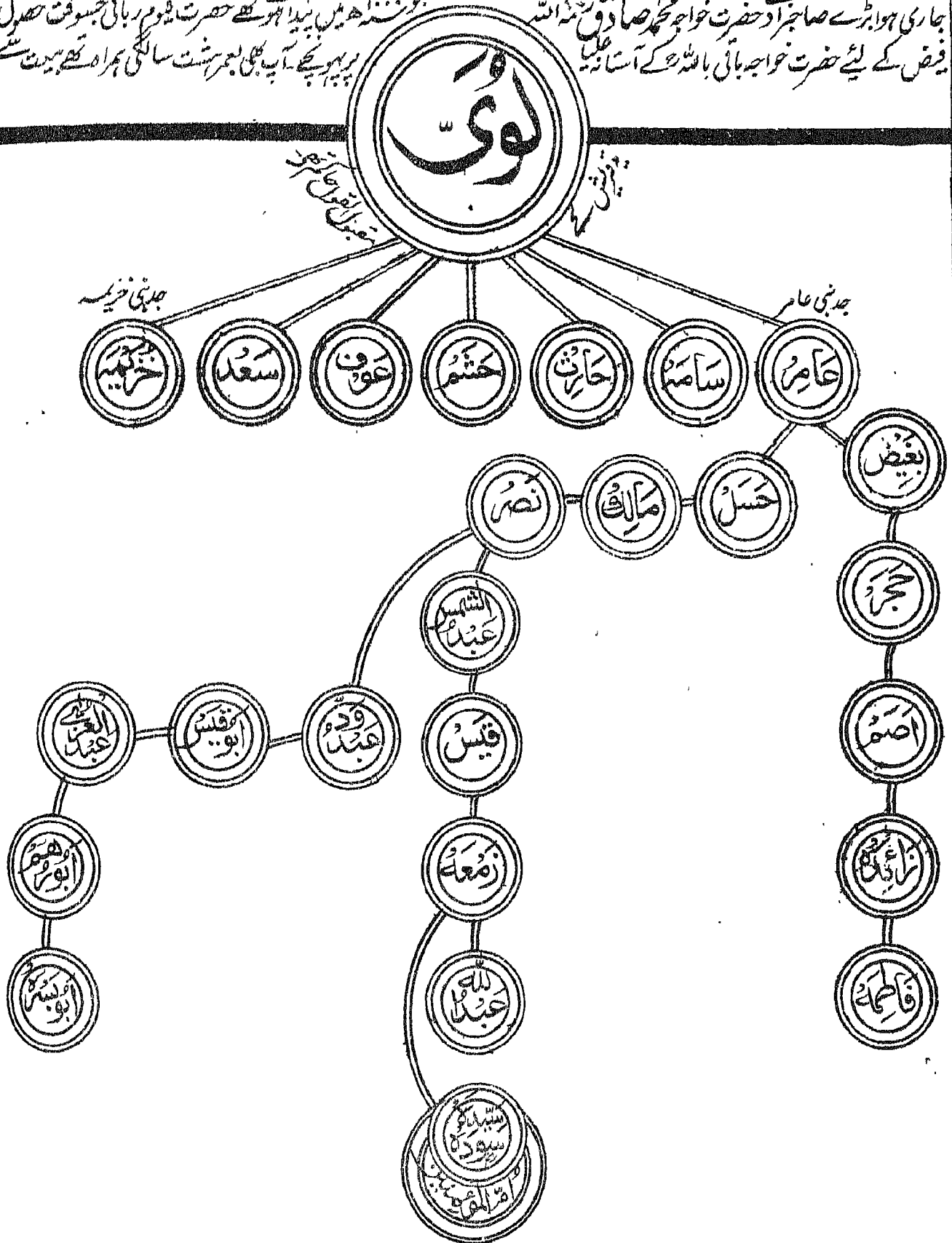
مشرف ہوکے باوجود صغر سنی احوال واردات عجیبہ آپ پر وارد ہونے شروع ہوگئے ذوق و استغراق سید جہ آپ پر غالب رہتا تھا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق کو بازار کا کھانا کھلاؤ تاکہ غلبہ حال میں کچھ کمی ہو حضرت قیوم ربانی فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق میرے معارف کا مجموعہ ہیں۔ سرہند کی ولایت انکی ہے میں مثل مسافروں کے انکے ہاں مقیم ہوں۔ آپکی عمر

یہ شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا اسکا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ کو مباح کردیا تھا اور بعد فتح مکہ جبکہ یہ پردہ ہائے خانہ کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا اسوقت قتل کیا گیا۔ (ابن خلدون)

۴۲ سال کی تھی کہ وبا پھیلی اور مرض طاعون میں کثرت سے خلق خدا تلف ہونے لگی اسوقت آپنے بہ نظر شفقت خلق دفع بلا پر توجہ فرمائی معلوم ہوا کہ لقمہ لذیذ چاہتی ہے آپنے رضا بالقضا اپنے وجود مبارک کو خلق خدا پر نثار کردیا ۹۔ ربیع الاول کو آپکا انتقال ہوا اور مرض وبائی سے امن ہوگیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ آدمیوں کو چاہیئے وباء کے وقت آپکا نام کاغذ پر لکھکر پانی سے دھوکر پیا کریں شر وبا سے محفوظ رہینگے چنانچہ یہ خبر تمام ملک میں مشتہر ہوگئی اور آپکے نام مبارک کا تعویذ ہوگیا اور ایسے موقعوں پر مخلوق کو شفا ہوئی اور تجربے سے ثابت ہوا کہ حضرت کے خاک مزار کی بھی یہی خاصیت ہے۔ **شیخ محمد یحیی** چھوٹے صاحبزادے بھی فضل و کمالات ظاہری و باطنی میں۔ این خانہ تمام آفتاب است مصداق تھے آپکی ولادت سے پہلے حضرت شیخ قدس سرہ کو آیہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ بذریعۂ الہام پہونچی اسکے اتباع میں آپکا نام یحیی رکھا گیا عبادات و تعمیر اوقات و ارشاد طالبان میں آپکی مصروفیت ممتاز زمانہ تھی۔ بادشاہ محمد اورنگزیب آپکی خدمت میں حاضر ہوکر فیض حاصل کیا کرتے تھے بہت سے دیہات آپکی نذر کیئے چنانچہ مشہور ہوگیا تھا کہ اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْمِلْكُ لِيَحْيَىٰ یعنی ملک خدا کا اور ملک یحیی کی ہے۔ جذب و استہلاک آپ پر غالب تھا سنہ ۱۰۲۴ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور وفات سنہ ۱۰۹۶ھ میں۔ تیسرے صاحبزادے حضرت خازن الرحمہ خواجہ محمد سعید رح اور چوتھے حضرت عروۃ الوثقی محمد معصوم رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرت لفظ شیخین کے ساتھ ملقب ہیں اور مخزن فیضان طریقہ یہی حضرات ہیں۔ اور کمالات معرفت میں حضرت امام ربانی کے قائم مقام ہوئے مخصوص مقامات حضرت مجدد رح سے سرفرازی حاصل ہوئی ایک مقام خزینیت میں ممتاز تھے دوسرے مرتبہ قیومیت سے سرفراز تھے خازن الرحمہ کی شان خلت اور حضرت عروۃ الوثقی میں ذاتی محبوبی تھی۔ خواجہ محمد سعید رح کی ولادت سنہ ۱۰۰۵ھ میں اور وفات ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۰ھ میں ہوئی۔ اور خواجہ محمد معصوم رح کی پیدائش سنہ ۱۰۰۷ھ اور زمانہ وفات ۹۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۹ھ ہے۔ یہ دونوں حضرات اس طریقے کے رأس الطریقہ ہیں کثرت سے مخلوق انسے فیضیاب ہوئی۔ باقی اور اولاد امجاد و خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہوا اور تاہنوز فیضان طریقہ جاری ہے۔ علاوہ خلفائے

کاملین کے حضرات امام ربانیؒ کی نسل سے شاہ ابوالخیر و شاہ ضیاء معصوم صاحب رونق افزائے طریقہ ہیں خداوند عالم ان دونوں حضرات کے ظل ارشاد کو قائم
رکھے آمین۔ (مکتوبات امام ربانی و مقامات سعیدیہ)
حضرت ابوعبیدہؓ عامر بن جراح اکثر فتوحات شام کے کارنامے آپ ہی کی طرف منسوب ہیں امین الامۃ
فہر
محارب
عوف
اسد
ذئب
جون
عمر
حارث
شیبان
وحشیہ
ہند
سریر
ثعلبہ
عمرو
اہیب
حبیب
ہلال
اخنب
جراح
حسل
عبداللہ
عمرو
سیدنا شداد
سیدنا مسعود
سیدنا ابوعبیدہ
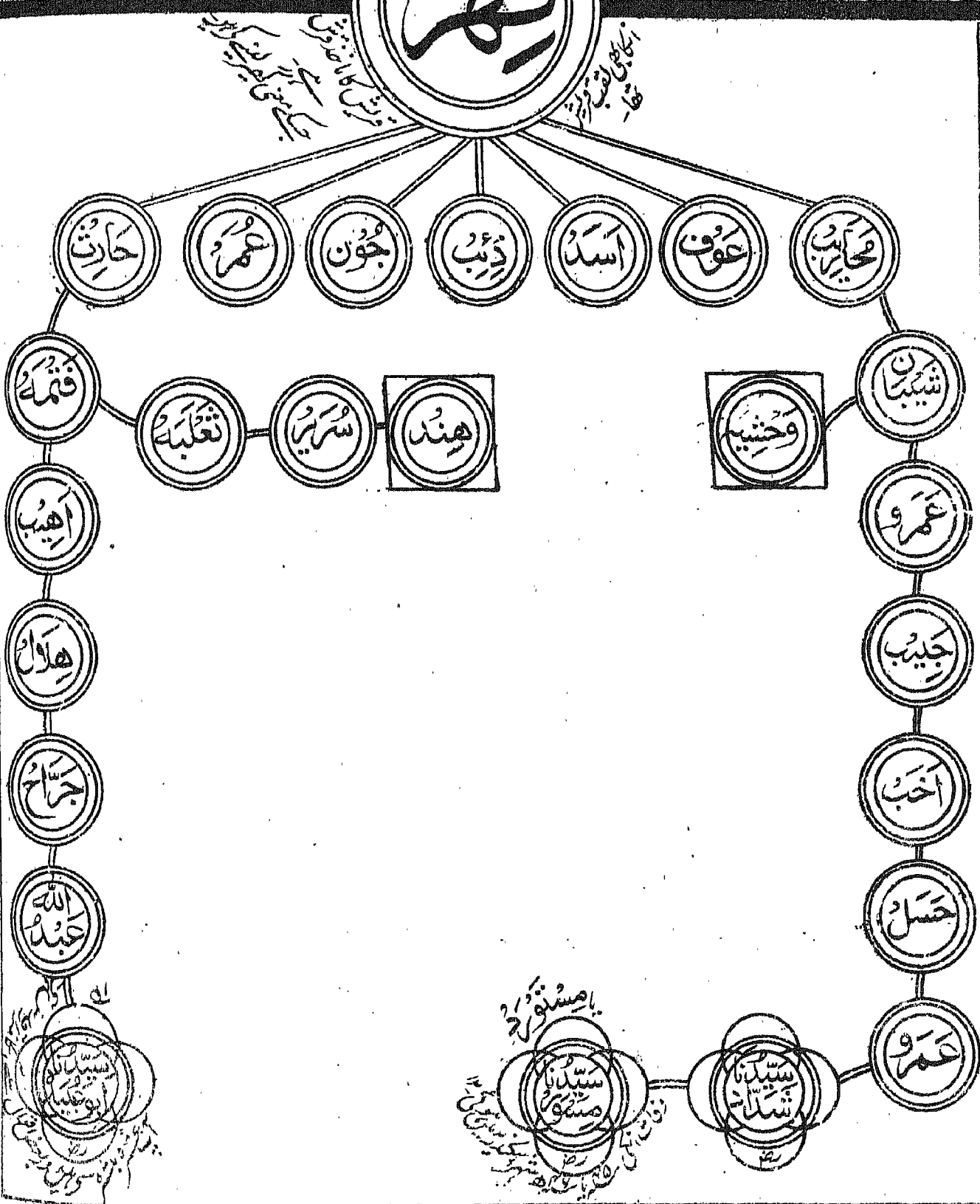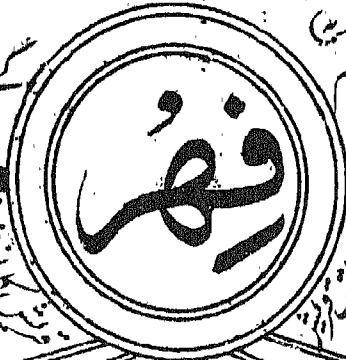
تقرب سے اپنی ماموری و حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی بھی ایک عجیب اسلامی بردباری کا نمونہ ہے۔ اسواسطے ہم حضرت خالدؓ اور ابو عبیدہؓ کے ابتدائی حالات کا تذکرہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا جب دور خلافت ہوا تو آپ نے حضرت خالدؓ کو لشکر اسلام کی امارت سے معزول کرکے حضرت ابو عبیدہؓ کو امیر کیا۔ اس پر خالدؓ بن ولید کی قوم بنی مخزوم میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ

مالک
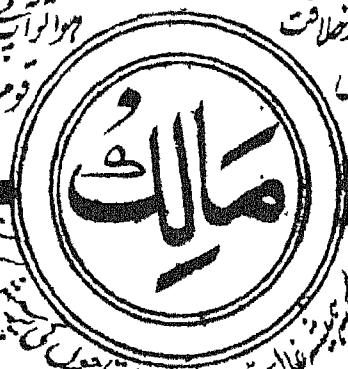
ایسے شخص کو امارت سے معزول کرتے ہیں جس نے دشمنوں کے دلوں میں ہیبت الہی ڈالدی ہے وسیع کی ہے اور رومیوں کے بیشمار لشکر کی شجاعت و بہادری کا دشمنوں کے دلوں پر سکہ جما ملک شام میں اسلام کا نام روشن کر دیا اور انکے کئی قلعے فتح کرکے عرب کی سلطنت کو ہر ایک موقع پر شکست پر شکست دیکر عرب دیا۔ خلیفۂ اول کے وقت میں بھی بعض نے رائے دی تھی کہ حضرت خالدؓ کو معزول کیا جائے مگر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی تلوار کو

اور بعہ مراعات بجالاتے -۱۲

میان میں کرنا نہیں چاہتا اسپر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بڑا بار امانت اپنے ذمہ لیا ہے خلیفۂ اول کو خالدؓ پر اعتماد تھا مجھے بہ نسبت خالدؓ کے ابو عبیدہؓ پر زیادہ اعتماد ہے اسلیئے انکو امیر مقرر کرتا ہوں پھر آپ نے ابو عبیدہؓ کے نام خط لکھکر عامر بن وقاص کے سپرد کیا اور انکو دمشق روانہ کر دیا اس خط کے پہونچنے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے لشکر اسلام کی امارت اپنے ہاتھ میں لی اور خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی کی ذرا پرواہ نہیں ہوئی بلکہ یہ کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالے کی راہ میں قید کیا ہے۔ مجھے امارت یا سرداری کی کوئی خواہش نہیں میں ایک سپاہی بن کر اسلامی علم کے نیچے جہاد کرونگا خواہ وہ علم کسی کے ہاتھ میں ہو مجھے اللہ اور اسکے رسول کی رضامندی کی خواہش اور میدان جنگ میں شہادت کی تمنا ہے اللہ تعالے مجھے نصیب کرے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ خالدؓ بن ولید اپنی معزولی کے بعد آئندہ لڑائیوں میں جدال حصہ نہ لینگے مگر انہوں نے آئندہ معرکوں میں اپنی جانبازی و جاں نثاری دکھا کر انکے خیال کو غلط اور اپنے قول کو سچا ثابت کر دیا۔ اللہ اکبر ان لوگوں کا کیا ایمان تھا کہ دولت ایمان کے مقابلے میں شوکت دنیا انکے نزدیک کوئی چیز نہ تھی ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو اس عروج تک پہونچایا۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ نے فتح ابی القدس (درمیان عرقہ و طرابلس) کے لیئے حضرت عبداللہ بن جعفر کو صرف پانچسو سوار دیکر بھیجا اور انکے وہاں پہونچنے پر دشمن کی قوت بہت زیادہ معلوم ہوئی تو عبداللہ بن جعفر نے اسکی اطلاع حضرت ابو عبیدہؓ کو دی تو آپ کو پریشانی ہوئی اور دلگیر ہوکر فرمانے لگے کہ امارت ہاتھ میں لیکر پہلا لشکر مقابلے کے لیئے بھیجا ہے اگر اسکو خدانخواستہ گزند پہونچی تو میں قیامت کے روز اللہ تعالے کو کیا مونہہ دکھاؤنگا اور خلیفۃ المومنین سنینگے تو کیا کہینگے پھر آپ نے خالدؓ بن ولید کو بلایا اور فرمایا کہ اس میدان کے مرد تم ہو جلد اپنے بھائیوں کی کمک کو پہونچو میرا پہلے بھی ارادہ تھا کہ تم اس مہم پر جاتے مگر میں بوجہ حیا کے نہ کہہ سکا کیونکہ مجھے یہ خیال آیا شاید تم جانا پسند نکرو اسلیئے کہ تمکو خلیفۂ ثانی نے امارت سے معزول کر دیا اور تمہاری دل شکنی ہوئی ہے خالدؓ بن ولید نے کہا کہ خدا گواہ ہے مجھے خلیفۂ ثانیؓ کا حکم بسر و چشم منظور ہے میری ہرگز دلشکنی نہ ہوئی میں ہر وقت خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار ہوں آپ تو ہم میں بڑے بزرگ و بلند مرتبہ آدمی ہیں اگر خلیفۂ ثانیؓ ایک طفل نوخیز کو امیر لشکر بنا کر بھیجدیں تو اسکی ماتحتی میں بھی میں ویسے ہی اسلام کی خدمت کروں جیسا کہ اس وقت تک کرتا رہا ہوں جس شخص کو ہر جنگ کے موقع پر یہی خواہش ہو کہ کسیطرح اسکو شہادت نصیب ہو جائے وہ امارت اور سرداری کا کب خیال کر سکتا ہے حضرت ابو عبیدہؓ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ وہ اپنا لشکر جو عراق سے لائے تھے اپنے ہمراہ لیکر ابی القدس جائیں حضرت خالدؓ اسیوقت اپنے خیمے میں گئے اور مسلح ہوکر اپنا سیاہ علم جسکا نام رایۃ العقاب تھا ہاتھ میں لیا اور اپنے لشکر کو جو لشکر زحف کے نام سے موسوم تھا تیار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور ابی القدس کی طرف روانہ ہوگئے ادھر عبداللہ بن جعفر طیار

انکا نام قیس و قریش بھی انہیں کا لقب تھا یہ ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھکو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری باطنی اور عزت سرمدی کے نضر نے کہا۔ کلا یا رب قد اخترت ما یبقی الابد

لفظ قریش کی وجہ تسمیہ میں کئی توجیہہ لکھتے ہیں۔ اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہے دریا میں وہ مچھلی کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا چنانچہ حضرت ابن عباس رض

نضر

عامر — عمر — عبد مناۃ — یخلد — مالک — صلت — مخلد

یخلد:

بدر — یخلد — حارث — عائلہ

عائلہ: لوی ابن غالب کی والدہ ہیں۔

بدر:

قریش

نے باوجود اپنی کم جمعیت کے دشمن کی ہزارہا فوج جرار پر حملہ کرکے کشتوں کے پشتے لوٹ دئے اور شجاعت ہاشمی کی داد دی بالآخر کثرت ہجوم اہل شام نے عبداللہ بن جعفرؓ کو گھیر لیا اور مسلمان اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے کیونکہ کثرت قتل و قتال سے انکے بازو تھک چکے تھے اور دن بھی غروب کے قریب تھا کہ خالدؓ بن ولید معہ اپنے لشکر کے عین وقت پر لڑائی کے موقعہ پر پہونچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے میدان جنگ میں اتر آئے۔ عبداللہ بن جعفرؓ پر اسوقت سخت حالت پہونچ چکی تھی اور قریب تھا کہ وہ معہ اپنے گھوڑے کے گر پڑیں لیکن ضرارؓ بن ازور کے آنے سے آپکو خوشی ہوئی اور نعرہ بلند کیا کہ مسلمانو خالدؓ بن ولید آ پہونچے ہیں تھوڑی دیر اور استقامت کرو۔ مسلمانوں کی قلیل جماعت کو جو شامی دبائے جاتے تھے خالدؓ بن ولید اور انکے ہمراہیوں کی آمد سے وہ پسپا ہوتے ہوئے دیر کو پہونچ گئے۔ اور حاکم طرابلس جو اتفاقاً وہاں پر مقیم تھا میدان میں اتر آیا شیران اسلام نے مل توڑ کر مقابلہ کیا اور گھمسان لڑائی کے بعد اسلام کی فتح ہوئی۔ خالدؓ بن ولید اور عبداللہؓ بن جعفرؓ مظفر و منصور ہوکر مع مال غنیمت اور قیدیوں کے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس واپس آئے تو انکو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اللہ کا شکر بجا لائے کیونکہ انکو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ اگر خدانخواستہ مسلمان شہید ہوتے تو خلیفہ ثانی کو کیا جواب دینگے مگر انکی نیک نیتی اچھا پھل لائی اور انکی پریشانی دفع ہوئی کیونکہ انکی اماریت ابتدائی واقعہ تھا۔ ۵۸ سال

سے مروی ہے کہ قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قریش ایک دریائی مچھلی کا نام ہے جو اور مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور خود کسی کے قابو میں نہیں آتی اسی طرح فہر بھی غلبہ اور قوت کی وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے یہ زمانہ حج میں فقرا و مساکین کو بھی تلاش کر کچھ دیا کرتے تھے اسی وجہ سے بھی قریش کہلائے (روض الاحباب)

کنانہ رئیس قوم تھے ان کی عمر نوے برس کی تھی

ہاں نضر اسی سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ملک یمن میں انتقال فرمایا یہیں انکی قبر ہے اور انکی اولاد بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں یہ اطراف مکہ میں رہتے تھے یہ قبیلہ بھی کثیر البطون سے مشہور و معروف تران میں قریش سے اور وہ نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے جیسا کہ مذکور ہوا بعد اسکے بنو عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ ہے۔ بنو عبد مناۃ سے بنو بکر بنو ورہ بنو الحرث اور بنو عامر ہیں اور بنو بکر سے بنو لیث اسی سے بنو ملوح بن یعمر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعب بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابی اور شاعر عروۃ بن اذینہ یحییٰ بن مالک بن الحرث بن عبد اللہ بن شداخ ہے) اور بنو جندع بن لیث بن بکر (اسی قبیلہ سے ابو واقد لیثی صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر بن عبدہ بن عبد مناۃ جندع ہیں) اور بنو سعد بن لیث بن بکر (جس سے ابو طفیل عامر بن واثلہ بن عبد اللہ بن عمرو بن جابر بن حمیس بن عدی بن سعد اور واثلہ بن الاسقع بن

۵ عبدالعزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن عبدہ بن سعد مشہور صحابی ہیں ابوالطفیل عامر وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سب سے آخر گزرے تھے
سنہ ھ میں انکا انتقال ہوا۔ ۱۵ اسد بن خزیمہ کا وسیع بطن اور کثیر الشعوب قبیلہ تھا سرزمین نجد میں متصل کوہ طے کی
ہمسایگی میں رہتے تھے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلاد طے بنو اسد کے قبضے و تصرف میں تھے پس جب وہ

یمن سے نکلے تو انہوں نے انکو مغلوب کر کے اجا و سلمیٰ پر قبضہ کر لیا اور انکی مجاورت میں آباد ہو گئے بعد اسکے بنو اسد اقطار ممالک میں ایسے
متفرق و منتشر ہو گئے کہ اب ان میں کا کوئی قبیلہ باقی نہ رہ گیا۔ ابن سعید کہتا ہے کہ انکے بلاد اب طے کے قبضے میں ہیں اس کثیر البطون قبیلہ سے
بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ پدر امرء القیس) اور بنو غنم بن دودان بن اسد (اسی قبیلہ سے عبیداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ
بن مرہ بن کثیر بن غنم جو مسلمان ہو گیا تھا پھر نصرانی ہو گیا اور بحالت نصرانیت میں ہی مر گیا اور اسکی بہن زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہ بن محصن بن
حرثان بن قیس بن مرہ بن کثیر مشہور صحابی ہیں) اور بنو ثعلبہ بن دودان بن اسد (جس سے کمیت شاعر ابن زید بن الاخنس بن ربیعہ بن امرء القیس بن الحرث بن
عمرو بن مالک بن سعد بن ثعلبہ اور ضرار بن الازور یعنی مالک بن اوس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ صحابی قاتل مالک بن نویرہ و حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالہ بن
ہمام بن صعب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں) اور بنو عمرو بن قعین (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں (اسی قبیلہ سے طماح بن قیس بن طریف بن

عمرو بن قعید جو قیصر کے پاس امرءالقیس کے قاتل کا ساعی تھا اور طلحہ بن خویلد بن نوفل بن نضلہ بن الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو جو پہلے کاہن تھا اور نبوت کا دعوے کیا تھا پھر اسکے بعد ایمان لایا۔ (ابن خلدون سبائک الذہب)

مدرکہ انکا نہایت عظیم الشان کثیر البطون قبیلہ ہے اسکے اعظم ترین قبائل سے ہذیل۔ قارہ۔ اسد۔ کنانہ۔ قریش ہیں۔

بنو ہذیل۔ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں طائف کے قریب جبل عرفان میں رہتے تھے اسکے نشیب میں نجد کی طرف در مقام تہامہ بین مکہ و ینبع اور اکثر مقامات میں انکے چشمے اور مخصوصات تھے از انجملہ رجیع و بیر معونہ ہیں اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (۱) سعد بن ہذیل (۲) لحیان بن ہذیل پس سعد بن ہذیل سے ابو کبیر شاعر اور حطیہ شاعر (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) اور عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حلیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابی) اور انکے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور انکے اعقاب سے عبدالرحمٰن بن عتبہ و مسعودی (مشہور مورخ) بن عتبہ ہیں مسعودی کا نام علی ہے حسین بن علی بن عبداللہ بن زید بن عتبہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کے لڑکے ہیں اور انکے بھائی عتبہ سے علقمہ بن عبیداللہ بن زید بن عتبہ مدینہ منورہ کے مشہور فقیہ ہیں۔ یہ لوگ عہد اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا البتہ ان میں کا ایک قبیلہ ہے جو اطراف باجہ میں ہیں اور شاہی لشکر کے ساتھ لشکر آرا ہو اور مقررہ خراج ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری مسواک و سادہ وغیرہ کی خدمات اکثر آپ انجام دیا کرتے تھے چنانچہ صاحب النعلین والوسادہ کے لقب سے محدثین میں مشہور ہیں۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور انکے دونوں صاحبزادے عبدالرحمن و ابو عبیدہ اور انکے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ وغیرہ بہت سے رواۃ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور اسلام لانے والوں میں چھٹے شمار کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے مکہ معظمہ میں جہر کے ساتھ قرآن شریف آپنے ہی شروع کیا۔ اور ترمذی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ ہم اور انکے بھائی یمن سے آئے تو عبداللہ بن مسعود اور انکی والدہ کی حضور کی خدمت میں کثرت سے آمد و رفت دیکھنے سے خیال ہوا کہ یہ اہل بیت میں سے ہیں حضور انکے حال پر بڑی عنایت

الیاس میں الف لام تعریفی ہے اسکے لغوی معنی ناامید ہونے کے ہیں انکے والدین اولاد سے ناامید اور مایوس ہو چکے تھے بڑھاپے میں یہ پیدا ہوئے اسلیے انکا نام الیاس رکھا گیا جب بالغ ہوئے تو انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ملت ابراہیمی کی دعوت دی بزرگی عفت و پرہیزگاری دانشمندی کی وجہ سے لوگ انکے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ الیاس حضرت ابراہیمؑ کی سنت کے موافق مومن تھے سب سے
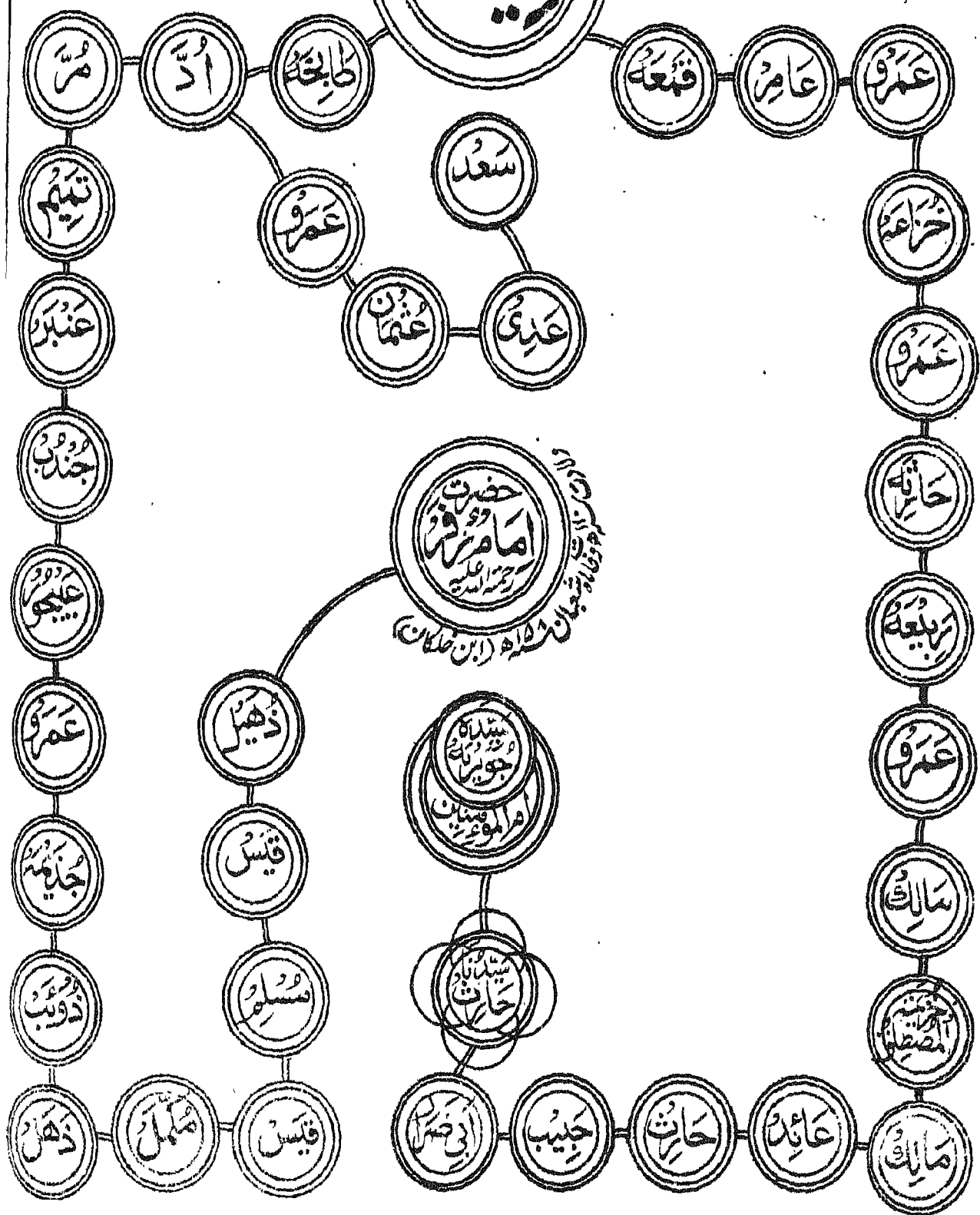
پہلے خانہ کعبہ میں اونٹ کی قربانی اِنہی نے کی ہے۔ سِل کی بیماری سے فوت ہوئے۔ (روضۃ الاحباب)
مضر انکی وجہ سے سنتِ ابراہیمی کو بہت ترویج و ترقی ہوئی سنتِ ابراہیمی کے احیاء کے لئے ہمیشہ ساعی رہے نہایت خوش گلو شخص تھے ابراہیمؑ
کے طریقے پر سچے مسلمان تھے چنانچہ ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ کا فرمان ہے کہ مضر کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔
مُضَر
عیلان
قیس
خصفہ
عکرمہ
منصور
ہوازن
بکر
جد بنی سعد
سعد
نصر
قصیہ
ناصرہ
رزام
شجنہ
حارث
عبداللہ
ابوذویب
سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا
مزار مدینہ منورہ (اصابہ)
معاویہ
صعصعہ
عامر
ہلال
عبد مناف
عمرو
عبداللہ
حارث
خزیمہ
سیدہ زینب
ام المومنین
بجیر
ہزم
رویبہ
عبداللہ
حزن
حارث
سیدہ میمونہ
ام المومنین
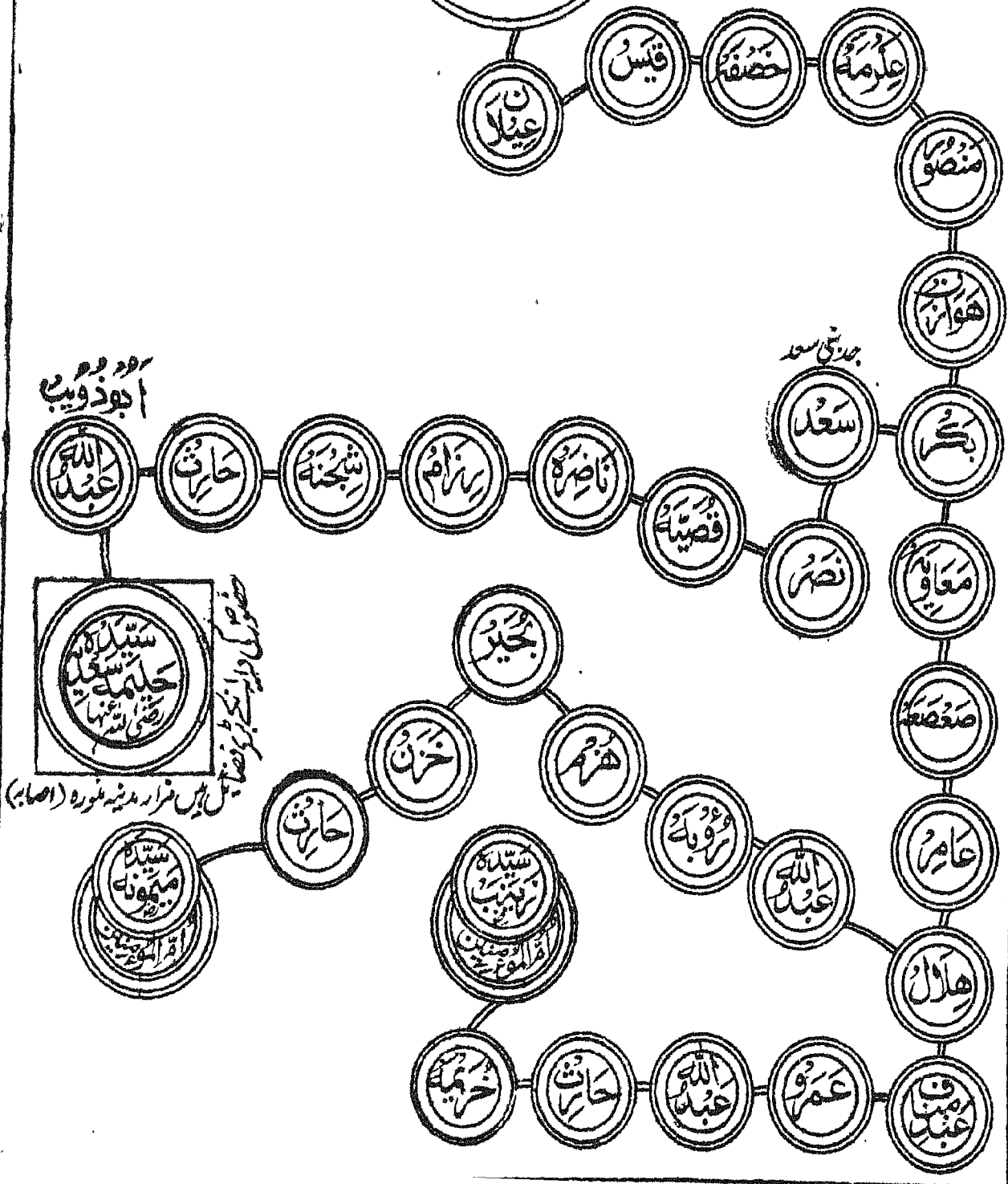
نزار انکی کنیت ابو ربیعہ ہے جب یہ پیدا ہوئے تو انکے والد نے ہزار اونٹ ذبح کرکے غربا اور مساکین کو کھلا دیئے سو جہہ سے مخلوق انکو مسرف و فضول خرچ کہنے لگی اسکے جواب میں انکے والد نے کہا اِنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا نَزْرٌ یعنی یہ سب کچھ تھوڑا ہے انکے نام کی یہ ہی وجہ تسمیہ ہے انوار برکات محمدیہ آپکی پیشانی سے ہویدا تھے۔ (مواہب)

معد انکی کنیت ابوقضاعہ ہے لفظ معد بمعنی تر میوہ چونکہ یہ نہایت خوشرو اور ہر وقت ہشاش بشاش تر و تازہ معلوم ہوتے تھے اسلئے انکا نام معد
ہو گیا اور انکے ستر ہ بیٹے تھے از انجملہ چار بیٹے جو نہایت دلیر اور بہادر تھے بہت مشہور ہیں۔ قضاعہ۔ قنص۔ ایاد۔ نزار۔ انہیں
ضحاک چالیس ہزار فوج جرار لیکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا اور انہیں فتح پائی اور بقیۃ السیف یہودیوں کو پکڑ لایا بنی اسرائیل
نے اسوقت کے نبی سے استغاثہ کیا اور بنی عدنان کے حق میں بد دعا کی خواستگاری کی ہر چند نبی وقت نے بد دعا
ہو کر چاہا کہ بد دعا کریں لیکن جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس بد دعا سے دست بردار ہو جاؤ
اور درگذر کرو کیونکہ خاتم النبیین صلعم بنی عدنان کی اولاد میں سے ہونگے
معد
جنید
قحم
عبد الراح
حیدان
مالک
قنص
جیادہ
فیض
قاصہ
ضحاک
قضاعہ
الحاف
عمران
حلوان
نزید
سلیح
تغلب
جد بنی تغلب
وبرہ
جد بنی وبرہ
کلب
جنادہ
شک
عرف
عوف
سنام
ایاد
خط اسد سے ملیگا
حضرت امام احمد حنبل
محمد
حنبل
ہلال
اسد
امام المحدثین رئیس الفقہاء والمحققین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپکی ولادت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۶۴ھ بمقام بغداد ہوئی

انکے حق میں دعا مقبول ہوگی۔ (روضۃ الاجاب)

منقول ہے کہ عدنان سے یہودیوں کو عداوت تھی ایک دن یہ اکیلے جا رہے تھے یہودی آپکے پیچھے ہوا اور ایک مقام میں دو پہاڑوں کے درمیان انکو گھیر لیا دیر تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر آپکا گھوڑا زخمی ہوکر گر پڑا آپ پہاڑ پر چڑھ گئے شریروں نے اسپر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ پہاڑ پر چڑھ کر آپکو ستانے اور ایذا دینے میں کوتاہی نہ کی عاجز آکر قادر قیوم کی جناب میں التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور عدنان کو کسی بلند تر چوٹی پر جا بٹھایا
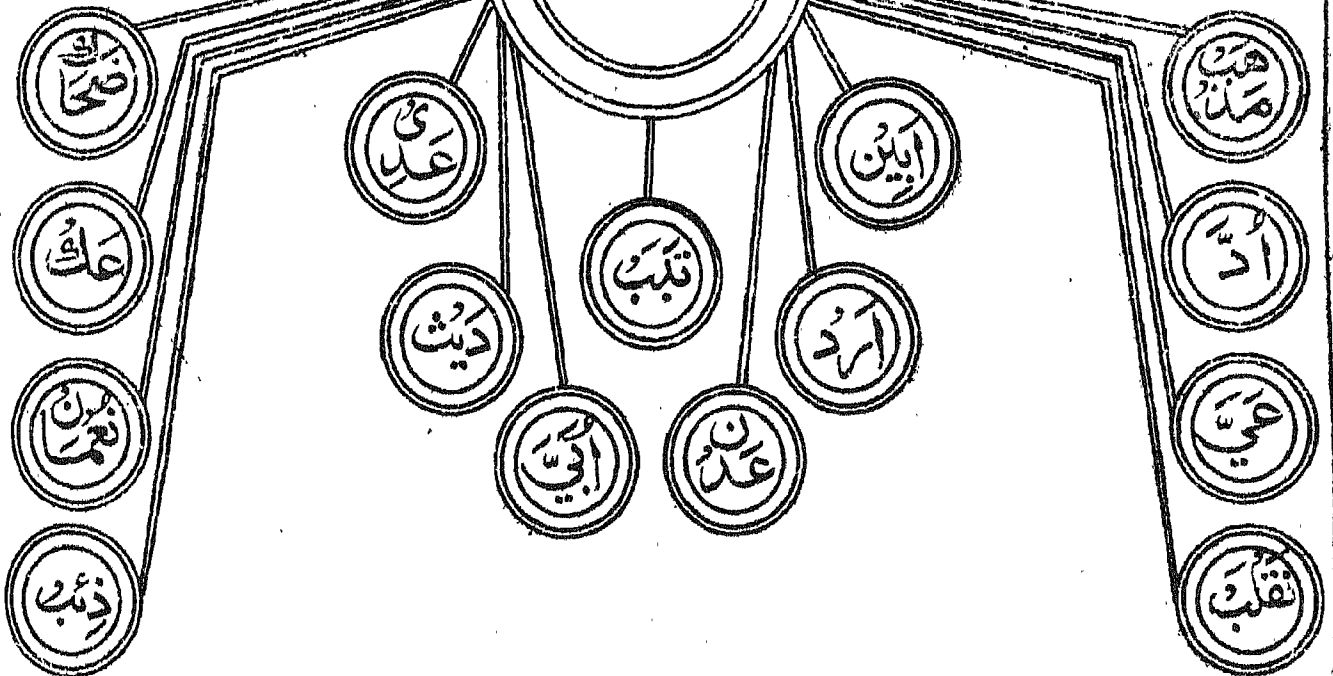
رہیں ہیں۔ امام شافعیؒ کی صحبت میں رہے۔ حضرت امام شافعیؒ کو آپکے ساتھ بڑی خصوصیت تھی۔ آپ جسوقت بغداد سے مصر کو گئے ہیں تو امام احمد حنبلؒ کی

(مواہب روضۃ الاحباب) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ سرور المحزون میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے۔ یہاں تک علمائے محدثین کا اتفاق ہے لیکن نسب اور سلسلہ میں آدم علیہ السلام تک بڑا بعید اختلاف ہے۔ بعض متقدمین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک صرف چار واسطے بیان کئے ہیں اور بعض نے چالیس اشخاص بیان کئے ہیں پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو

نسبت فرمایا کہ بغداد میں امام احمد حنبلؒ سا متقی اور پرہیزگار سمجھ دار چھوڑ کر جاتا ہوں۔ آپکا حزم و احتیاط اور تقویٰ فقہا میں اور عام طور پر مشہور رہا ہے جو شخص آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر وہ مسئلہ معاملے کا ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر وہ مسئلہ حقائق سے ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ بشر حافیؒ کے پاس جاؤ۔ حضرت امام احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالے سے درخواست کی کہ مجھ پر ایک دروازہ خوف کا کھول دے جب مجھ میں ایسا خوف سمایا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ایسا نہ ہو میری عقل زائل ہو جاوے اور میں دیوانہ ہو جاؤں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی مجھے تیرا قرب کس وجہ سے افضل ہوگا فرمایا کہ میرے کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت سے۔ کہتے ہیں لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اعمال کی آفتوں سے چھوٹنا

ذکر امام احمد حنبل

تو عدنان پر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کَذَبَ النَّسَّابُونَ مَا فَوْقَ الْعَدْنَانَ یعنی عدنان سے اوپر بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنا شجرہ نسب معد تک یاد کیا ہے انسے پہلے لوگوں کا حال ہمکو معلوم نہیں حضرت عروۃ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ہمکو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلے میں واقفیت رکھتا ہو جبکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد اسطرح پر ہے تو حضورؐ اور حضورؐ کے زمانے سے زیادہ اب کون تحقیقات کر سکتا

اُدَدْ

ہے اور وہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں جو اسماء ہیں وہ مورخین لکھتے چلے آئے ہیں صحت اور تعین سے کلام ساکت ہے جسکی وجہہ مذکور ہوئی بالبتہ تمام اہل سیر اور جملہ مورخین اسپر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اسوجہہ سے ہم اُدَد سے قیدار تک درمیانی اشخاص کا تذکرہ غیر ضروری خیال کرکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حال درج کرتے ہیں جنکا اسم گرامی صفحہ ۶۸ پر آئیگا۔

پوچھا کہ توکل کیا ہے آپنے فرمایا کہ خدائے تعالے پر مضبوط بھروسا کرنا۔ پوچھا کہ رضا کیا ہے آپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدائے تعالے کو سونپنا۔ پوچھا کہ محبت کیا ہے آپنے فرمایا کہ یہ بشر حافیؒ سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہیں میں اسکا جواب نہ دونگا۔ پوچھا کہ زہد کیا ہے آپنے فرمایا کہ زہد تین قسم کا ہے ایک تو ترک حرام اور یہ زہد عوام ہے دوسرے ترک افزونی از حلال یعنی حلال میں بھی حرص یا دلی کی نہ کرنا اور یہ زہد خواص ہے اور تیسرے اُس چیز کا ترک کرنا کہ جو چیز حق تعالی کی طرف سے غافل بنادے اور یہ زہد عارفوں کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یہاں صوفیوں کے بارے میں جو مسجد میں توکل پر بیٹھے ہیں بے علم ہیں کیا فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ بے علم نہیں ہیں انکو علم ہی نے بٹھایا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت اُن صوفیوں کی ہمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا روئے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیوں سے بھی زیادہ ہمت والی ہو کہ روٹی کے ٹکڑے کی بھی آرزو نہ رکھتی ہو۔ جب آپکی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو آپکے جسم مبارک پر واقعہ ضرب کی وجہہ سے جو زخم موجود تھے انکی سخت تکلیف ہوئی آپ اس حالت میں صبر و تحمل کی بنا پر ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور زبان بالکل خاموش تھی آپکے صاحبزادے نے دریافت کیا کہ حضرت ابھی کیا حالت ہے فرمایا کہ وقت بڑا نازک ہے جواب کا وقت نہیں دعا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین جو دائیں بائیں کھڑے ہیں انمیں ابلیس بھی روبرو سامنے کھڑا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور کہتا ہے اے احمدؒ تو اپنی جان میرے ہاتھ سے سلامت لیگیا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں کیونکہ ایک دم باقی ہے جائے خطر ہے نہ جانے ایمن یہ کہتے ہی کہتے آپنے جان بحق تسلیم کی باختلاف روایات روز جمعہ ۱۲ یا ۱۳ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی ۲۴۱ھ کو اور بغداد کے باب حرب میں دفن کئے گئے جب آپکا جنازہ لیچلے تو پرندے آتے تھے اور اپنے آپ کو آپکے جنازے پر ٹپکتے تھے یہ حالت دیکھکر بیس ہزار یہودی اور آتش پرست اور ترسا مسلمان ہوگئے اور زنار توڑ ڈالے اور باآواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کیونکہ حق تعالے نے ان چار قوموں کو رنج و الم نصیب کیا تھا ایک مسلمان دوسرے پرندے تیسرے یہودی چوتھے ترسا (ابن خلکان و انوار الاذکیا)

—— ○ ❀ ○ ——

ہمیسع

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلف اکبر ہیں مراجعت مصر کے بعد دسویں سن حضرت سارہؓ نے ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ رضی سے
نکاح کرنیکی اجازت دی (ہاجرہؓ) کی نسبت جو عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ لونڈی تھیں محض غلط ہے زبان عبرانی میں انکا نام
(ہاغار) ہے رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اور رقیون شہر بابل کا رہنیوالا تھا جو افلاس اور تنگدستی کی وجہہ سے بابل
چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا سب سے پہلے جسکا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے اسکے عہد حکومت میں ابراہیمؑ فلسطین سے
بوجہہ قحط سالی کے آئے اور یہ رفتہ رفتہ ارکان سلطنت میں اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے داخل ہو کر رفتہ رفتہ مصر کا
بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ حضرت سارہؓ انکی پہلی بی بی نے اس امید پر اجازت دی کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ سارہؓ اپنی
زیادہ عمر ہونے سے اولاد کی طرف سے ناامید ہو چکی تھیں جب ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے عقد کیا تو انکی چھیاسی ۸۶ برس کی عمر تھی بقول مؤلفات ہبوط
آدم علیہ السلام سے ۳۴۱۸ میں بطن ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ سارہؓ کو بعد اسکے غیرت نے اس بات پر مجبور کیا کہ انہوں نے ہاجرہؓ کے
نکالنے کا ابراہیم علیہ السلام پر دباؤ ڈالا۔ ابراہیمؑ کو سخت تردد کا سامنا ہوا اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہؓ کی اس بارہ میں اطاعت
کرو پس ابراہیمؑ سارہؓ کے کہنے سے ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ کو ایک خچر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زاد راہ لیکر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین
مکہ معظمہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے مراجعت کرنے پر ہاجرہؓ نے گھبرا کر ابراہیم علیہ السلام سے کہا مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تَتْرُكَنَا بِاَرْضٍ
لَيْسَ فِيهَا زَرْعٌ وَّلَا مَاءٌ (کس نے تمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہمکو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں کوئی درخت اور نہ پانی ہے) ابراہیمؑ نے کہا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ
(میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہؓ نے جواب دیا فَاِنَّهٗ لَنْ يُّضَيِّعَنَا (وہ بیشک ہمکو ضایع نکریگا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں ابراہیمؑ نے بوقت مراجعت
تقاضائے بشریت بالفت پدری مضطربانہ یہ دعا کی رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (اے رب میں نے

ذکر اسمٰعیلؑ

اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو انکی طرف
مائل رکھ اور انکو روزی دے میووں سے شاید کہ وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے آپکی یہ دعا قبول فرمالی۔ ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانیکے بعد بی بی ہاجرہؓ
اور اسمٰعیلؑ دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز میں یا اسی دن وہ پانی ختم ہوگیا جسکو روانگی کے وقت جناب ابراہیمؑ اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمٰعیلؑ کو غلبہ
تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہؓ بیتاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی
حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہونچ جاتی تھیں تا آنکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں آٹھواں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ
اپنے پیارے شیرخوار بچے کے رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں اسمٰعیلؑ اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں رگڑ رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا
سدی سے یہ روایت کیجاتی ہے کہ اسمٰعیلؑ کو ہاجرہؓ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور انکے لئے ایک عریش بنا دیا تھا اور جبرئیلؑ نے آکر ہاجرہؓ کے بعد چشمہ
کھولدیا تھا۔ اور انہوں نے ہی جاکر ہاجرہؓ کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہوا کرینگے اور تھوڑے دنوں میں اس لڑکے کا باپ
آئیگا اور دونوں ملکر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائینگے پھر جرہم کا ایک گروہ یا انکے اہل بیت اسطرف سے گذرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھکر یہ
تعجب سے کہنے لگے اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں چند لوگ اسکی جستجو میں نکل چلے اور مقام حجر میں پہونچکر ایک عورت اور ایک بچہ اور
چشمہ کو دیکھا اور وہیں ان سب نے قیام کیا اسوقت آپکی عمر دو سال کی تھی۔ الغرض ہاجرہ نے دوڑ کر اسمٰعیلؑ کو چپ کیا اور اس ابلتے ہوئے پانی کی چاروں
طرف مٹی کی ایک مینڈھ سی باندہ دی۔ آنحضرت صلعم اکثر بر وقت تذکرہ فرماتے تھے يَرْحَمُهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ عَيْنًا سَائِحَةً (اللہ ہاجرہؓ

پر رحم کرے۔ اگر وہ اس چشمے کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہو جاتا) اور پانی کے روکتے میں فرماتی جاتی تھیں زم زم جسکے معنی ٹھہرنے کے ہیں اسیواسطے چاہ زمزم کے نام سے یہ کنواں مشہور ہوگیا جس سے زائرین حجاج ابتک سیراب ہوتے ہیں۔ پھر بنی جرہم بڑی سائش کی زندگانی حضرت ہاجرہ کی اجازت سے یہاں بسر کرنے لگے اور یہ گروہ انکی رفع تنہائی کا باعث ہوا۔ اسمٰعیلؑ نے اسی گروہ میں

پرورش پائی جوان ہوئے اور زبان عربی سیکھی بنی جرہم نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپکا عقد کر دیا بعض روایات سے ثابت ہے کہ اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کا انکی پندرہ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا اور یہ دل برداشتہ ہو کر وہاں سے شام کو چلے جانے پر تیار ہوگئے تھے جسپر بنی جرہم نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے انکو اس ارادے سے روکا اور عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے آپکا نکاح کر دیا جیسا کہ مذکور ہوا اور آپ مکہ مکرمہ بدستور مقیم رہے۔ حضرت ابراہیمؑ جیسے پہلے آتے رہتے تھے بی بی سارہ سے اجازت لیکر مکہ مکرمہ آئے تو اسوقت حضرت ہاجرہؓ کا انتقال ہوچکا تھا اور اسمٰعیلؑ شکار میں مصروف تھے۔ صرف آپکی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیمؑ نے عمارہ سے بھی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ تم کون ہو اسمٰعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترشروئی سے جواب دیا کہ ابراہیمؑ انکی کج خلقی سے پریشان ہوگئے اور روانگی کے وقت کہہ گئے۔ اسمٰعیلؑ آئیں تو کہدینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کردو۔ ابراہیمؑ کے چلے جانیکے بعد جسوقت اسمٰعیلؑ شکارگاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے کل واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اس پیر مرد نے کہا ہے کہ تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو۔ اسمٰعیلؑ نے عمارہ سے کہا وہ میرے باپ تھے وہ مجھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو طلاق دیدوں اسوجہ سے اب میں تمسے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ عمارہ کے طلاق کے بعد اسمٰعیلؑ نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسری بار سارہ سے اجازت لیکر اسمٰعیلؑ کے دیکھنے کو آئے اسمٰعیلؑ اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کرکے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا بطیب خاطر پیش کیا اور معذرت کی یہاں گیہوں وغیرہ نہیں پیدا ہوتے ہملوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گذران کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور دعائے برکت کی۔ سیدہ نے بہت چاہا کہ چند روز رکیں لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہ کی ٹھہرنے کی تو اجازت ہی نہ تھی خواہ مخواہ سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اب اسکو کبھی تبدیل نہ کرنا۔ اسمٰعیلؑ جسوقت شکار کھیلکر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیمؑ کا نام بتلایا اور کل ماجرا لفظ بلفظ کہہ سنایا۔ اسمٰعیلؑ نے سنکر فرمایا کہ وہ میرے باپ تھے مجھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو کبھی جدا نہ کروں۔

سرزمین عرب میں مکہ کی آبادی آپکی خصوصیات میں سے ہے اور آپکے واقعات میں سے قربانی کا واقعہ عجیب درد انگیز ہے آپ سن شعور کے قریب تھے یا بقول بعض ابھی دس سال کی عمر تھی بہرحال جب آپ سمجھدار اور چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنیکا حکم ہوا اور حضرت ابراہیمؑ کو پورے طور سے یقین ہوگیا کہ یہ حکم الٰہی ہے وسوسۂ شیطانی نہیں تو آپنے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ رسی اور چھری لیکر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں اسمٰعیلؑ یہ سنتے ہی رسی اور چھری لیکر ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح انمیں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہیئے اور اس خیال سے پہلے اسمٰعیلؑ کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متمثل ہو کر آیا اور کہنے لگا۔ تم جانتے ہو کہ تمکو تمہارا باپ کہاں اور کسلیئے لئے جا رہا ہے اسمٰعیلؑ نے فرمایا ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کے لئے ہمکو لئے جا رہے ہیں شیطان افسوس و حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھکر بولا۔ واللہ تم بھی کسقدر بھولے ہو اے صاحبزادے تمکو ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا وہ مجھکو کیوں ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مجھپر انسے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا شیطان نے کہا ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کمال بے اعتنائی سے فرمایا اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھکو بسر و چشم منظور ہے

شیطان یہ سنکر خاموش ہو گیا پھر اسکو اسمٰعیل سے بات کرنیکی جرأت نہ ہوئی۔ بعد ازاں ابراہیم کے پاس آ کر کہنے لگا کیوں بڑے صاحب آپ کس خیال میں ہیں بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنیکو کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان لو۔ ابراہیم نے فرمایا ملعون تو مجھکو بہکانے آیا ہے چل دور ہو۔ یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا شیطان لعین یہ باتیں سنکر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور

نابتؒ

واقعہ قربانی

ابراہیم نے کچھ دور آگے چلکر اسمٰعیل سے کہا یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھکو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں سو بتا تمہاری کیا رائے ہے) اسمٰعیل بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونیوالے تھے بے تامل بول اٹھے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (اے باپ جسپر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابر پاؤگے) دونوں باپ بیٹے یہی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جسوقت منا میں اس مقام پر جہاں اب قربانیاں کیجاتی ہیں پہونچے اور ابراہیم چھری لیکر ذبح کرنے پر مستعد ہوئے تو اسمٰعیل نے گزارش کیا مناسب یہ ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا ہو کہ آپکی نظر ذبح کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپکو محبت آجاوے۔ اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا ہو ابراہیم یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نِعْمَ الْعَوْنُ اَنْتَ یَا بُنَیَّ عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ (اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے خدا کی تعمیل ارشاد میں) پھر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسمٰعیل نے عرض کیا تھا جسوقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کے حکم بجالانے پر مستعد ہوئے اور ابراہیم نے اسمٰعیل کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا اسیوقت بحکم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری سے ندا آئی کہ تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اسکی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیح (دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اسکو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے بروایت عبد اللہ بن عباس رضی یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے جنت میں چر رہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال یہی سنت ابراہیمی قربانی کی اصل وجہ ہے

بناء کعبہ

اسی طرح جب حضرت ابراہیم کو خانہ کعبہ بنانیکا حکم ہوا اور آپ شام سے جبرئیل کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئے تو اسمٰعیل اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تیاری بیت اللہ میں مصروف ہوئے ابراہیم چنائی کا کام کرتے تھے اور اسمٰعیل گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بیشک تو سمیع و علیم ہے) جسوقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیم چنائی سے مجبور ہوگئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جسکو اب مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ تیاری کے قریب تھا کہ ابراہیم نے اسمٰعیل سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر رکھدوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض کہتے ہیں کہ جبرئیل نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسمٰعیل اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیم نے اسکو اٹھا کر مقام رکن پر رکھدیا یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کیوقت بوسہ لیا جاتا ہے بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیم حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور بآواز بلند فرمایا یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَنٰی لَکُمْ بَیْتًا وَدَعَاکُمْ اِلٰی حَجِّہٖ فَاَجِیْبُوْہُ (اے لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے اور تمکو اسکے حج و زیارت کو بلایا ہے پس تم لوگ آؤ) اسکے بعد یہ دونوں بزرگ معہ ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے مقام منا و عرفات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیم شام کی طرف چلے گئے خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو ہر سال تا حیات آتے رہے۔ گو کہ اصل بنا کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن اس مقدس بیت اللہ

کی متعدد اوقات میں تعمیر ہوئی ہے چنانچہ علامہ ازرقی فاضل بن اسحٰق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کو نو گز بلند بنایا تھا جانب مشرق دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اسکا طول بتیس ۳۲ گز کا تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جسکو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس ۲۲ گز کا تھا جانب پشت اسکا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک

حمل

بائیس گز تھا دروازہ اسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اسمیں رکھے جائیں اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانۂ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کیئے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آ جائیگی۔ دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کیوقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ کے جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور یہ اب نہیں ہیں اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبداللہ بن زبیرؓ کے بنائے ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔
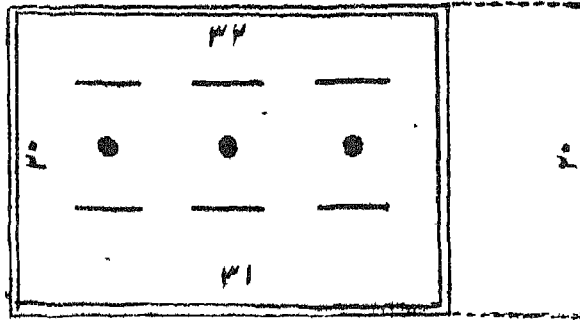
اسمٰعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانۂ خدا کے متولی ہوئے انکے زمانے میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جسپر ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانۂ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانۂ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ عمالقہ اولیٰ نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے انکی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اسوقت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدا تک نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھدیا ہے کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانۂ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر انکے بعد قصی بن کلاب نے کعبہ بنایا غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر جیسا کہ قیاس کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرتؐ ہوئی ہے کیونکہ قصی آنحضرتؐ کی چھٹی پشت میں ہوتے ہیں اور ستون کو قائم کرکے کعبہ کو مسقف (چھت دار) بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت آنحضرتؐ پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دو چند مرتفع کیا اور چھ درع ایک بالشت کی کرسی بھی دیدی اور اسپر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ درع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اسطرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ نے اسکی تعمیر ویسی ہی کی جیسی ابراہیمؑ نے کی تھی لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھا دی یعنی ستائیس ۲۷ درعہ کر دی اور ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے۔ پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں حضرت اسمٰعیلؑ چونکہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اسواسطے بنی جرہم جنمیں آپنے پرورش پائی تھی اور عمالقہ جو اطراف مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور

نمبر ۱

نقشہ مکۂ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً

مقیاس ۱۰۰ فٹ = ۱ انچہ

منارہ

منارہ

باب السلام

منارہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

محمد معین الدین – انجنیر – کسرول – مراد آباد (یو۔پی)
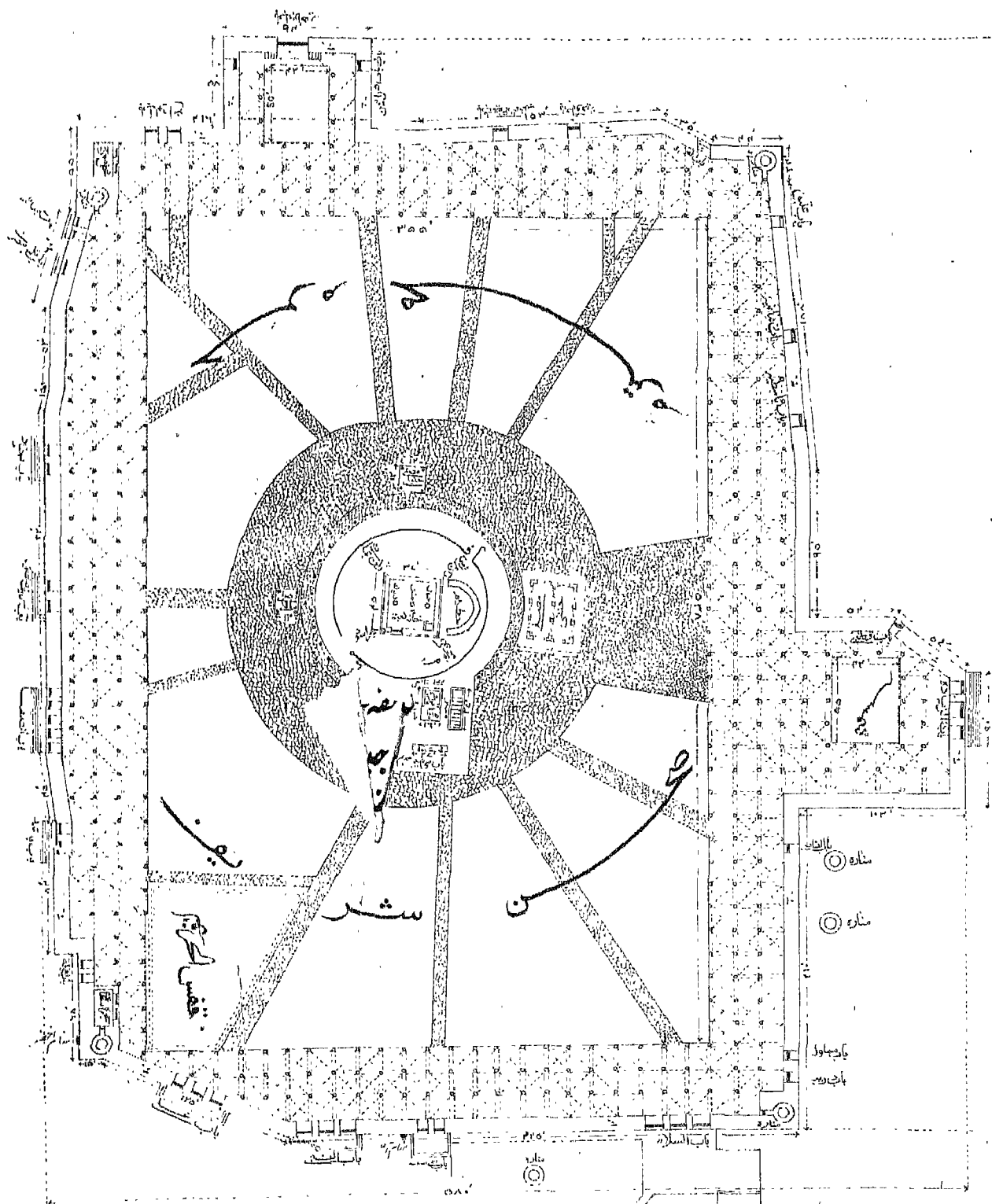
نمبر ۲
نقشہ حرم محترم واقعہ مکہ معظمہ زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً
مقیاس ۵۰ فٹ = ۱ انچ
منارہ باب السلام
منارۂ قاضی
منارۂ باب علی
خانہ کعبہ
محمد معین الدین ، کسرول ، مرادآباد (یو۔پی)

اہل یمن باری تعالیٰ نے ان اقوام کی طرف آپکو مبعوث کیا انمیں سے کچھ لوگ آپ پر ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد کے راستے پر رہے۔ ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی عمر ۱۳۰ برس کی ہوئی اور اپنی والدہ ماجدہ کے پاس میزاب رحمت اور حجر اسود کے درمیان دفن کئے گئے (چنانچہ نشان مزار مکہ مکرمہ میں مذکورہ مقام پر ابتک موجود ہے) توریت میں انکی

وفات اسمٰعیل
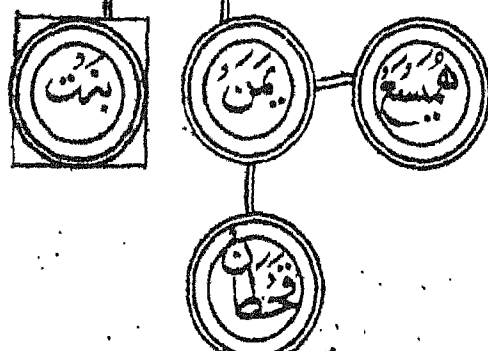
قیذار حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں اکثر امور میں ممتاز زمانہ تھے۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کے خاندان سے سو عورتوں سے انہوں نے نکاح کیا مگر اولاد کسی سے نہوئی اسوجہہ سے نہایت رنجیدہ رہتے تھے ایک روز اس مقام پر آئے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا واقعہ ہوا تھا اور سات سو گوسفند قربانی کی اور دعا مانگی کہ الٰہی میری قربانی قبول فرما چنانچہ حسب دستور اس زمانہ کے آسمان سے آگ آئی اور سب قربانی کو لیگئی۔ الہام ہوا کہ تمہاری قربانی مقبول ہے اس خوشی میں ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے کہ خواب میں انسے کسی نے کہا کہ نور محمدی سوائے عورات عرب کے اور کسی عورت سے ظاہر نہوگا غاضرہ جرہمیہ سے نکاح کرو تو یہ منشاء حاصل ہوسکتا ہے جب یہ بیدار ہوئے تو بنی جرہم میں فوراً پیام بھیجکر غاضرہ سے نکاح کیا اور ان سے حمل رہا یہ اشارۂ غیبی سے کنعان کیطرف روانہ ہوئے اور اپنی بی بی سے وصیت کی کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو تو حجر اسمٰعیلؑ کے پاس جانا۔ خداوند عالم فرزند عنایت کریگا اسکا نام حمل رکھنا جب آپ کنعان میں حضرت یعقوبؑ کے پاس پہونچے تو آپنے بشارت دی کہ کل غاضرہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے مجھکو الہام ہوا اور ملائکہ اسکی زیارت کو جاتے ہوئے معلوم ہوئے قیذار اس خوشخبری کو سنکر دوسرے ہی روز وہاں سے واپس مکہ مکرمہ گئے تو حمل کو دیکھکر خوش ہوئے جب حمل سن شعور کو پہونچے تو قیذار نے انکو جبل ابو قبیس پر لیجاکر وصیت کی کہ نور محمدی کی ارحام طاہرہ میں حفاظت کرنا اسکے بعد حمل کو جبل ثبیر پر لیگئے یہاں پہنچ گئے تھے ایک شخص ظاہر ہوا اور قیذار سے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے مجھکو کچھ باتیں کرنی ہیں اور آپکے کان میں کچھ کہا اسطرح آپکی قبض روح ہوئی حمل نے اس شخص سے کہا کہ میرے باپ کے ساتھ کیا کیا اور غضبناک ہوئے اس شخص غیبی نے جواب دیا کہ اپنے باپ کو اچھی طرح دیکھو زندہ ہے یا مردہ حمل نے دیکھا تو اسکا انتقال ہوچکا تھا پھر یہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے۔

(ناسخ)
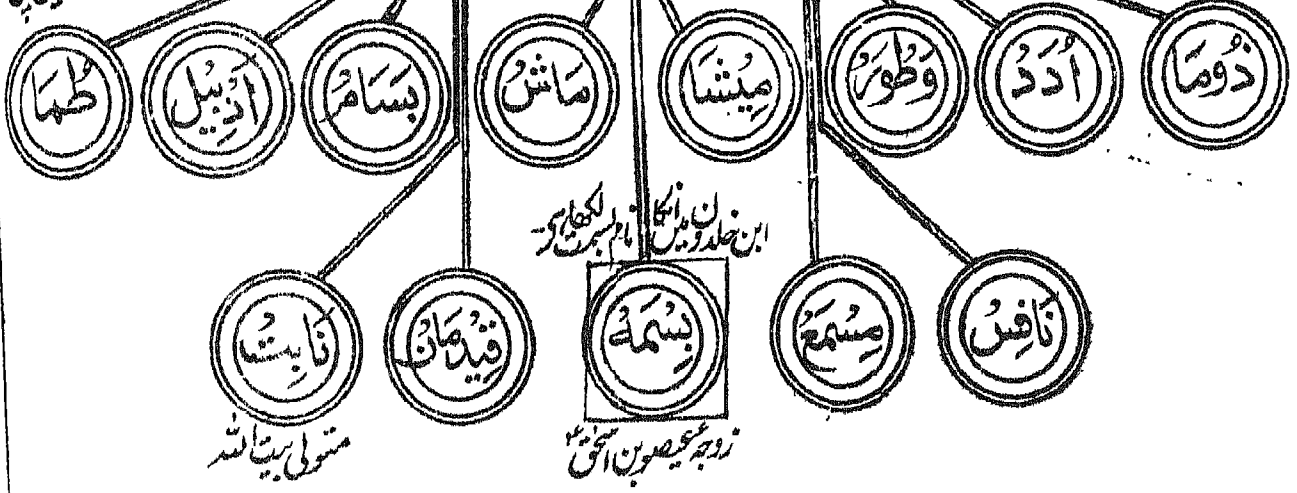
اولاد اکثر اقوال سے بارہ نابت سے اسمٰعیل سے زیادہ میں مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
(ناسخ التواریخ و ابن خلدون)

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آپکی ولادت سنہ ۳۳۲۳ ہبوط آدم علیہ السلام یکم ذالحجہ
کوہستان بابل قریہ کوثہ میں ہوئی۔ آپکی جائے ولادت کے بارہ میں مورخین کا اختلاف ہے۔ طبری کا قول ہے
کہ بعض کہتے ہیں ابراہیم اطراف کوسہ (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہی قول ابن اسحق کا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام
کیسان
فروخ
امیم
حیاق
مدین
زمران
لوطان
نافس
بسبق
یقشان
مدین
بسر
شوخ
مدان
سبا
ذان
شور
لطوسیم
طوسم
حضر
حنوخ
افیداع
عنقا
الزاعا
لو
الھم
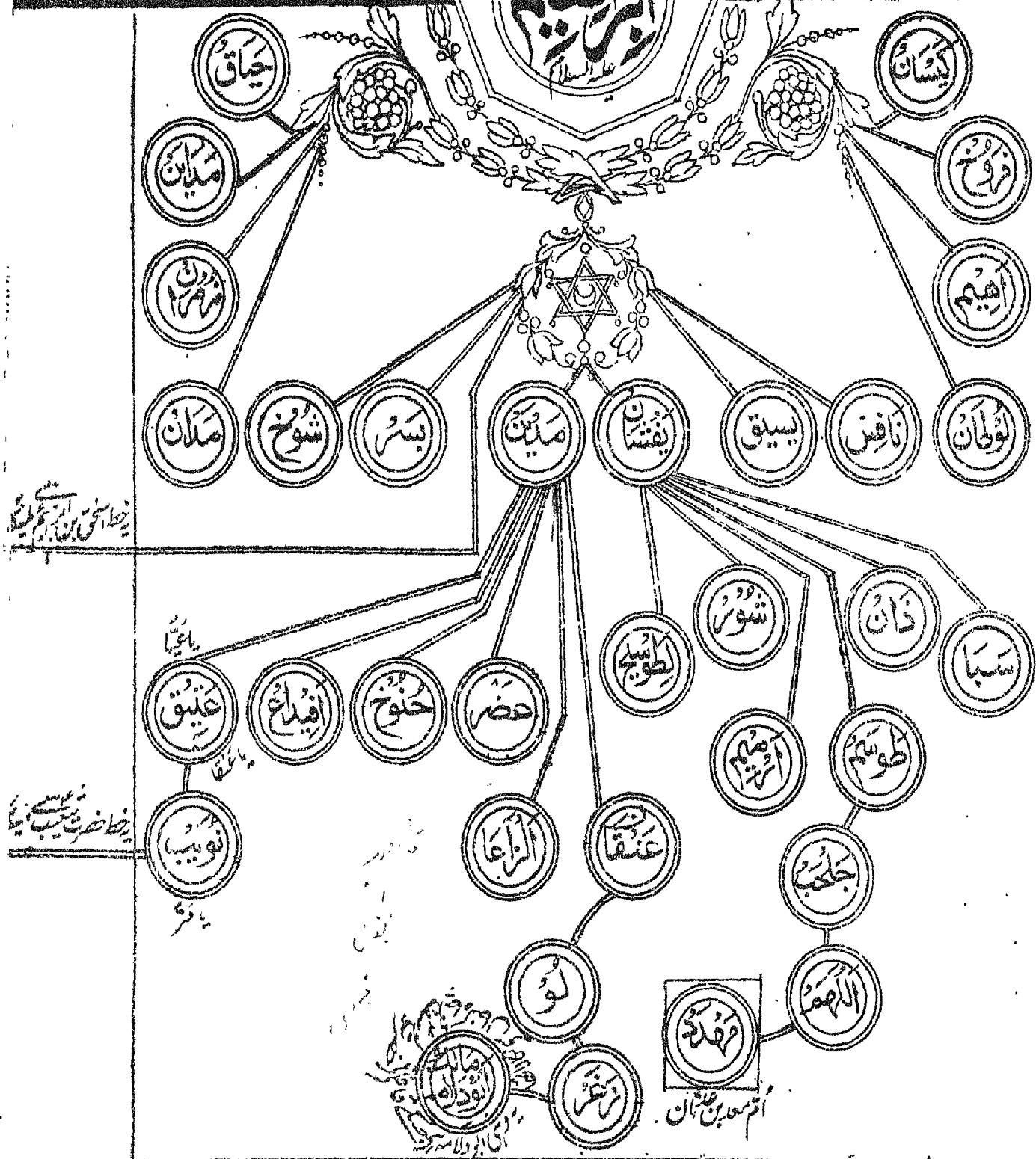
کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے لیکن زمانہ ولادت کے بارہ میں عامۂ سلف اسکے قائل ہیں کہ ابراہیمؑ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور کاہنوں نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونیوالا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ ڈالیگا نمرود نے یہ سنکر لڑکوں کے قتل کرنیکا اُس زمانے میں عام طور پر حکم دیدیا تھا آپکی والدہ کو اسوجہ سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی

بالآخر جب آپکی ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو آپکی والدہ نے ایک غار میں جاکر پوشیدہ طور سے وضع حمل کیا اور اُسی غار میں پرورش پاتے رہے اور آپکی والدہ روزانہ وہاں جاکر دودھ پلایا کرتی تھیں اور آپکی ولادت کا حال آزر یا تارخ آپکے باپ سے پوشیدہ تھا اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ آزر کو آپکی ولادت کا حال معلوم تھا لیکن نمرود کے خوف سے پوشیدہ رکھا حضرت ابراہیمؑ ایک دن میں اسقدر بڑھتے تھے جسقدر اور لڑکے ایک مہینے میں نشوونما پاتے ہیں۔ تھوڑے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہونچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کیوقت گڑھے سے نکلکر ویرانے سے مکان کو روانہ ہوئے راستے میں جو جانور ملتا تھا اُسکو آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے ابراہیمؑ یہ سنکر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنیوالا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپنے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک ستارہ نظر آیا آپ بیساختہ کہہ اُٹھے هٰذَا رَبِّيْ (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو آپ فرمانے لگے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ (میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اُسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اُٹھے هٰذَا رَبِّيْ جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ (یعنی اگر مجھکو میرا رب ہدایت نکریگا تو بیشک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاؤنگا) غرضکہ یہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں ہوئی تھی گزر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھکر هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہو گیا تو آپکے ذہن مبارک میں یہ

ذکر ابراہیمؑ

خیال گزرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہوگا علاوہ ازیں یہ سب چیزیں ظاہر و غایب رہتی ہیں تو ضروری ہے کہ انکا ظاہر اور غایب کرنیوالا کوئی اور ہوگا اور وہی قابل پرستش و لایق خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (اے قوم میں بری ہوں اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو) اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اُسکی طرف رخ کیا جسنے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہوکر اور میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اُسکے ساتھ شریک کرتے ہیں ابراہیمؑ کا ستارہ ماہتاب و آفتاب دیکھکر بار بار هٰذَا رَبِّيْ کہنا اور پھر اس سے گریز کرنا اسوجہ سے نتھا کہ آپ اپنے خالق بیچون کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعوی کی شہادت کلام پاک کی یہ آیۂ کریمہ ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (اور بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوئے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا اہل ہے) ہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب آپکو علم و فہم پہلے سے دیدیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب دیکھکر بار بار هٰذَا رَبِّيْ کہہ اُٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیۂ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہہ پیدا نہیں ہوسکتا وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (اور اسیطرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت آسمانوں اور زمین کی

کی تاکہ اسکو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے)۔ ابراہیمؑ نے مدتوں اسے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بنا کر آپ کو فروخت کرنیکے لئے دیتا تھا آپ تا مل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لیجاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ يَّشْتَرِيْ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَلَا يَنْفَعُهٗ (کون شخص ایسی چیز کو خریدیگا جو کہ نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے اور انکے پاس نہ

جاتے تھے اور نہ ان بتوں کو خرید کرتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کے پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبِيْ اِشْرَبِيْ (پی لے پی لے) کہتے تھے رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہو گئیں کچھ زمانہ تو اسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو انکے بچپن اور لہو لعب پر محمول کرتے رہے لیکن جب خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اسکے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر مجلسوں میں انکے خلاف مشورہ کرنے لگے سب سے پہلے جسکو خدا کے سچے دین پر بلایا وہ آپکا باپ آزر تھا لیکن اسکی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اس نے آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان الزامات وجوابات کو جو ابراہیمؑ اور انکی قوم میں ہوئے تھے سترھویں پارہ سورۂ انبیاء میں اسطرح بیان فرمایا ہے اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (جسوقت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (ان لوگوں سے ابراہیمؑ کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا تو کھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسیوجہ سے ہم بھی تقلیداً انکو پوجتے ہیں) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ابراہیمؑ یہ انکا لا طائل جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو

دعوائے اسلام

یہ خط حضرت اسحاقؑ سے ملیگا

تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (ان بت پرستوں کو ابراہیمؑ کے اس کہنے سے کہ تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقیہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو ان لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لیکر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ابراہیمؑ چونکہ تعلیم وہدایت کے لئے آئے تھے اسوجہ سے ان لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً نہیں کہا اسطرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں بلکہ تمہارا رب وہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے

یہ خط حضرت شعیبؑ سے ملیگا

اور میں اسی بات کا قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہر او لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہیئے تاکہ اسکے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادھر ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بیکسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہیئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آئیں چنانچہ جب ان لوگوں کے عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیمؑ تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تمکو اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو اِنِّيْ سَقِيْمٌ (میں بیمار ہوں) کہکر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس سے نا امید ہو کر جا رہے تھے جناب ممدوح نے دبی زبان سے فرمایا وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

مُدبِرِینَ (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرونگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے انمیں سے سن لیا تھا ابراہیمؑ ان لوگوں کے چلے جانیکے بعد بتخانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بت ایک مکلف تخت پر رکھا ہوا تھا اور اُسکے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بُت مناسب طریقے سے رکھے ہوئے تھے اور سبھوں کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چُنے ہوے تھے پہلے تو آپنے اُن بتوں

سے تعریضاً فرمایا اَلَا تَاْکُلُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اسکا جواب کچھہ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپنے کہا مَا لَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (تمکو کیا ہوگیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اسکا بھی کچھہ جواب نہ ملا تو آپ اُن بتوں کے توڑنے میں مصروف ہوگئے جیسا کہ آیہ کریمہ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ (پھر متوجہ ہوا تبر مارتے دہنے ہاتھ سے یا بقوت تمام) سے مفہوم ہوتا ہے اُس بتخانہ میں جسقدر بت تھے سب کو توڑ ڈالا سوائے اُس ایک بت کے کہ جسکے کندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھکر چلے آئے تھے جسوقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھکر چلا اُٹھے مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (کسنے یہ کام ہمارے خداؤں یعنی بتوں کے ساتھہ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے اُن میں سے کہا کہ کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسکو لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں اُنکی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اُسی کا ہو لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا اُسنے ابراہیمؑ کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعتاً گرفتار کرلینا معیوب سمجھکر کہا اچھا اُنکو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھہ آدمی شہادت دے سکیں یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور اُنکو نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نمرود نے دریافت کیا اَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ (اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھہ یہ کام کیا ہے) ابراہیمؑ نے اسکے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ ایہاماً فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ (بلکہ کیا ہے یہ کام اُنکے اس بڑے نے سو اُنسے پوچھہ لو اگر وہ بولتے ہوں) ابراہیمؑ کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسیقدر نمایاں ہوگئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بیشک

تم ہی بے انصاف والوں میں ہو) پھر بعد چند لمحہ کے چونکہ شیطان نے اُنکی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈالدیئے تھے ابراہیمؑ سے مخاطب ہوکر کہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ (بیشک تجھکو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسیوجہہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیمؑ سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کسکا کام تھا ابراہیمؑ اُن لوگوں کی اس جہالت آمیز تقریر کو سنکر بولے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو تمکو نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان تف ہے تمپر اور اُسپر جسکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو) پھر نمرود ابراہیمؑ سے مخاطب

ہوکر بولا کیا تم نے اپنے اُس رب کو دیکھا ہے جسکی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جسکی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟ ابراہیمؑ نے فرمایا رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ (میرا رب وہ ہے جو کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) نمرود بولا یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ ابراہیمؑ یہ سنکر خاموش ہوگئے اور نمرود نے اُن دو شخصوں کو جو واجب القتل ہو چکے تھے اُن دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کرکے ابراہیمؑ سے متوجہ ہوکر کہا ابراہیمؑ تمنے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنیوالا ہوں تمہارے رب میں مجھہ سے زائد کوئی صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھہ میں نہو ابراہیمؑ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

(بیشک اللہ تعالےٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے پس تو مغرب سے نکال اسکو) نمرود اس سوال کا جواب کچھ نہ بن آیا اپنا سا منہہ لیکر خاموش ہوگیا اور ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے اٹھکر چلے آئے تب ان لوگوں میں مشورہ ہونے لگا بعضوں نے قتل کرنیکو کہا اور کسی نے شہر بدر کرنیکی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلا دیئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور لکڑی جمع کئے جانیکا حکم عام صادر

کیا۔ ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نہ تھا جسنے کم و بیش اس حکم کی تعمیل نہ کی ہو اسوجہ سے نہایت قلیل مدت میں انتہا لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ مشتعل کی گئی جسوقت ابراہیمؑ منجنیق میں رکھکر اس آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے اسوقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن و انس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا اگر ابراہیمؑ آج جلا دیئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہیگا تو اگر ہمکو اجازت دے تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں۔ جناب باری سے حکم ہوا اِنِ اسْتَغَاثَ بِشَیْءٍ مِنْکُمْ فَلْتَنْصُرُوْہُ وَاِنْ لَّمْ یَدْعُ غَیْرِیْ فَاَنَا لَہٗ (اگر وہ تم میں کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اسکی مدد کرو اور اگر اسنے میرے سوا کسی کو نہ بلایا تو ہم اسکی مدد کو موجود ہیں) اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اَلَکَ حَاجَۃٌ (کیا تمکو کچھ ضرورت ہے) لیکن ابراہیمؑ نے صاف یہی جواب دیا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا (ہاں ہے مگر تجھ سے نہیں) یہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور انکی شان کے موافق تھا کائنات سوائے جن و انس کے یہ تماشا حسرت و افسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جسوقت ابراہیمؑ انبار آتش کے قریب پہونچے آسمان کی طرف سر اٹھاکر جناب حدیت میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاءِ وَاَنْتَ الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (اے خدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھکو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے) ہنوز آگ کے شعلوں کا آپکے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہونچنے پایا تھا کہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیمؑ کے لئے) کے خطاب نے

یہ خط حضرت
اسحٰق علیہ السلام کا

اس نار کو گلزار بنا دیا۔ جل جلالہ کی کیا شان ہے۔ مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہ سَلَامًا کا لفظ بَرْدًا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیمؑ کو شدت برد (سردی) سے روحی صدمہ پہونچتا اور وہی باعث جدائی روح و تن ہوتا اور اسیطرح اگر حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا۔ واللہ اعلم۔ نمرود کے دماغ میں یہ خیال یقینی صورت میں مرتسم رہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام تمام کر دیا ہوگا لیکن ایک روز اتفاقاً اسنے نظر اٹھاکر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھکر متعجب ہوا اور اسنے اسیوقت اپنی قوم کو طلب کرکے کہا مجھکو شبہ سا پیدا ہوگیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیمؑ کو دیکھ سکوں۔ نمرود کے زبان سے یہ فقرہ پورا ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان کے بنانے میں مصروف ہوگئے

یہ خط حضرت
شعیب علیہ السلام کا

زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ مکان بنکر تیار ہوگیا اور نمرود اس مکان پر سے چڑھکر آگ کی طرف دیکھنے لگا اسکو اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اسوجہ سے ہوا کہ اس نے ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر نہو سکا تو چلا کر کہنے لگا اے ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے اسکی قدرت عزت اسدرجہ بڑھ گئی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں اسکو جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہوگئی ہے کیا تجھکو اسقدر استطاعت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے" ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھکو یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اسکی قوت سے مدد میں باہر نکل سکتا ہوں۔ ابراہیمؑ یہ کہکر اٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے۔ نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ تمہارے پاس تمہارے

ہی مشکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپنے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا اللہ جل شانہ نے اسکو میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھکو نہ پہونچے۔ اس واقعہ کے بعد نمرود نے آپکو کسی قسم کی ایذا نہیں پہونچائی پھر اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ہجرت کا حکم دیا آپ مع اہل و عیال ارض کلدانیین سے ہجرت کرکے حران میں چلے آئے اسی اثنا میں آپکے والد آزر کا دوسو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا پھر آپنے بحکم الٰہی کنعان کی

طرف ہجرت کی جہاں آپکی نسلی ترقی اللہ تعالےٰ کے وعدے کے موافق ہوئی جب یہاں قحط پڑا تو آپ مصر چلے گئے لیکن یہاں سے بھی کچھ عرصہ بعد فرعون کی وجہہ سے آپ واپس کنعان تشریف لے آئے اور مقام حبرون میں جسکو اب مقام خلیل کہتے ہیں قیام کیا۔
آپ پر بیس ۲۰ صحیفے نازل ہوئے تھے۔ رسم مہمانداری ننانوے ۹۹ برس کی عمر میں ختنہ کرانا۔ پانی سے استنجا مسواک۔ ناک میں پانی ڈالنا مصافحہ معانقہ بالہام ربانی سب سے پہلے پاجامہ پہننا۔ بخیال حفظ ایمان اپنے وطن کو چھوڑکر ہجرت کرنا ان سب امور کی ابتدا آپ کی خصوصیات سے ہے۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپکی عمر دوسو برس کی لکھی ہے۔ آپکے انتقال کا واقعہ کامل ابن اثیر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ آپنے خدا تعالےٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح قبض نہ کیجائے اسوجہہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کیجائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسافر القری شخص کی صورت میں ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ جناب ممدوح اسوقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب ممدوح نے اس بوڑھے ملک الموت کو بھی دسترخوان پر بٹھلالیا ضعف ناتوانی نے اس بوڑھے کو اسقدر مجبور کردیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھاکر منہہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہونچ جاتا تھا پھر ناک سے پھر کان میں داخل ہوتا تھا اسکے بعد بہزار خرابی منہہ تک پہونچتا تھا ابراہیمؑ یہ ماجرا دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور اسکا سبب دریافت کیا اس بوڑھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے اسکی عمر دریافت کی اس بڈھے نے اپنے کو ابراہیمؑ سے دو برس بڑا بتلایا ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر میری اور اسکی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہوا ہے غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی۔ تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد دعا کی اَللّٰھُمَّ اقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ (اے خدا تو مجکو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڈھا (ملک الموت) اٹھا اور اسنے روح قبض کی

اور بقول ناسخ التواریخ اسوقت آپکی عمر ایکسو پچھتر برس کی تھی۔ اور ایکسو بیس برس سرزمین شام مقام خلیل میں آپکا مزار ہے۔

حضرت شعیب اول علیہ السلام آپکی ولادت آدم علیہ السلام سے ۳۲۴۲ سال بعد ہے مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے جو بطن قطورا سے ہیں انکی اولاد میں قطورا سے حضرت ابراہیمؑ نے بعد انتقال سارہؓ نکاح کیا تھا آپکا لقب خطیب الانبیاء ہے۔ انکی والدہ میکا لوط علیہ السلام سے تھیں اور جیسا کہ کلام باری سے ظاہر ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور بھیجا ہمنے مدین کی طرف شعیبؑ کو انکی قوم جسکی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے وہ سب اولاد محض کی تھی اور قوم اصحاب الرس قوم ہود شعیب مبعوث ہوئے تھے وہ بن جندل بن یعصب بن مدین بن ابراہیمؑ خود بھی انہیں کی اولاد سے حضور کی طرح انکے علاوہ دوسرے شعیبؑ ہیں جنکا تذکرہ آئندہ ہوگا۔ حضرت شعیبؑ کے زمانے میں بڑے ملوک اور فرمانروا۔ ابی جاد ہوز حطی کلمن سعفص قریشت تھے۔ ابی جاد کی مکہ اور اراضی حجاز میں حکومت تھی اور ہوز حطی طائف سے نجد تک متصرف تھے اور باقی ایک۔ مدین میں حکمراں تھے

حضرت شعیب اول علیہ السلام

لوط علیہ السلام
مدین
رعویل
قوبائی
انکے بھائی

لیکن ان سب میں کلمن والئے ملک اور سب کا حاکم تھا۔ اصحاب ایکہ سے بھی یہی لوگ مراد ہیں اور مقام مدین چونکہ مدین بن ابراہیمؑ کا آباد کیا ہوا ہے اسواسطے اُسی کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ قوم کفر و طغیان میں مبتلا ہوگئی۔ خیانت اور ناپ تول میں کمی انکا شیوہ ہوگیا تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا **یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَاءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ** (اے قوم پورا کرو تول میزان اور پیمانوں کو انصاف سے

اور لوگوں کے مال دھوکے سے کم قیمت پر مت لو اور زمین پر فساد مت کرو۔ حضرت شعیبؑ نے احکامات الٰہی سے آگاہ کیا اور اُسکے عذاب سے ڈرایا مگر قوم بجائے اصلاح پانیکے اور سرکش ہوگئی بلکہ بلاد شام و دیگر ممالک سے جو لوگ آپکے پاس آتے انکو اسلام لانے سے منع کرتی اور راستوں میں بیٹھکر اُنکی مزاحم ہوتی جو اجنبی یہاں پہنچ جاتا وہ آپکی خدمت میں پہنچکر مشرف باسلام ہوتا۔ غرضکہ آپکو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کردیں اور پادشاہ کلمن ان مفسدوں کی امداد و اعانت کرتا تھا۔ آپکے سمجھانے سے جب کچھ اثر نہوا تو آپکی دعائے بد سے ۲۱۹۱ ہبوط میں غضب خداوندی ایک ابر کے ٹکڑے کی شکل میں نمودار ہوکر ان پر مسلط ہوگیا اور اُس میں سے آگ برسنے لگی اور یہ ہلاک کردیے گئے۔ آپکو حکم خداوندی ہوا کہ مدین میں مع اپنے جماعت اسلامی چلے جاویں حضرت موسیٰؑ کے آنے تک مقیم رہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے یہاں پہنچنے کے بعد سات برس چار مہینہ آپ اور زندہ رہے آپ نابینا تھے سوائے آپکے اور کسی شخص نابینا کو نبوت نہیں دی گئی ۲۴۸۳ ہبوط آدم مقام مدین میں بعمر ۲۲۰ سال انتقال ہوا اور آپکا جنازہ مکہ معظمہ لایا گیا درمیان رکن و مقام دفن کئے گئے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

حضرت اسحٰق علیہ السلام آپ حدودِ فلسطین میں حضرت اسمٰعیلؑ سے پانچ سال بعد قریہ حیبرون ملک شام میں پیدا ہوئے جس وقت ملائکہ قوم لوط کی تخریب سدوم و غمورہ کی بربادی کیلئے جا رہے تھے تو درمیان میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاں ملائکہ مقیم ہوئے حضرت خلیل اللہ نے حسب عادت انکی خاطر تواضع کی اور جس وقت کھانا پیش کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا ہم بغیر قیمت دئیے کسی کا کھانا نہیں کھاتے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بسم اللہ کہکر شروع کرو اور بعد کھانے کے الحمد للہ کہو یہی اسکی قیمت ہو جاویگی ہر چند آپنے اصرار و مبالغہ کیا لیکن ملائکہ نے نہیں کھایا آپکو انکے اس فعل سے دہشت ہوئی کیونکہ اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی مہمان کھانا نہیں کھاتا تھا اُسکی جانب سے نقصان کا اندیشہ ہوکر پریشانی ہوتی تھی۔ ملائکہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خوف زدہ دیکھکر راز سربستہ کھولدیا کہ ہم ملائکہ ہیں بحکم باری تعالیٰ قوم لوط کی تباہی کیلئے مامور کئے گئے ہیں تمکو ہم بشارت دیتے ہیں سارہؓ سے تمہارے لڑکا پیدا ہوگا **فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَاءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ** (پس بشارت دی ہم نے سارہؓ کو اسحٰقؑ اور انکے بعد یعقوبؑ کی) حضرت سارہؓ فرشتوں کی یہ باتیں سنکر متعجب ہوئیں اور ہنسکر فرمانے لگیں **یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ** (کیا میرے اس بڑھاپے میں پیدا ہوگا باوجودیکہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تحقیق یہ ایک عجیب بات ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اُسوقت موافق روایات توریت کے ۹۹ سال کی تھی۔ ملائکہ نے فرمایا کہ **اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ** (کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے) پھر ملائکہ روانہ ہوگئے اور سات روز کے بعد حضرت سارہؓ کو حمل رہا بعد انقضائے ایام حمل ۲۴۲۳ ہبوط میں آپکی ولادت ہوئی ساتویں روز حضرت خلیل اللہ نے ختنہ کرائی جس روز آپکا دودھ چھوٹا آپنے سب کو ضیافت عظیم دی اور بعد بلوغ اپنے خاندان کی ایک لڑکی ربقہ بنت بتوئیل بن ناحور سے آپکی شادی

کردی بعدازاں حسب ارشاد حضرت ابراہیمؑ اہالیٔ کنعان کی طرف آپ چلے گئے چالیس سال دعوت اسلام کی آخر میں آپ نابینا ہوگئے تھے۔ سنہ ہبوط میں بعمر ایک سو اسی سال آپکا انتقال ہوا حضرت یعقوبؑ نے قدس خلیل میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام ولادت آپکی سنہ ۳۶۴۲ ہبوط مقام جابیہ (درمیان رملہ و دمشق) میں ہوئی جب سن رشد کو پہنچے تو خلعت

نبوت سے ممتاز ہوئے۔ رحمہ بنت افرائیم بن یوسفؑ سے آپکا نکاح ہوا اُنسے سات لڑکے اور تین لڑکیاں آپکے پیدا ہوئیں آپکے مویشی و اموال کثرت سے تھے یہانتک کہ صرف جابیہ تمام ان سے بھری رہتی تھی مال و دولت کے ساتھ مزاج میں نہایت فیاضی تھی جسقدر ترقی ہوتی شکر

خداوند تعالے بجالاتے اور وقت تکلیف و امتحان صبر کرتے ارشاد خداوندی اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ کے پورے مصداق تھے (ہمنے پایا اسکو صابر بہت اچھا بندہ ہے اسلئے کہ وہ ہماری طرف رجوع کرنیوالا ہے) مقام جابیہ میں ۷۰ سال دعوت اسلام کرتے رہے لیکن قوم کی بدنصیبی سے تین آدمیوں سے زیادہ کوئی ایمان نہ لایا اور وہ بھی آپ پر مصائب پیش آنے سے آپکی طرف سے بدگمان ہوکر گنہگار سمجھتے تھے۔ اور بدعقیدہ ہوجاتے ادھر شیطان لعین کو آپکے صابر و شاکر ہونے پر بہت ہی

حسد تھا سنہ ۲۷۱۵ ہبوط میں جناب باری میں اُسنے عرض کیا کہ حضرت ایوبؑ کو تونے اپنے فضل سے نعمتہائے فراواں عطا کی ہیں اسواسطے وہ تیرے شکر گذار ہیں اگر کوئی مصیبت اُنپر ڈالی جاوے تو ہرگز تیرا شکر نکریں۔ باری تعالےٰ سے خطاب ہوا کہ اے لعین شکر ایوبؑ خواہش نعمت یا خوف دوزخ سے نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا خالص بندہ ہے ہمیں معبود برحق جانتا ہے۔ جا تجھکو اُسکے دولت کے تلف اور ہلاکت اولاد پر قوت دی جسطرح چاہے کر کبھی اُسکو

پرواہ نہوگی۔ بحکم خداوند تعالےٰ ایسا ہی ہوا کہ امتحاناً تمام املاک و اولاد آپکی تلف ہوگئی مگر صبر و استقلال کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا بلکہ شکر بجا لاتے تھے اور کسی طرح کوئی لغزش و فتور واقع نہوا جب شیطان نے دیکھا کہ یہاں تو ہر مصیبت پر شکر ادا ہو رہا ہے تو بعد استدعاء بجناب باری آپکے جسم اطہر

پر مسلط ہوا سوائے اسکے کہ دونوں کان۔ آنکھیں۔ زبان و دل اُسکے اثر سے محفوظ رہا باقی تمام جسم زخموں سے گل کر کیڑوں کی خوراک ہوگیا اور سوائے آپکی بیوی رحمت کے کوئی آپکے پاس کھڑا ہونیوالا بھی نہ رہا بدبو کی وجہ سے شہر سے باہر کردئے گئے جب یہ زمانہ ابتلا کا ختم ہوا۔ تو بعد پھر وہی دولت و ثروت صحت و عافیت آپکو واپس عنایت ہوئی اور ان ہی رحمت سے اولاد بھی ہوئی اُن سبکے وہی نام رکھے گئے جو پہلی اولاد کے تھے۔ شریعت ابراہیمی پر آپ دعوت کرتے تھے ۷۳ سال کی عمر میں آپکا ابتلا ہوا سات برس امتحان کا زمانہ رہا بعد صحت ۱۴۶ برس اور زندہ رہے کل عمر شریف ۲۲۶ سال ہوئی۔ بلاد حوران میں آپکا مزار ہے۔

حضرت اسمعیل ثانی علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام آپکا نام یحزقیل ہے عبری زبان میں اسکے معنی قوی کردہ خدا کے ہیں اور ابن العجوز بھی آپکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ والدین کی کبرسنی میں پیدا ہوئے تھے بخت نصر بادشاہ جسوقت فتح بیت المقدس کے بعد بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیگیا تو قیدیوں میں آپ بھی تھے آل یہود نے آپکی خدمت میں گریہ وزاری کی کہ دیکھئے کب تک یہ مصیبت رہیگی اور کتنے عرصے ذلت و خواری میں گرفتار رہیں حضرت ذوالکفلؑ نے انکی تسکین کی اور فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ۷۰ سال سے زیادہ مصیبت نہیں رہنے کی اسکا میں ضامن ہوں اسوجہ سے آپکو ذوالکفل کہنے لگے جسکے معنی ضامن کے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے۔ آپ شریعت موسوی پر بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے تھے اور ان ہی میں آپکی زندگی بسر ہوئی سنہ ۳۸۳۰ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا ارض بابل میں قریب مشہد امام حسینؑ آپکا مزار ہے۔ اور آپکے صاحبزادے حضرت اسمعیل علیہ السلام سنہ ۳۸۶۰ میں زمانہ بخت نصر میں بوقت گرفتاری

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

بنی اسرائیل کچھ لوگ متفرق ہوگئے اور جسکو جسطرف موقعہ ملا چلا گیا از انجملہ آپ بھی روانہ ہوکر مکہ مکرمہ پہونچے اور اس نواح کے لوگ آپکے معتقد و منقاد ہوگئے صدق و صفا اور آپکے اوصاف حمیدہ کی دور دور تک شہرت ہوگئی ایک روز آپ اطراف مکہ مکرمہ میں تھے کہ دو چار آدمی طائف کے آپکو ملے اور اپنی کسی ضرورت سے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے واپس آنے تک یہاں تشریف رکھیں۔ اور خود طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور اس معاملہ

کا خیال نرہا آپ یکسال تک بحالہٖ اسی مقام پر بیٹھے رہے ہر چند اہل مکہ نے آپ سے اصرار کیا مگر اصلا پذیرا نہوا اور فرمایا کہ شاید میرے جانے کے بعد وہ لوگ آویں اور مجھ نہ ملا تو خلاف وعدہ ہوگا ناچار مکہ مکرمہ سے کچھ آدمی طائف گئے اور انکو تلاش کرکے لائے جب آپنے مکان کا ارادہ کیا تو اُن طائفی اشخاص نے کہ بوجہہ نسیان کے یہ ارتکاب عصیان کا ہوا تھا معافی چاہی صفت صدق اور وفائے عہد میں آپ مشہور تھے۔ اور کلام پاک میں یہ اوصاف مذکورہ جنکی نسبت ثابت ہیں وہ اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ اگرچہ بعض مورخین نے آیۂ **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ** والخ سے اسمعیل بن ذو الکفل مراد لیئے ہیں۔ لیکن علامہ رازی نے تفسیر کبیر میں اسکی شرح میں صاف لکھا ہے کہ (**هُوَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ** علیہما السلام) اور یہی صحیح ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام آپکی ولادت سنہ ۲۴۸۲ ہبوط میں مقام حیرون میں ہوئی آپ اور عیصو آپکے بھائی جنکی اولاد سانی میں گنائی گئی ہے ایک ساتھ جوڑواں پیدا ہوئے اور بہنگام ولادت آپکا ہاتھ عیصو کی پشت پر تھا اسواسطے حضرت یعقوب اس نام سے موسوم ہوئے آپکی والدہ بمقابلہ عیصو کے آپ سے زیادہ مانوس تھیں حضرت اسحقؑ چونکہ آخر عمر میں بینائی سے معذور ہوگئے تھے ایک روز عیصو کو طلب کرکے گوشت کی خواہش ظاہر کی اور دعائے برکت کرنیکا وعدہ فرمایا۔ جسوقت عیصو شکار کیواسطے روانہ ہوئے آپکی والدہ نے حضرت یعقوب سے فرمایا کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام
اسرائیل

نفتالی — یہوداہ — اشر — دان — جاد — زبولون — یساکار — لاوی

روبیل — شمعون — دینہ — زبولون — لیا — اشرفا — مجحرون

کہ تم سبقت کرکے دعاء اپنے والد سے حاصل کرلو چنانچہ آپنے عیصو کی واپسی سے پہلے اپنی بکریوں میں سے ایک عمدہ بکری ذبح کی اور آپکی والدہ نے نہایت عمدہ طور سے لذیذ طیار کرکے آپکو دیدیئے پھر آپ حضرت اسحقؑ کی خدمت میں لیگئے حضرت موصوف تناول فرماکر خوش ہوئے اور یعقوبؑ کے حق میں دعاء برکت فرمائی اور بشارت دی کہ تمہاری اولاد ستارگان آسمان کے برابر ہوگی چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آپکی اولاد میں سے صرف انبیاء علیہما السلام کی شمار ہزار تعداد ہے اور ملوک و صنادید زمانہ اسکے علاوہ ہیں۔ عیصو جب شکار سے واپس آئے اور یہ واقعہ معلوم ہوا تو حضرت اسحقؑ کی خدمت میں گریہ و زاری کی اور دعاء کے خواستگار ہوئے۔ حضرت اسحقؑ نے اُنکے لئے بھی برکت اور اولاد کی دعا

مانگی جو اُنکے حق میں مقبول ہوئی اُس روز سے عیصو حضرت یعقوبؑ سے عداوت رکھنے لگے تا آنکہ کچھ عرصہ بعد حضرت یعقوبؑ اُنکے ایذا کے اندیشہ سے
اپنے ماموں لابان بن بتویل بن ناخور بن تارح کے پاس حاران ہجرت کر گئے اسی ضمن میں باری تعالےٰ سے آپکو اسرائیل کا خطاب ہوا
کیونکہ آپ رات کو سفر کرتے تھے عرصہ تک اپنے ماموں کے پاس رہے انکی دونوں لڑکیوں سے حضرت یعقوبؑ کی شادی ہوئی پھر آپ مال و مویشی کے

ساتھ کنعان میں مع اہل و عیال آئے۔ عیصو سے عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تھوڑے دن آپکے پاس رہے پھر عیصو کثرت اموال و اولاد کی وجہہ سے نواح روم کی
طرف چلے گئے اور آپ اسی اطراف میں سکونت پذیر رہے زمانہ وفات آپکا جب قریب ہوا اُسوقت آپکا قیام جوسن میں تھا۔ جب وقت آخر آپکا
آپہونچا تو سب اولاد کو آپنے جمع کیا اور یہودا کے حق میں پروردگار عالم سے دعاء کی کہ اُسکی اولاد میں سلطنت عطا فرمائے اور سب کے حق میں اُنکے
مناسب حال دعاء فرمائی وصیت کی۔ حضرت یوسفؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت ابراہیمؑ کے جوار میں دفن کئے جانے کی وصیت کی اسکے بعد

آپنے اس دار فانی سے ملک جاودانی کو سفر کیا اور حضرت یوسفؑ نے ایک صندوق سال کا بنا کر آپکا تابوت مبارک اُسمیں رکھا اور چالیس روز
تک مطابق رسم اُس زمانہ کے اُس تابوت کو معطر کرتے تھے۔ غمکدۂ یعقوبؑ اور حوالیٔ مصر میں ایک کہرام برپا تھا۔ بالآخر آپ کو
بیت المقدس مقام خلیل میں دفن کیا۔ باختلاف روایات ۱۴۰ یا ۱۴۷ یا ۱۸۷ سال آپکی عمر شریف ہوئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام آپ — حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں بطن راحیل
سے ہیں ۵۵ ہبوط میں مقام حاران جمال — یوسفؑ سے نور افشانِ عالم ہوا یوسفؑ جسکے
معنی ازدیاد نعمت کے ہیں آپکا نام — رکھا گیا آپکی دو سالہ عمر میں جسوقت
حضرت یعقوبؑ حاران سے — جیرون کو ہجرت کرکے جا رہے
تھے اثناء راہ میں آپکی والدہ — نے وضع حمل میں انتقال
فرمایا اور بن یامین آپکے — دوسرے بھائی پیدا ہوئے
آپکے حسن و جمال نے حضرت یعقوبؑ کے دل میں — گھر کرلیا روز بروز انکی شفقت بمقابلہ دیگر
برادران حضرت یوسفؑ کے ساتھ روزانہ زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپکے بھائیوں کو شاق گذرنے لگا اور بناء رشک روز بروز مستحکم
ہوتی گئی تا آنکہ سترہ یا بارہ سال کی عمر میں آپکے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا جسکی شہرت زبان زد خاص و عام ہے۔ آپ جسوقت کنوئیں میں گرے اور
بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اللہ جل شانہ نے جبرئیلؑ کو آپ کی تسکین کے واسطے بھیجا۔ اسکے بعد یہودا آپکے بھائی کنوئیں پر آئے کہ دیکھیں
یوسفؑ کس حال میں ہیں اور آواز دی آپنے جواب دیا کہ تم کون ہو جو اس غمزدہ بیکس کا حال دریافت کرنیکی جرأت کرتے ہو اور میرے
بھائیوں سے نہیں ڈرتے یہودا نے کہا میں تمہارا بھائی ہوں۔ اور آپکی دردانگیز آواز سنکر رونے لگے حضرت یوسفؑ نے بحالت یاس

یہودا سے خطاب کیا یَا اَخِیْ اِنَّ لِکُلِّ مَیِّتٍ وَصِیَّۃٌ وَ وَصِیَّتِیْ لَکَ اَنْ لَا تَنْظُرَ اِلٰی شَابٍّ اِلَّا ذَکَرْتَ شَبَابِیْ وَلَا اِلٰی یَتِیْمٍ اِلَّا ذَکَرْتَ یُتْمِیْ وَلَا اِلٰی غَرِیْبٍ اِلَّا ذَکَرْتَ غُرْبَتِیْ (اے پیارے بھائی ہر میت کی وصیت ہوتی ہے تمکو میری یہ وصیت ہے کہ کسی جوان کو دیکھو تو میری جوانی یاد کرلینا اور کسی یتیم کو دیکھو تو میری یتیمی کا بھی خیال کیجو اور کسی مسافر کو دیکھو تو میری غربت یاد کرلینا۔ درحقیقت

حضرت یوسفؑ کے یہ پر ملال الفاظ ایسے تھے جسکے سننے سے پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا یہودا کو یہ فقرہ سنکر تاب نہ رہی اور بیساختہ دھاڑھیں مار کر رونے لگے چونکہ یہ اپنے بھائیوں سے پوشیدہ یہاں آئے تھے اتفاقاً انکے دوسرے بھائی یہودا کی آواز سنکر یہاں پہونچے اور انکو ملامت کرنے لگے۔ ایک بڑا پتھر اُس کنوئیں کے اوپر اور ڈھکدیا۔ بلائے درد منداں از در و دیوار می آید اُسوقت لاوی آپکے بھائی نے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ دیکھو بھائیو ہم اولاد پیغمبراں ہیں جو گناہ ہم سے سرزد ہوا نبی برحق سے پوشیدہ نہیں ہے ہمکو مناسب ہے کہ اب غسل کرکے توبہ کریں اور جماعت سے نماز ادا کریں بارگاہ خداوندی میں پردہ پوشی کی التجا کریں اور ملت ابراہیم کا یہ طریقہ تھا کہ گیارہ آدمی سے کم جماعت نہیں

ہوتی تھی اور یہ اُسوقت دس نفر تھے لاوی نے کہا اس نماز میں ہم خدا کو امام کرتے ہیں تاکہ نقصان عدد نہ پایا جاوے اور نماز ادا کی ستار عیوب

نے انکی قبولیت دعا کا یہ اظہار کیا کہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے انہوں نے جو اظہار کیا اُسکو تسلیم کیا اور یہ برادران یوسفؑ ہلاک ہونے سے مامون رہے ورنہ یعقوبؑ اگر انکے کہنے کو سچا نہ سمجھ لیتے تو حضرت یوسفؑ کی فرط محبت میں یعقوبؑ کی بددعا سے سارے ہلاک ہوجاتے۔ گو حضرت یعقوبؑ کو اس واقعہ کی اصلیت بذریعہ وحی و مکاشفہ روشن ہوگئی تھی لیکن یہ معاملہ ایک غیبی اسرار سے تھا اور حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو جو مدارج عطاء فرمانے تھے اُسکی ابتدا تھی۔ اسمیں یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اگر حضرت یعقوبؑ کو وفات یوسفؑ کا غلط ہونا محقق تھا جیسا کہ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ سے آپنے کنایۃً ظاہر بھی فرما دیا تو آپکو حزن و ملال ہونیکی کیا وجہ تھی۔ اسکا سبب دراصل مفارقت اور انتظار لقاء یوسفؑ تھا۔ بلکہ آپکا جزع و فزع ہی دلیل علم ہے کیونکہ اگر یوسفؑ کا فوت ہونا برادران یوسفؑ کے کہنے سے مان لیتے اور بذریعہ وحی آپکو اصل حال معلوم نہوتا تو ہلاک یوسفؑ پر یعقوبؑ جیسے برگزیدہ نبی کی گریہ وزاری کرنا اور صبر و شکیب کو ہاتھ سے دیدینا بعید از قیاس امر ہے۔ بعض عوام برادران یوسفؑ کو خلاف ادب الفاظ سے یاد کر بیٹھتے ہیں

اخنوب
عدی
ہلال
شوئیم
افرائیم
کارا
رحمہ
سوئلہ
اعدا
بارص
عمیہود
انیشاما
نون

یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اول تو یہ سب وہاں نبوت سے تھے دوسرے تو یہ انکی ثابت ہے اور یہ کہ اس واقعہ اور ندامت کے بعد انکے مرتبہ کا اندازہ نہیں کسی پایہ کے ہوئے ہوں۔ اسواسطے ان سب کا ذکر خیر کے ساتھ ہونا ہر حال میں مناسب ہے۔ آپ حضرت آدمؑ سے بہت مشابہت رکھتے تھے شریعت ابراہیمی پر دعوت کرتے۔ تین دن رات چاہ میں پڑے اور چاہ سے نکلنے کے بعد مصر میں بیچے گئے چھ برس عزیز مصر کے پاس رہے اور

واقعہ زلیخا کے باعث سات برس قید میں گزرے تیس سال کی عمر میں وزارت یا ان فرعون مصر حاصل ہوئی ۵۷ برس کے ہوئے تو حضرت یعقوبؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے ستر سال کی عمر تک والد بزرگوار کے ساتھ حزن و ملال گذشتہ کو ایام عیش و مسرت سے بسر کئے بعد انتقال یعقوبؑ ۳۶ سال آپ اور زندہ رہے کل ایک سو دس سال بقید حیات رہے اولاد بنی اسرائیل کی کثرت اپنے بچشم خود دیکھی وقت نزع تمام بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اولاد اسرائیل تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ اسکے بعد فراعنہ جبار پیدا ہونگے بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم ہوگا انکو ذلیل کرینگے بعد ان ایام کے اولاد لاوی سے ایک پیغمبر ہونگے موسیٰؑ انکا نام ہوگا۔ دولت اشرار کا قلع قمع کرینگے۔ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاوینگے اور

یعقوبؑ خطوط اولاد

صندوق نعش میرا بھی نیل سے نکالکر میرے آبا و اجداد کے مقبرہ میں لیجاوینگے تم سب بھی اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ انکی فرمانبرداری میں

یوسفؑ ملسابن

کوتاہی نکریں۔ اور یہودا کو آگے بلا کر اپنا جانشین کیا اور اپنے صاحبزادوں کو انکے سپرد کیا اور دست مناجات دراز کر لیئے اور فرمایا

یہ خط الیعقوبؑ

سے ملیگا

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یعنی خدا مجھے وفات دے اسلام پر اور شامل کر نیک بندوں میں) اسکے بعد آپکے لب بند ہو گئے اور اس دار فانی کو الوداع کہا۔ اہل مصر سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہوئے۔ اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ اپنے قریب میں آپکو دفن کرے اور اس سے شور عظیم کا اندیشہ ہوا کہ قتل و قتال کی نوبت نہ پہونچے بالآخر بزرگان قوم نے یہ صلاح کی کہ تابوت مبارک قعر دریائے نیل میں رکھا جاوے تاکہ ہر شخص پانی کے ذریعہ آپکی برکت سے بہرہ مند ہوتا رہے چنانچہ سب اس پر راضی ہو گئے اور سنگ رخام سے ایک صندوق بنا کر آپکو اس میں رکھا گیا اور قعر نیل میں رکھدیئے گئے ایک زمانہ کے بعد حضرت موسیٰؑ نے آپکی پیشینگوئی کے مطابق وہاں سے نکالا اور قدس شریف میں حضرت یعقوبؑ و ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔
(تاریخ)

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مشہور دیگر کتب مثل قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہیں شائقین ان سے مستفید ہو سکتے ہیں اسوجہ سے یہاں مختصراً آپکا حال لکھا گیا۔

یہ خط یوسفؑ

بعد ملیگا

حضرت الیسع علیہ السلام آپکا ظہور حضرت الیاسؑ کے بعد ۴۵۲۹ھ میں ہوا۔ اجل انبیاء بنی اسرائیلؑ سے ہیں زمانہ سلطنت یوآش یا یہواش ۵۸۵ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ بنی اسرائیل کو آپکے انتقال سے بڑی پریشانی کا سامنا ہوا جسوقت آپکا جنازہ قبرستان میں لیگئے اور قبر تیار کی تو اتفاق سے اُس قبر میں ایک نعش موجود پائی خدا جانے کس زمانہ کی تھی ناچار آپکو اُس قبر میں مردہ پر رکھدیا گیا جسوقت آپکے اعضاء سے اُسکا جسم متصل ہوا فوراً وہ زندہ ہوکر کھڑا ہوگیا اُسوقت بنی اسرائیل کو آپکی جلالت قدر کا اور بھی اندازہ ہوا۔ اسکے علاوہ آپکے معجزات بکثرت ہیں۔ ممالک بنی اسرائیل کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے۔ آپکی عمر ۲۰۴ سال ہوئی مرقد قریہ تستر۔

حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت یوشع علیہ السلام آپکا ظہور ۳۸۶۹ھ میں ہوا۔ آپکی عمر ۷۹ سال کی تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے تدبیر امور بنی اسرائیل کا آپکو خلیفہ کیا اور جسوقت حضرت موسیٰؑ نے اس دار ناپائدار کو الوداع کہا آپکو بارگاہ لم یزلی سے خطاب ہوا کہ اتباع موسوی کے ساتھ کاربند ہوکر قوم کو ہدایت کریں اور (رود اردن) سے عبور کا حکم ہوا۔ بنی اسرائیل کیلئے اراضی شام کنعان و بیت المقدس کی تقسیم پر مامور ہوئے تعمیل ارشاد خداوندی سے آپ بنی اسرائیل کو لیکر مقام اریحا کی طرف روانہ ہوئے اور آپکی برکت سے جب وہ فتح ہوگیا۔ تو [illegible] آیہ اُسْكُنُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

آپنے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل مقام اریحا فیض خداوندی کی جگہ ہے داخل ہونیکے وقت عاجزی اور زاری کرتے جاؤ اور از روئے تعظیم جھکتے چلو اپنے گناہوں کی طلب مغفرت کرو مقدسین بنی اسرائیل نے فرمانبرداری کی اور جہلا ہنسی کرنے لگے جیسا کہ باری تعالے نے فرمایا ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ استہزاءً حطہ کو حنطہ سمقانا سے بدل دیا جسکے معنی گندم سرخ کے ہیں۔ اشرار بنی اسرائیل کی اس حرکت سے غضب خداوندی کو حرکت ہوئی جیسا

حضرت یوشع علیہ السلام

کہ حق جل وعلا فرماتا ہے فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ بلاء طاعون کا عذاب نازل ہوا اور

۲۴ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے حضرت یوشعؑ اور مشایخ بنی اسرائیل نے درگاہ بے نیاز میں گریہ وزاری کی اُسکی برکت سے یہ بلا دفع ہوئی اور ہمکا
میں امن ہو گیا۔ آپکے زمانہ میں ارض مقدسہ سے ملوک و جبابرہ کا تسلط اُٹھ گیا جسقدر ظالم و جبار تھے آپکے مقابلہ میں تیغ ہوے۔
باری تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ سے جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا تھا آپکے وقت میں اسکی تکمیل ہوئی ارض مقدسہ

تمام ملوک ورائم سے خالی ہو کر بنی اسرائیل کے سپرد ہو گئی۔ جب آپکا وقت آخر ہوا تو آپنے قوم کو نصیحت کی کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا
شکر ادا کرو کبھی اُسکی نافرمانی مت کرنا قوم نے آپکی نصیحت پر عمل کرنیکا اقرار کیا آپنے سنکر اُسکو لکھا اور پہلے کتاب آسمانی میں لکھدیا ایک

حضرت ایلیا علیہ السلام آپ زمانۂ حکومت یہورام میں اُٹھائے گئے۔ اسکے بعد آٹھویں برس یہورام کا انتقال ہو گیا

بڑے بڑے ملوک بنی اسرائیل گذرے ہیں۔

اور اسکا بیٹا تخت حکومت بنی اسرائیل پر بیٹھا اور اپنی حکومت کے دوسرے سال جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے ماموں اجاب کا لڑکا دولئے سامرہ بھی اسکا شریک تھا چنانچہ یہ دونوں ولئے جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاط بن ایشا نے جو منسا بن یوسفؑ کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا اسکو یہ موقع ملا اور ایک ہی وقت

میں دونوں کو قتل کر دیا۔ (ابن خلدون)

خویش و اولاد
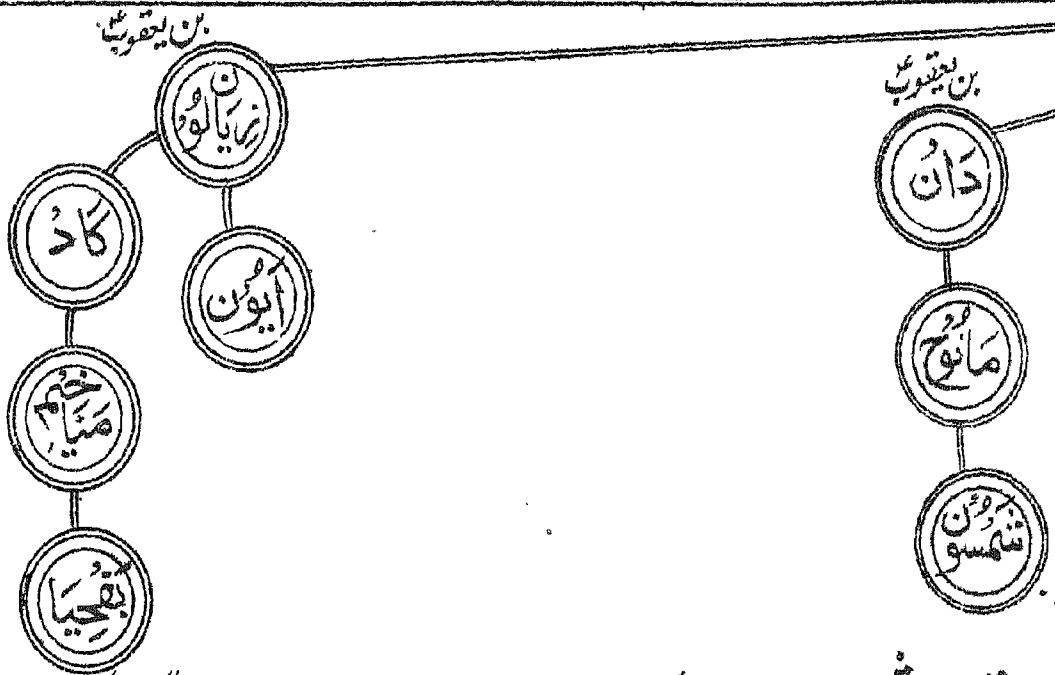
شمسون القوی اور شمسون الجبار بھی انکو کہتے ہیں بنی اسرائیل میں بیس برس تک حاکمانہ زندگی بسر کی۔ بنی فلسطین سے بیحد لڑائیاں لڑیں اور انکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ بعض نے انکو انبیاءِ بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور بعض مورخین کاہنوں میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اور کہنونیت بھی قربانگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح و بخور کے تمام لوازم انکو کہتے ہیں۔ ابن عمید کہتا ہے کہ شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم میخائیل بن اعیل نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن لیان بن فنحاص بن عیزار بن ہارونؑ تھا فتنہ فرو ہونیکے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اسکے دو لڑکے تھے اور یہ دونو نافرمان سرکش تھے اسکے عہدِ حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بداعمالیاں پیدا ہو گئیں۔ انبیاءِ وقت انکو سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرتے تھے آخرکار انکی بدکرداریوں کے یہ برا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ (ناسخ)

حضرت موسیٰ اول علیہ السلام سنہ ۲۴۳۱ عہبوط میں آپکی ولادت ہوئی فرعون مصر قابوس بن مصعب کو کثرت بنی اسرائیل سے اندیشہ ہوا کہ مبادا انکی کثرت انبوہ مخل سلطنت ہو اور روز بروز انکی ترقی سے فرعون کی پریشانی بڑھتی گئی تا آنکہ ارکین سلطنت کو اسنے جمع کیا اور یہ صلاح قرار پائی کہ بنی اسرائیل کو کارہائے سخت پر مامور کیا جاوے اور حکام جابر ان پر تشدد دیکھنے مامور کئے گئے طرح طرح کی سختی اور ایذا سے بنی اسرائیل کو

مجبور کیا گیا اور محض انکی آزار دہی کی غرض سے بلدہ عمیس کی بنا شروع کی تاکہ محنت اور مزدوری کا کام انسے لیا جاوے باوجود اس ظلم و تعدی کے بنی اسرائیل کی نسلی ترقی میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ اسی اثناء میں فرعون نے ایک رات خواب دیکھا جسکی تعبیر معبران نے یہ بتائی کہ بنی اسرائیل سے ایک

اولاد یعقوبؑ

لاوی

جرشون　　مراری　　یوخابذ　　قاہت

عمران　　مریمؑ　　حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ　　حضرت ہارون علیہ السلام

لڑکا پیدا ہوگا اور سلطنت مصر کو تباہ کر دیگا اس خوف سے فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن یہ تدبیر فرعونی قضا و قدر کا کیا مقابلہ کر سکتی تھیں بلکہ کمال فرعون کے گھر میں پرورش پائی جوان ہوئے۔ قدرت الٰہی کا یہ ... پھر ایک اظہار ہوا کہ خود قبطی کے قتل سے آپ خوف زدہ ہوکر چالیس سال کی عمر میں سنہ ۲۴۸۸ میں مصر سے نکلے اور ستا... روز کی مسافت طے کرکے اطراف مدین میں پہنچے۔ ایک درخت کے نیچے آپ آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادیاں اپنے مویشیوں کو حوض سے پانی پلانے کی آئیں اور آپنے انکے مویشیوں کو سیراب کیا اور آپ حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچے حضرت شعیبؑ نے آپسے فرمایا جیسا کہ کلام پاک میں مذکور ہے اِنِّي

اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرَنِي ثَمٰنِيَ حِجَجٍ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں اس امر پر کہ تم آٹھ سال میری خدمت کرو چنانچہ آپ دس سال حضرت شعیبؑ کی خدمت میں رہے اور انکی صاحبزادی صفورا سے آپکی شادی ہوئی۔ ادھر قابوس بن مصعب کا

ملیکا بنت بصہر یہ خط

ملیکا بیٹی فنحاص یہ خط

انتقال ہوگیا اور اُسکا دوسرا بھائی ولید بن مصعب بن معویۃ بن ابی نمیر بن قلوص بن لیث بن ہاران بن عمرو بن عملیق بن عوج بن عامر کا بادشاہ ہوا اور آپ
معہ اہل و عیال ۲۹ سال ایک ماہ ایک ہفتہ بعد بحکم ربانی مراجعت مصر کیطرف عازم ہوا اور اُسوقت آپکے والد عمران کا بھی بعمر ایکسو چھتیس سال
انتقال ہوچکا تھا۔ آپ مدین سے نکلکر پانچویں ذیحجہ چھٹی رات کہ شب جمعہ تھی وادیٔ ایمن کے قریب پہونچے اتفاقاً ہوا و بارش کثرت سے

ہوئی آگ کی تلاش تھی کہ سامنے سے کوہ سینا پر روشنی معلوم ہوئی اور اُسکی طرف آپ روانہ ہوئے جسوقت کوہ طور پر پہونچے وہاں دوسرا معاملہ
تھا خطاب ہوا اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (تحقیق میں رب تیرا ہوں پس اُتار دے جوتیاں اپنی
اسلئے کہ تو پاک میدان میں ہے) اُسوقت آپکا سن شریف ۹۰ سال ایکماہ بارہ روز کا تھا۔ اسکے بعد راز و نیاز کی گفتگو ہوئی خلعت نبوت معجزہ ید بیضا عصا

عطا ہوا ولید بن مصعب فرعون مصر کے ہدایت پر مامور ہوئے۔ آپنے اپنی تقویت معذوری زبان کیوجہ سے جناب باری میں عرض کیا وَ
اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی (اور کردے میرا مددگار میرے گھرانے سے میرے بھائی ہارونؑ) یہ درخواست بھی حضرت
کلیم اللہ کی منظور و باجابت ہوئی اور مصر کی طرف روانہ ہوئے ادھر آپکے گھر والے جو منتظر آگ کے بیٹھے تھے اتفاقاً صبح کیوقت چند آدمی مدین کے

ادھر سے گذرے اور ان سب کو ساتھ لیکر حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچا دیا جسوقت آپ مصر کے قریب پہونچے۔ حضرت ہارونؑ کو
آپکے استقبال کا حکم ہوا آپ راستہ میں آملے اور تین روز مصر میں قیام کرکے فرعون کے پاس گئے اسکو ہدایت کی مگر اثر نہوا ہر چند آپنے
معجزات دکھائے مگر اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ کا جواب سنا اور کوئی امید اصلاح ظاہر نہوئی تو غضب خداوندی جوش میں آیا۔ عذاب گوناگوں
اُنپر نازل ہوئے اور فرعون معہ تمام گروہ کے دریائے نیل میں غرق کردیا گیا اس مرتبہ مصر میں آپکا قیام کل پندرہ مہینہ رہا اور آپ معہ بنی اسرائیل
مصر سے روانہ ہوگئے۔ بنی اسرائیل بیابان میں آباد ہوئے اور یہاں منّ و سلویٰ ان پر اُترنے لگا۔ موسیٰؑ سے حضرت شعیبؑ کی یہاں ملاقات
ہوئی۔ اسکے بعد ۳۸۲۹ھ میں میقات اربعین کا واقعہ ہوا بنی اسرائیل کو آپ ہدایت کرتے رہے اس درمیان میں کثرت سے معجزات آپ
سے ظہور میں آئے۔ حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ ۳۸۶۸ھ میں مقام قادیس میں حضرت ہارون علیہ السلام و مریمؑ کا انتقال
ہوگیا۔ ان واقعات کے بعد ۳۸۶۸ھ میں وادیٔ موآب میں آپکا انتقال ہوا۔ ایکسو بیس (۱۲۰) سال کی عمر ہوئی۔ مرقد منور جو بیت المقدس سے بیس میل
کے فاصلہ پر ہے اور ہر سال سلطانی اہتمام سے آپکے مزار پر مولود شریف ہوتا ہے۔

یاسین

فنحاص — الیان — سوف — یاد — یاهد — یوام — کنا

حضرت شموئیل علیہ السلام ۳۱۰۰ھ میں آپکی پیدائش ہوئی اور علی بن بیطات بن حاصاب بن الیابؑ کے پاس آپنے پرورش و تربیت پائی۔ اور آپکے والد القانا یا کنا کو صاحب ناسخ التواریخ نے انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور سکونت انکی جبل افرائیم میں تھی۔ لیکن نسب میں انکے بہت اختلاف ہے۔ بعض نے احفاد قارون سے لکھا ہے اور بعض عیزار بن ہارونؑ کی اولاد سے لکھتے ہیں۔

بہر حال حضرت شموئیل علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ضرور تھے۔ ۵۲ سال آپکی عمر ہوئی شاول اور داؤدؑ کی لڑائی آپکے زمانہ میں ہوئی دین موسوی پر آپنے مخلوق کو ہدایت کی مقام مصفیا میں آپکو مرض الموت ہوا اور وہیں ۳۱۶۲ھ میں آپکا انتقال ہوا قبائل بنی اسرائیل نے زمین رامہ میں آپکو دفن کیا۔

ابیہو سے عزیر علیہ السلام تک صاحب ناسخ التواریخ نے درمیانی تیرہ ۱۳ پشتیں لکھی ہیں اور ابن خلدون و دیگر مورخین چھ واسطے لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
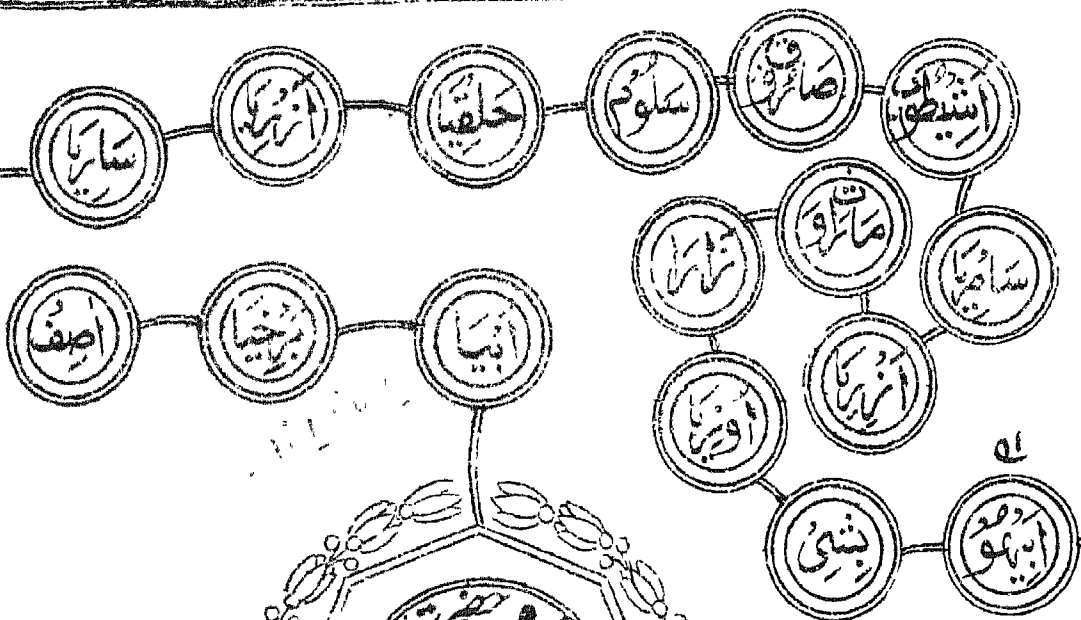
حضرت الیاس علیہ السلام آپکی شان میں باری تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اور تحقیق الیاس البتہ ہمارے بھیجے ہوؤں میں سے ہیں) چونکہ آپکی عمر دراز ہوئی اسوجہ سے ہر عہد اور ہر بلدہ میں آپکا قیام ہوا اور اس بنا پر اس قیامگاہ کی طرف آپکو نسبت ہوتی رہی اور ابتداءً آپ بادشاہ شہر بعلبک کی سلطنت میں مبعوث ہوئے تھے۔ چلبا داور خضر بھی آپکا نام ہے بناءً علیہ بعض کا خیال

ہے کہ خضر و الیاس ایک ہی تھے (لیکن درحقیقت خضر علیہ السلام دوسرے ہیں) حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے بعد آپنے عزلت اختیار کرلی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہے قریہ شومرون میں آپکا قیام رہتا تھا کہ اسی اثناء میں اخاب بادشاہ بنی اسرائیل نے حضرت الیاسؑ کے معجزات کا اپنی بیوی ایزابل سے ذکر کیا حضرت الیاسؑ نے چونکہ ۴۵۰ آدمی کو جو جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے تھے

قتل کرادئے تھے اسوجہ سے اس عورت کو آپ سے ملال تھا۔ بادشاہ کے تذکرہ کرنے سے اُسے غصہ آیا۔ اور حضرت الیاسؑ کے پاس پیام بھیجا کہ اُن مقتولوں کی طرح تمکو بھی جلد قتل کیا جائیگا آپنے ان کلمات نا ملائم کو سنکر مقام (سرج) کا ارادہ کردیا تاکہ آل یہودا میں ایام گزاری کریں۔ وسط راہ میں دامان کوہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جناب باری میں دعا کی کہ اگر میرا وقت قریب ہے تو اس جہان سے اٹھا لے گویا آپنے یہ دعا اپنی امان کیلئے مانگی تھی۔ اسکے بعد آپ سو گئے پھر جگایا ملائکہ کا نوبت بہ نوبت آپ پر نزول ہوا اور وہیں مسلم رہے اور ایکو جگایا پھر آپ خطاب ہوا کہ

اسی حالت میں جمال و جلال الٰہی کا حضرت الیاسؑ نے مشاہدہ کیا اور باری تعالےٰ سے دمشق میں جاؤ اور حضرت الیسع تمہارے خلیفہ ہونگے اسکی اطلاع دی گئی۔ آپ اُس پہاڑ سے روانہ ہوکر دمشق پہونچے یہاں حضرت الیسعؑ آپکے ساتھ ہوگئے اور بمدت القمر بندست ۵۲۹ھ میں ہے جب آپکا وقت رفع قریب ہوا تو آپ ہبوط میں (رود اردن) کی طرف روانہ ہوئے آپ رود کو عبور کر رہے تھے ناگاہ سواران آتشیں ظاہر ہوئے اور ایک گھوڑا مع زین آسمان سے نمودار ہوا اور آپنے رکاب میں پیر رکھا اور آسمان کیطرف روانہ ہوا اور خلق کی نظروں سے محجوب ہوگئے اور خضر علیہ السلام کی طرح آپ بھی زندہ ہیں کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ اور ادریسؑ آسمان میں خضر اور

الیاسؑ زمین میں بقید حیات ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

حضرت عزیر علیہ السلام آپکا ظہور سنہ ۹۱۲ ہبوط میں ہوا (عزرا) عبری زبان میں مدد کے معنی میں ہے جسکا معرب مصغر عزیر ہوا۔ اور لقب آپکا سوفر ہے بمعنی کاتب کے۔ توریت میں آپکا نام تخمینا ہے زمانہ بخت نصر میں توریت جلا دی گئی تھی سوائے آپکے کسی کو حفظ یاد نہیں تھی۔ چنانچہ آپنے بیت المقدس میں جسوقت آل یہود اور بنی لاوی نے اصرار کیا منبر پر بیٹھکر تمام توریت سنا دی اور اسوقت از سر نو نسخہ توریت لکھا گیا اسی واسطے سے آپکا لقب سوفر ہوگیا۔ حضرت عزیرؑ نے تیس برس سال حکومت داریوش بادشاہ میں شوشتر کا ارادہ کیا اثناء راہ میں ایک ویرانہ میں آپکا گذر ہوا جہاں مردوں کی ہڈیاں انکی نظر سے گذریں اور خیال ہوا کہ اللہ تعالے ان گلی ہوئی ہڈیوں کو کیسے زندہ کریگا۔ اسی خیال میں سو گئے۔ باری تعالے نے خواب میں انکی روح قبض کرلی اور انکی سواری بھی ہلاک ہوگئی۔ سو برس کے بعد آپ زندہ کئے گئے اور ایک فرشتہ نے آکر دریافت کیا تم یہاں کتنے عرصے ٹھہرے آپنے فرمایا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ تمکو یہاں سو برس ہو گئے ہیں مگر اپنے کھانے کو دیکھو بدستور رکھا ہے اسمیں کوئی خرابی نہیں آئی اور قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھو تمہاری سواری جو گل کے خاک ہو گئی ہے اور ہڈیاں بوسیدہ ہیں انکو کیسے جوڑتے ہیں اور کسطرح اسپر گوشت چڑھتا ہے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے وہ زندہ ہو گیا آپ اسپر سوار ہو کر شوشتر اپنے وطن آئے چونکہ سو برس کا زمانہ گزر چکا تھا آپکو کسی نے نہیں پہچانا مگر آپکے معجزات دیکھکر سب نے یقین کر لیا اور آپکی طرف رجوع ہوئے لیکن زیادتی اعتقاد سے مخلوق گمراہی میں پڑ گئی اور آپکو خدا کا بیٹا کہنے لگی جیسا کہ کلام پاک میں اسکی تفصیل موجود ہے ان واقعات کے بعد آپ پچاس سال اور زندہ رہے اور قوم کو ہدایت کرتے رہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت حزقیل علیہ السلام آپ دودمان بنی لاوی قبیلہ صاف سے ہیں سنہ ۶۵۰ میں ظہور ہوا۔ بادشاہ یہوشافاط پر بنی مواب بنی عمون جسوقت حملہ آور ہوئے اور قریب تھا جو بیت المقدس میں غارتگری شروع کر دی اسوقت یہوشافاط کو سخت پریشانی ہوئی اور آپکی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا آپنے جناب باری میں التجا کی۔ آثار قبولیت نمایاں ہوگئے اور بادشاہ کو آپنے مطمئن کیا کہ یہ لڑائی خدا کی ساتھ ہے کل وہ خود تمہاری مدد کریگا۔ دوسرے روز تمام آل یہود لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کو گئے اور مقام جبل ساعیر فریقین میں سخت جنگ ہوئی اور حضرت حزقیلؑ بھی شریک جنگ تھے مین وند کے اندر دونوں قبیلوں کا قلع قمع ہو گیا اور کثرت سے مال و متاع لیکر واپس بیت المقدس میں آئے۔

حضرت عوبدیاہو علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت عوبدیاہو علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں بادشاہ احاب کے زمانہ میں سنہ ۲۵۰۰ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ حضرت الیاسؑ آپکی بدولت [illegible] تھے بنی اسرائیل پر احسان [illegible] اور مخلوق [illegible]

حضرت عوبدیاہوؑ چونکہ اخاب کے ارکین میں سے تھے انسے کہا کہ آپ جاکر کسی چشمہ کی تلاش کرو اور خود بھی ایک دوسری طرف کو اسکی فکر میں روانہ ہوگیا۔ حضرت عوبدیاہو کو حضرت الیاسؑ راستہ میں مل گئے اور اسوقت اخاب کے جاسوس حضرت الیاسؑ کے قتل و گرفتاری کے خیال سے گشت کر رہے تھے۔ آپنے حضرت الیاسؑ کو اسکی اطلاع دی۔ حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ میں خود اخاب کے پاس جاتا ہوں اور بارش بھی ہوگی

عوبدیاہوؑ یہاں سے واپس ہوئے اور اخاب کو آپکی آمد سے اطلاع دی۔ حضرت الیاسؑ جسوقت پہونچے تو بارش ہوئی۔ اور عوبدیاہوؑ کی وجہ سے حضرت الیاسؑ کی نبوت کے سب قائل ہوئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ عوبدیاہوؑ امور سلطنت اخاب میں کامل دسترس رکھتا تھا۔ سو نبیوں کو اسکی شر سے محفوظ رکھا اور پچاس نبیوں کو پوشیدہ طور سے خورد و نوش کا سامان پہونچاتے تھے۔

یعقوب علیہ السلام اولاد

حضرت یوئیل علیہ السلام بن تبوئیل سنہ ٧٨٢ھ میں آپ کا ظہور ہوا زمانہ دولت منشہ میں آپکو نبوت ہوئی۔ آپ بھی شریعت موسوی کے پیرو تھے۔

حضرت عاموس علیہ السلام سنہ ٦١٤ ہبوط میں آپ کا ظہور ہوا۔ عاموس کے معنی عبری زبان میں رنجیدہ ہیں۔ عہد عزیا میں مرتبۂ نبوت پایا اور بنی اسرائیل کو راہ حق کی ہدایت کرے۔ شریعت موسوی کے متبع تھے بادشاہ غوزیا جسکے زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے تھے آل یہودا میں نہایت باہیبت و شوکت بادشاہ گزرا ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں بیت المقدس میں تیار کرائی۔ بنی عمون و قبائل فلسطین و عمالقہ سے جنگ کی اور غالب آیا فوج و سپاہ بڑی کثرت سے رکھتا تھا چنانچہ سات ہزار پانچسو مسلح سپاہی دست بستہ روزانہ دربار میں کھڑے رہتے تھے شریعت موسوی کا پابند تھا ۵۲ سال سلطنت کی لیکن آخر میں جب اسکی سلطنت نہایت وسیع ہوگئی کبر و نخوت سے آپے سے باہر ہوگیا اور اطاعت خداوندی سے پھر گیا ایک وز بیت المقدس میں گیا وہاں کا ایک خادم تھا اتفاقاً اسکا نام بھی غوزیا تھا اس سے اسنے مزاحمت کی اور باہر نکالنے کا حکم دیدیا گیا۔ فوراً ہی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پیدا ہوا اور اسی حالت میں مرگیا اور چونکہ مبروص مرا تھا اسواسطے لوگوں نے سلاطین کے مقابر میں بھی دفن نہیں کیا غضب خداوندی سے مرنے کے بعد بھی ذلیل ہوا۔

یہودا ابن یعقوب علیہ السلام انکی اولاد میں بڑے بڑے ملوک اور انبیاء کثرت سے ہوئے ہیں گو انکے بھائیوں کی اولاد میں بھی یہ شرف تقریباً مساوی تھا چنانچہ خروج مصر سے چالیس سال بعد حضرت موسیٰؑ بحکم باری تعالےٰ بنی اسرائیل کی جسوقت شمار کی ہے تو اولاد یہودا کے علاوہ ان دونوں لڑکوں عیر اور اونان نامی کے جنکا حضرت یعقوبؑ کے مصر آنے

سے پہلے کنعان میں انتقال ہوگیا تھا اور ذریت سے جو اولاد ہوئی - انکی ۷۶۵۰۰ تعداد تھی - راد بن یعقوبؑ کی ۴۳۷۳۰ اور شمعون بن یعقوبؑ کی ۲۲۲۰۰ - جاد کی اولاد ۴۵۰۰۰ - اور کار بن یعقوبؑ کی ذریات ۶۴۳۰۰ - زبلون کی ۶۲۵۰۰ نفر تھی - احفاد

یعقوبؑ خط اولاد

منسا بن یوسفؑ کی ۵۲۷۰۰ آدمی تھے اور افرائیم بن یوسفؑ کی اولاد سے ۳۲۵۰۰ آدمی تھے اور سلسلہ بنیامین بن یعقوبؑ سے ۴۵۶۰۰ آدمی اور ۶۴۴۰۰ دان بن یعقوبؑ کی اولاد تھی اولاد دختری آشیر کی لڑکی سارح سے جو نسل نفتالی بن یعقوبؑ سے ہے ۵۴۴۰۰ آدمی اس نسل کے تھے -

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی برکت سے بنی اسرائیل کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا -

حضرت کالب علیہ السلام جو حضرت موسیٰؑ نے آپکے تیس سال آپکی عمر ہوئی اور قریہ جیرون ہی نزدیک زمین فاران میں حضرت حال کنعان آپ اور زمانہ میں

آپ آل یہودا سے ہیں حضرت یوشعؑ کے بعد نبی ہو قریہ جیرون لئے قسمت کیا تھا وہیں آپکا قیام رہا اور ایک سو انکے بعد شانوش انکے لڑکے خلیفہ ہوئے میں ۱۴۲۳ ہبوط میں آپکی وفات ہوئی - موسیٰؑ نے نزول کے بعد بغرض استفسار جاسوس روانہ کئے تھے انمیں یوشعؑ بھی شامل تھے اور کنعان اور اسکے اکناف میں عوج بن عنق یا عناق کی حکومت تھی جو دنیا کی زبردست اور قوی ہیکل قوم تھی - میوہ جات کی کثرت اور سبزہ زار یہاں کا تمام ممالک پر فائق تھا - حضرت کالبؑ نے یہاں ہو کر جاسوسوں کو ہدایت کی کہ بنی اسرائیل سے یہاں کے قوم کی حالت بیان کریں مگر جاسوسوں نے یہاں سے واپس ہو کر برخلاف

خط داؤدؑ

عہد کیا اور بنی اسرائیل کو بنی عناق سے خوف زدہ کردیا چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے جسوقت بنی اسرائیل کو کنعان کی طرف روانگی کا حکم دیا سب انکار کر گئے - اور عتاب الٰہی ان پر نازل ہوا -

حضرت داؤد علیہ السلام - آپ یہودا ابن یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں سنہ ۴۳۳۳ ھبوط میں پیدا ہوئے مقام جیبرون میں مقیم رہے جب ۳۰ برس کی عمر کو پہونچے تو بیت المقدس میں گئے اور علاوہ ملک سابق شام میں مقامات فلسطین اور عمان اور رباب اور حلب اور نصیبین اور ملک ارمنی کے کچھ شہروں کو فتح کیا اور چالیس برس حکومت کی ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپکا معجزہ تھا کہ آپکے

ہاتھ میں لوہا موم جیسا نرم ہو جاتا تھا - زرہ بناتے تھے حکیم لقمانؑ آپکے شاگرد تھے - آپ پر کتاب زبور اتری نہایت خوش آواز تھے جب آپ زبور کو پڑھتے جن و انس و جانور تمام سننے کو اکٹھے ہو جاتے پانی بہنے سے رک جاتا اور ہوا چلنے سے رک جاتی تھی صائم ایسے تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اکثر حصہ رات کا بھی عبادت میں گزارتے تھے انکے زمانۂ سلطنت میں دوسری طرف کنعانیوں سے کیقباد کی بادشاہی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد سنہ ۴۳۵۱ ھبوط میں پیدا ہوا اور بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوئے اور آپ ایسے بادشاہ ہوئے کہ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جن و انس و طیور ہوا وغیرہ ہر چیز کے بادشاہ تھے جہاں جانا چاہتے تھے اسی جگہ انکے تخت کو ہوا لیجاتی تھی۔ ایک ماہ کا سفر صبح اور ایک ماہ کا سفر شام کو طے کر جاتے تھے۔ جن بڑے بڑے کام لیتے تھے اور حاضر رہتے تھے۔ عہد حکومت کے چوتھے سال میں بیت المقدس کی عمارت بنائی تیس ہاتھ اونچا اور ساٹھ ہاتھ لمبا اور بیس ہاتھ چوڑا بنایا اور اسکے گرد کی دیوار پانچسو ہاتھ بنائی سات برس اس میں رہے اور عہد حکومت کے پچیسویں سال میں یمن کی ملکہ بلقیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے ملک کو سلیمانؑ کے سپرد کر دیا اور آپکے نکاح میں آ گئیں۔ اور دیگر تمام دنیا کے بادشاہ آپکے مطیع ہو گئے غرض کل دنیا میں آپکی بادشاہی ہو گئی اور باون برس کی عمر میں سنہ ۴۴۰۳ ھبوط میں وفات پائی۔ آپکے بعد آپ کی اولاد میں ملک رہا اور دو سو اکسٹھ (۲۶۱) برس تک پندرہ بادشاہ ہوئے پھر آپکی اولاد کے ہاتھ سے ملک نکل گیا

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے صلبی اولاد علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جو ہوئی وہ یہ ہے۔ ناتان۔ سمیا۔ ارتعام۔ شلوم۔ منحانبہ۔ نضح۔ دانیل۔ صوباہ۔ یافیا۔ الیفات۔ الباذر۔ الیسمہ۔ اودنیا۔ نوجاہ۔ امون۔ ابہار۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام

نوجاہ — اودنیا — سمیا — ناتان — امون

حضرت اموص علیہ السلام آپ اپنے بھائی امصیاہو کے زمانۂ پادشاہت میں ۴۵۸۵ سنہ ہبوط میں بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے۔

حضرت یشعیا علیہ السلام آپ حضرت اموص کے صاحبزادے ہیں ۴۶۹۸ سنہ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا اور بادشاہ بنی اسرائیل حزقیا کے زمانے میں آپکی دعاء برکت سے قوم کو امن ہوا اور دشمنوں سے نجات ملی۔

رحبعام
ابیا
آسا
یہو شافاط
یارام
اخزیاہو
یاوش
امصیاہو
عزریاہو
یوتام
آخز
حزقیا
امریا
عوذلیا

حضرت یشعیا علیہ السلام
حضرت اموص علیہ السلام

شلوم
فاحور
شفاطیہ
برخیا
میشان
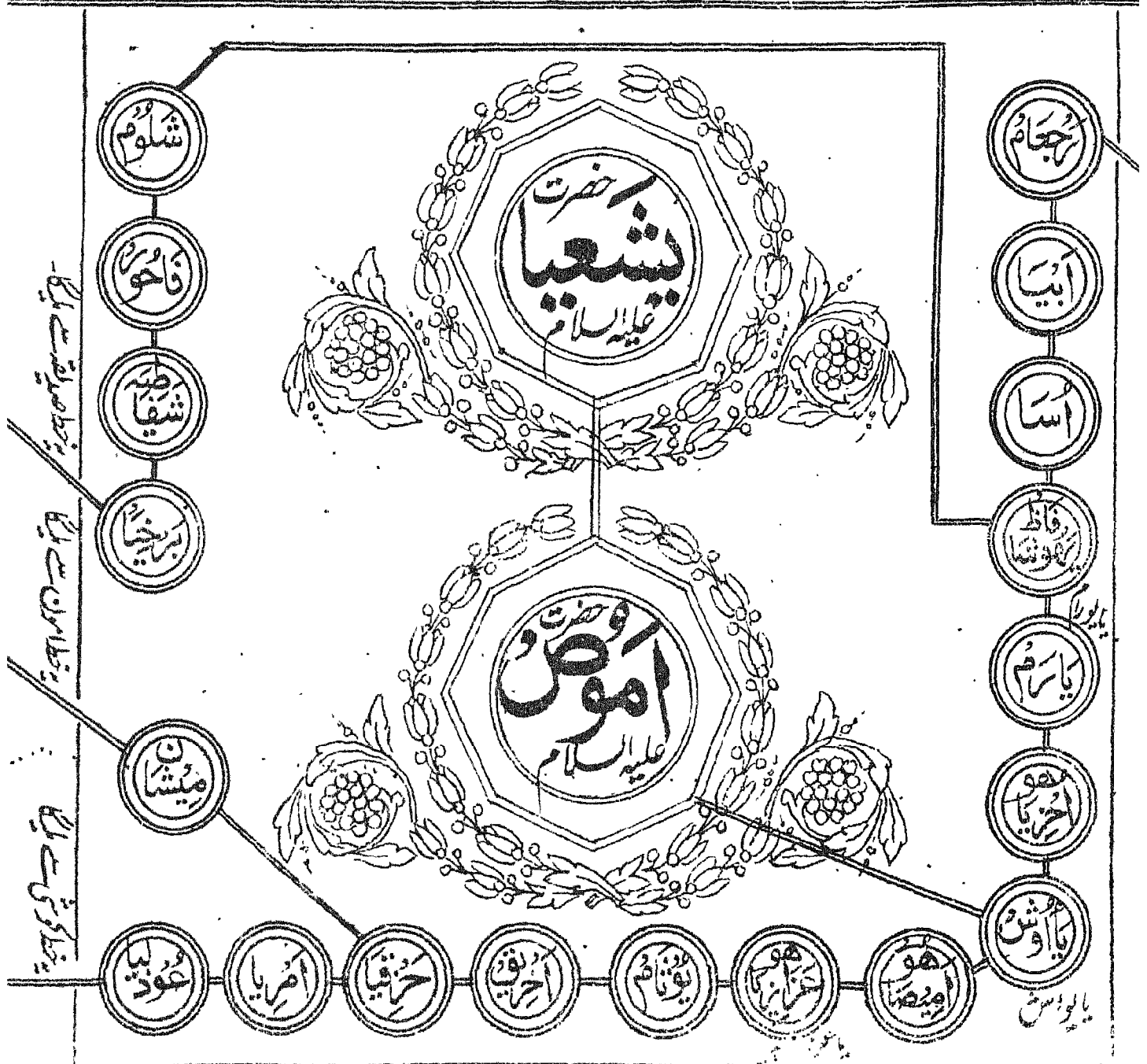
حضرت زکریا علیہ السلام ۳۵۵۰ھ میں آپکا ظہور ہوا آپ نبی وقت اور رئیس خدام بیت المقدس تھے۔ مریمؑ کی بہن یا پھوپی ایشاعؑ سے آپکا نکاح ہوا ۵۰ سال کی عمر تک آپکے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت مریمؑ چونکہ انکی تربیت میں تھیں جب مریمؑ کے پاس جاتے تو میوہ جات خلاف موسم انکے پاس دیکھتے اس واقعہ سے حضرت زکریاؑ کے دل میں خیال ہوا کہ جو قادر قیوم بے وقت مریمؑ کو ایسی اشیاء خوردنی پہونچاتا ہے کیا عجب ہے کہ مجھے بھی بیوقت اولاد عطاء کرے اور آپنے مراد کے لئے دست دعا پھیلایا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (اسی جگہ دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب بخش دے مجھے اپنی پاس سے بیٹا پاک) یہ دعا آپکی مقبول باجابت ہوئی اور فرشتہ نے بحکم باری ندا دی۔ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تحقیق اللہ تعالے تجھکو خوشخبری دیتا ہے ولادت یحییٰ کی ہوگا۔ (اس سے مراد تصدیق عیسیٰؑ ہے یعنی انکی کہ جو کلمہ حق کی تصدیق کرنیوالا تصدیق کرینگے) وَلَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا (اور اس سے پیشتر کسی نبی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا) حضرت زکریاؑ اس بشارت کو سنکر بہت خوش ہوئے اور غایت مسرت سے جناب باری میں عرض کیا رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اے رب میرے کیسے اولاد ہوگی کہ میں بہر سالخوردہ ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ خطاب ہوا اے زکریا یہ ہمپر آسان ہے اس سے پیشتر تم کچھ چیز بھی نہ تھے اور ہمنے پیدا کردیا

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت صفنیا علیہ السلام ۲۵۲۶ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا زمانہ سلطنت یہوشافاط بادشاہ بنی اسرائیل میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔

حضرت صفنیا علیہ السلام

داؤد
نحشان
صدوق
مسلم
ادن
برخیا
سلیمان
مسلم
صدیقہ
آموں
ماسان
عمران
کوش

آل عمران
۵ف سورۂ آل عمران
یعقوبؑ
صدیقہ
آموں
کوش
انبیاء

اسلئے اب پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس دعا سے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام چھ ماہ کے حمل سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اشرار بنی اسرائیل نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا آپ انکے خوف سے ایک درخت میں پوشیدہ ہوگئے۔ بنی اسرائیل نے اُس درخت کو چیر دیا۔ سو برس کی عمر میں اس ظلم سے آپ شہید ہوئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت ہی عابد زاہد

تھے خوف خداوندی سے بہت روتے تھے یہانتک کہ آپکے چہرہ پر آنسوؤں کے جاری ہونے سے زخم ہوگئے تھے ہمیشہ تخلیہ اور تنہائی میں بیٹھے رہتے تھے۔ ساری عمر نکاح نہیں کیا اور یہ اُسوقت کی شریعت میں جائز تھا۔ بادشاہ ہیرودیس نے اپنے بھتیجی سے ان کا نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰؑ نے انکار کیا۔ اس عداوت سے اُسنے آپکو قتل کرا دیا۔ یوحنا بھی آپکو کہتے ہیں۔

یعقوبؑ
سبط اولاد

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت مریم علیہا السلام باری تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو عورتوں میں بڑا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور سب سے زیادہ بزرگی آپکی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں نسب آپکا صاحب ناسخ التواریخ نے اسطرح بھی لکھا ہے مریمؑ بنت ایلیعافر بن ایلیہود بن الکین بن زاددق بن عازور بن ایلیاقیم بن ابیود بن زوربابل بن شلتائیل بن یوکانیا بن یوشیا بن آمون بن منسی بن حزقیا بن آحاز بن یوثام بن عوزیا بن یورام بن یہوشافاط بن اسا بن ابیا بن رحبعام بن سلیمان بن داؤدؑ۔ حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کے قریب قریہ بیت اللحم میں آپکی ولادت ہوئی چونکہ آپ قدرت الٰہی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور بعد حمل ہی یا بعد انقضائے مدت حمل کہ جو دونوں متعجب خیز صورتیں ہیں آپکی ولادت ہوئی اسکے بعد بنی اسرائیل نے حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی اور آپ سے مزاحم ہوئے تو مریمؑ نے فرمایا کہ اس بچے سے دریافت کرو حضرت عیسیٰؑ روح اللہ شیرخوار گود میں تھے آپنے فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں اُسنے مجھکو کتاب دی اور مجھکو نبی کیا ہے اور کیا مجھکو برکت والا جہاں رہوں اور حکم کیا مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جبتک زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنیوالا میری ماں کے ساتھ اور نہیں کیا مجھکو متکبر بدبخت) مگر قوم اس معجزہ کو دیکھکر بھی اپنی الفاظ ناشائستہ سے باز نہیں آئی حضرت مریم یوسف بن نجار کو ہمراہ لیکر مصر تشریف لیگئیں جب حضرت عیسیٰؑ بارہ برس کے ہوئے تو معہ اپنی والدہ شام کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے (اسی نسبت سے

حضرت مریم علیہا السلام

خط عیسیٰؑ

اور عیسائیوں کا لقب نصارا ہوا) آپکی تیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی اور انجیل نازل ہوئی اور کمال درجہ کے زاہد و تارک الدنیا تھے۔ یہود کو آپسے عداوت ہوئی اور بادشاہ فیلاس آپکے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ باری تعالےٰ نے اسکو آپ کا ہمشکل کردیا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا اور حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھا لئے گئے سنہ ۵۶۱۷ ہبوط میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ۵۷۰ برس پہلے یہ واقعہ ہوا کل ۳۳ سال آپ دنیا میں رہے اور حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد چھ سال اور زندہ رہیں ۵۳ سال کی عمر میں اُنکا بھی انتقال ہوگیا حضرت عیسیٰؑ کے اُٹھائے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو سرسبزی نہیں ہوئی اور دن بدن تنزل ہوتا گیا ذَالِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ط (یہ بوجہ اسکے کہ نافرمانی کی اُنہوں نے اور ظلم کرتے تھے) آپ بمقابلہ دیگر انبیاء کے خصوصیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشر بھی تھے جیسا کہ اس بارہ میں کلام باری سے ظاہر ہے اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط (بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف دلیل اور حجت کے ساتھ حالانکہ تصدیق کرنیوالا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے ہے یعنی کتاب توریت اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے زمانہ کے بعد تشریف لاوینگے نام اُنکا احمد ہوگا۔

حضرت جاد علیہ السلام

حضرت جاد علیہ السلام… پیغامبران بنی اسرائیل سے ہیں سنہ ۶۲ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ کی سکونت جب مقام اصیا میں تھی حضرت جاد انکو پاس آئے اور خبر دی کہ حکم باری اسطرح پر ہے کہ تم یہاں سے خرنوب کی طرف جاؤ چنانچہ آپ جادؑ کی ہدایت کے موافق یہاں سے روانہ ہوکر خرنوب پہونچے۔ (تاریخ)

روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت دانیال علیہ السلام آپ انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکے والد کا نام یوحنا بن یوشا ہے۔ یوشا کے تین لڑکے تھے۔ اول یوحاز جسنے آل یہودا کی سلطنت کی۔ دوسرے یہویاقیم جو آخر سلاطین بنی یہودا ہے۔ تیسرے یوحنا والد دانیال علیہ السلام جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مثل دیگر انبیاءؑ آپنے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعثت کی خبر دی تھی سنہ ۴۸۱۶ میں آپکا ظہور ہوا۔ آپکی کتاب ۱۲ فصلوں پر مشتمل ہے جسمیں آئندہ کی خبریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال درج تھا۔ بخت نصر بادشاہ یہویاقیم کو جسوقت گرفتار کر کے لیگیا۔ اسکے بعد اپنے رئیس خواجہ سرایاں اصفانار سے

کہاکہ بنی اسرائیل میں سے چند آدمی جو ذہین و طباع ہوں منتخب کر لے تاکہ کسب علوم میں انکو مشغول کیا جاوے اور بعد حصول قابلیت انکو دربار میں رکھا جائے۔ اصفانار مذکور نے ایک جماعت کا انتخاب کیا از انجملہ حضرت دانیالؑ اور تین انکے اور ہمراہی بھی اسمیں شامل تھے۔ یہ چاروں چار بتوں کے نام سے موسوم کئے گئے اور انکی آسائش کا بھی خاص طور سے اہتمام کیا گیا اور کھانا خاص مطبخ سے آنا شروع ہوگیا حضرت دانیالؑ کے ہمراہی بھی صلحی اور زاہد وقت تھے سب نے پوشیدہ طور سے داروغہ مطبخ سے درخواست کی کہ بادشاہی کھانا ہمارے واسطے نہ آیا کرے۔ بالآخر یہ خواہش حضرت دانیالؑ اور انکے ہمراہیوں کی پوری ہوئی۔ اور دانیالؑ کے ہمراہیوں نے اپنے طور پر احتیاطاً کھانے کا انتظام کیا اور تعلیم میں مشغول رہے۔ کچھ عرصہ بعد دانیالؑ اور آپکے ہمراہی قابلیت میں سب سے بڑھ گئے اور مقربان خاص سے ہوگئے

حضرت دانیال علیہ السلام

اسی عرصہ میں بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور بغیر خواب بیان کئے اسکی تعبیر معہ کیفیت خواب دریافت کی۔ علماء بابل و مجوس اسکی تعبیر دینے سے معذور رہے۔ گو سوال حضرت دانیالؑ سے نہیں ہوا تھا مگر آپ جماعت حکماء میں شامل تھے۔ اسپر بخت نصر نے ناراض ہو کر سب کے قتل کا حکم دیدیا جسوقت ان سبکو عاملان بخت نصر قتل کرنیکے واسطے لیچلے اسوقت حضرت دانیالؑ نے درمیان سے نکلکر مہلت طلب کی اور بعد چند روز جو خواب بخت نصر نے دیکھا تھا ہو بہو بیان کر دی اور اسکی تعبیر ظاہر کی جو بعثت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل تھی گو بخت نصر حضرت دانیالؑ کی منشاء کو بخوبی سمجھا

حضرت ملاخی علیہ السلام

ظہور آپکا سنہ ۴۶۱۵ ہبوط میں ہوا۔ عبری زبان میں ملاخی کے معنی رسول کے ہیں۔ حضرت دانیالؑ کے ہم عصر اور شریعت موسوی کے پابند تھے اور بنی اسرائیل انکو آخری پیغمبر سمجھتے تھے۔

حضرت ساریا علیہ السلام ۴۸۲۵ سنہ ہبوطیہ میں آپکا ظہور ہوا۔ ساریا عبری میں بمعنی میر کردۂ خدا کے ہیں ہمیشہ آپ بیت المقدس میں رہتے اور مسجد اقصا میں اوقات عزیز کو عبادت الٰہی میں گذارتے۔ شریعت موسوی کے متبع تھے بخت نصر جب بیت المقدس پر چڑھا اور غالب ہو گیا تو اسکے سپہ سالار نے بعد ہدم دیوار قلعہ و احراق مسجد ساریاؑ و صفنیاؑ اور تین آدمی اور خدام بیت اللہ کو

گرفتار کیا اور دست بستہ کر کے ارض بلاث میں بخت نصر کے پاس لیگیا اور وہاں آپ شہید کئے گئے۔ خرابی بیت المقدس کا روز آل اسرائیل میں ایسا گزرا ہے کہ یہ ہمیشہ اس دن کی مصیبت یاد کرتے رہتے کہ جو در حقیقت انکے اعمال کی مکافات تھی

یعقوبؑ خط اولاد

دو مرتبہ سخت نافرمانیوں کے مرتکب ہوئے۔ بہت سے انبیا کو قتل کیا طرح طرح کے معاصی پر دلیر ہو گئے۔ اولاً بخت نصر نے انکو پامال کیا دوسری مرتبہ طیطوس کے حملے سے تباہ ہوئے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور انکو ترقی دی جیسا کہ کلام باری میں اسکی تفصیل موجود ہے وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا۔ (اور پیام بھیجا ہمنے بنی اسرائیل کی طرف کتاب توریت میں اور بیان کر دیا کہ تم ضرور فساد کرو گے زمین شام میں دو بار اور البتہ میری طاعت سے سرکشی و تکبر کرو گے) بخت نصر نے بنی اسرائیل اور بیت المقدس پر بڑے بڑے مظالم کئے۔ اسکے علاوہ اسنے ایک بت زر خالص کا تیار کرایا تھا جسکا طول و عرض ۶۰×۶ ہاتھ کا تھا اور ایک بتخانہ میں اسکو رکھا گیا تمام ممالک میں اسکی پرستش کی منادی کی تھی۔ اور مخلوق کی گمراہی پر آمادہ ہوا۔

حضرت ساریا علیہ السلام

حضرت نریا علیہ السلام

انکا سلسلہ [illegible]

حضرت نریا علیہ السلام بن ماسا۔ نریا کے معنی عبری زبان میں چراغ خدا کے ہیں۔ زمانہ دولت یہویاقیم ۴۸۲۳ سنہ ہبوط میں آپ مبعوث ہوئے تھے شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے بنی اسرائیل کو ہر چند آپ نصیحت کرتے رہے لیکن کسی نے آپکی بات نہ مانی اسوجہ سے اپنی بداعمالی کے مکافات میں مبتلا ہوئے۔

حضرت شمعیا علیہ السلام رحجام بن سلیمانؑ کے زمانہ میں سنہ ۳۲۴۴ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ آپ آل یہودا سے ہیں جسوقت رحجام بن سلیمانؑ نے یوربعام بن باناط افرائی سے جسکا سلسلۂ نسب افرائیم بن یوسفؑ سے ملتا ہے بارادۂ مصاف لشکر کو ترتیب دی تو آپکو بذریعہ وحی الہام ہوا کہ رحجام و آل یہودا سے کہیں کہ آپس میں جنگ نہ کریں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاویں

تاکہ خونریزی نہو حضرت شمعیا نے حکم خداوندی سے اطلاع دی اور مخلوق کو اس ارادہ سے روکا آخرکار سلطنت آل یہودا و بنی بنیامین رحجام کے حق میں قائم ہوئی۔ اور دوسرے دس سبطوں کی حکومت یوربعام کیلئے مخصوص کیگئی لیکن باہمی عداوت و نفاق یوربعام اور رحجام میں ابد تک

یعقوبؑ خط اولاد

رہا اسکی وجہ سے ان دونوں کی حکمرانی میں مقابلہ ہوتا رہا اور یوربعام جو معاصی اور نافرمانی سے باز نہ آیا گو حضرت سلیمانؑ کے خوف سے اسنے پہلے سے مصر میں سکونت اختیار کرلی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ کے انتقال کی خبر سنکر سیکان شیاق فرعون مصر کے پاس گیا اور اس سے اجازت لیکر زمین نابلس میں آگیا اور بنی اسرائیل میں رحجام بن سلیمانؑ کی مخالفت شروع کردی اور بقیہ اسباط پر اپنی حکومت جمائی لیکن دل میں اسکو خیال ہوا کہ جسوقت بنی اسرائیل حج کی غرض سے بیت المقدس جاوینگے ممکن ہے کہ سب رحجام بن سلیمانؑ کے موافق ہوجاویں اور مجھکو قتل کردیں اس اندیشہ سے اسنے ایک گوسالہ زر خالص کا تیار کیا اور مسجد مذبح بنایا اور اس حیلہ سے بنی اسرائیل کو حج سے روکا کہ ہر سال اتنا سفر سفر دور و دراز کرنا اور پریشانی اٹھانا ضرور نہیں ہے لئے یہ جو مذبح و مسجد قربانی اور حج کے واسطے تیار کئے ہیں۔ آئین آل یہودا کے موافق یہاں قربانی کریں اور گوسالہ کے قریب ذبح کئے جاویں۔ یوربعام کے اس فریب سے بنی اسرائیل بت پرستی کا آغاز ہوگیا مگر غضب الٰہی سے اسکا لڑکا بیمار ہوا اور یوربعام نے بغرض حصول شفا اپنی بیوی کو پوشیدہ طور سے اخیا علیہ السلام کے پاس بھیجا اس وقت میں یہ بھی نبی تھے اور عدو علیہ السلام بھی اس زمانہ میں موجود تھے اور یوربعام کو نصیحت کرتے رہتے تھے جسوقت اسکی بی بی اخیا کے پاس پہنچی تو وہ غضب آلودہ ہوئے اور یوربعام کے بداعمالی کی وجہ سے جو اسپر تباہی آنیوالی تھی اس سے اطلاع دی چنانچہ جسوقت یہ مکان پر پہنچی لڑکے کو مردہ پایا اور اسیوقت سے یوربعام کی حکومت کا خاتمہ ہونا شروع ہوگیا اور اسکا بھی خاتمہ ہوگیا

حضرت شمعیا علیہ السلام

انکا سلسلہ ابھی ملا

حضرت باروخ علیہ السلام

حضرت باروخ علیہ السلام آپ حضرت نریا بن ماسیا کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کا ظہور سنہ ۳۸۲۲ ہبوط میں ہوا۔ باروخ عبری میں مبارک کو کہتے ہیں ارمیاؑ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور ساریاؑ آپ کے بھائی ہیں۔

حضرت ہوشع علیہ السلام بن بئری انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکو جناب باری سے خطاب ہوا کہ نکاح کریں اور اولاد ہو پر پہلے جو لڑکا ہوگا اُسکا نام ایزریعل رکھیں اور دوبارہ لڑکی پیدا ہوگی اُسکا نام لاژوحامار کھا جاوے اور تیسرے لڑکے کا نام لاعمی رکھو۔ یہ گویا خرابی بنی سرائیل سے اشارہ تھا۔ اسلئے کہ عبری میں ایزریعل کے معنی زراعت کرنیکے ہیں اور زراعت میں اول

دانہ بکھرتا ہے اس سے مراد پریشانی بنی اسرائیل کی تھی۔ اور لاژوحاما بمعنی (رحم نہ کیا گیا) ہے۔ اور لاعمی بمعنی (ہماری قوم نہیں ہے) اس سے غایت ناراضگی باری تعالے کی مراد تھی۔ اور یہ ترقی بنی اسرائیل کا وہ وقت تھا کہ بنی سرائیل کی اولاد کا حد و شمار دشوار

تھا۔ ہوشع علیہ السلام انکو مواعظ ونصائح کرتے رہے اور آیندہ عذاب کی خبر دیتے تھے۔ عوزیا۔ یوآثم۔ آحاز۔ خزقیا چار سلاطین بنی اسرائیل کا آپنے زمانہ دیکھا۔ سنہ ۴۶۱۵ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا تھا۔

حضرت ہوشع علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام بن یہودا یاع کا سنہ ۴۵۵۶ ہبوط میں ظہور ہوا اس زمانے میں آل یہودا کفر وطغیان میں مبتلا ہوگئی تھی اور اتباع شریعت موسوی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ باری تعالے نے انکی ہدایت کیلئے حضرت زکریا ؑ کو مبعوث کیا۔ آپ اپنی قوم میں آئے اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر بنی اسرائیل کو خطاب کیا کہ باری تعالے فرماتا ہے (اے قوم تم نے میری نافرمانی کی اسواسطے میں بھی تم سے بری ہوں۔ اور تمہاری رستگاری دشوار ہے) ۔ بن آل یہودا نے آپکے فرمانے پر کان نہ دھرے۔ بادشاہ یواش جو اپنے گروہ کا ہمخیال تھا اُسکے حکم سے آپ سنگسار کئے گئے۔ اور آپکے بھائیوں کو بھی قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ سے عذاب الٰہی اُنپر نازل ہوا اور بادشاہ یواش کو خود اُسکی فوج نے مار ڈالا۔ یہ حضرت زکریا والد یحیٰی علیہما السلام کے علاوہ دوسرے نبی گزرے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت مینخا علیہ السلام بن نملا کا ظہور سنہ ۵۲۶ میں ہوا آپکے زمانے میں بادشاہ بنی اسرائیل یہوشافاظ اور احاب
سلطان اسباط عشر کے باہم اتحاد تھا۔ ایک مرتبہ بغرض ملاقات وہ احاب کے پاس مقام شومرون میں آیا۔ احاب
نے یہوشافاظ سے کہا کہ آپ دفع اعدا میں میری کچھ امداد کیجیے تاکہ اراضی راموث جو میری قدیمی میراث ہے قبضۂ ملک آرام

سے نکل آوے۔ یہوشافاظ نے جواب دیا کہ تمہاری اعانت کو موجود ہوں لیکن مناسب ہے کہ اس بارہ میں رضاء خداوندی کسی نبی کے
ذریعے سے معلوم کرلیں تاکہ نتیجہ بہتر ہو۔ احاب نے اسیوقت چارسو آدمی جھوٹے مدعیان نبوت جمع کرلئے اور ان سب نے یہوشافاظ کو احاب

یعقوب ع
خطا اولاد

کے امداد کی راے دی لیکن یہوشافاظ کو انکی بات پر کچھ اطمینان نہوا اور کہا کہ انکے سوا کوئی اور بھی نبی ہے۔ احاب نے حضرت مینخاؑ
کے بارہ میں ذکر کیا کہ وہ بھی نبی ہیں لیکن اس جماعت میں نہیں تھے انکے کلام میں فال نیک کم ہوتی ہے اسواسطے انکو نہیں بلایا
گیا۔ یہوشافاظ نے حضرت مینخاؑ کے لئے اصرار کیا اور آپ طلب کئے گئے۔ جب آپ تشریف لائے
تو احاب نے اس جنگ کے متعلق حضرت مینخاؑ سے دریافت کیا۔ آپنے انبیاء کاذبہ کی مخالفت
اسکو اس ارادہ سے منع کیا اسپر احاب نے ناراض ہوکر آپکو قید کردیا۔ اور اپنے
لشکر کو تیار کرکے اپنے ارادہ کے موافق یہوشافاظ کے ہمراہ ملک رام پر
حملہ کردیا۔ اپنی شامت اعمال سے حضرت مینخاؑ کے ارشاد
کے موافق ذلیل ہوا اور اسکی لڑائی میں مارا گیا یہوشافاظ
بہزار دشواری جان بچاکر واپس آیا۔ اسکے
مرنیکے بعد بحکمت الٰہی آپ بھی رہا ہو گئے۔

حضرت مینخا علیہ السلام
انکا سلسلہ یہودا

حضرت حکی حجائی علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں حکی حجائی علیہ السلام کا سنہ ۴۹۰ ہبوط
میں ظہور ہوا (حکی حجائی بمعنی حج کردہ)۔ سلطنت داریوش کے دوسرے سال آپ بیت المقدس میں آئے اور الہام خداوندی تعمیر
بیت المقدس کے بارہ میں بنی اسرائیل کو آگاہ کیا آپ ازبائیل بن شلتائیل عمائد آل یہودا پاس گئے
اور رئیس خدام مسجد کو مخاطب کرکے دونوں سے فرمایا کہ باری تعالےٰ کا حکم ہے فوری خاطر
ہوکر تعمیر مسجد میں مصروف ہو ورنہ جب تک خانہ خدا حالت شکستگی میں رہیگا اللہ کی نعمتیں
تمسے رکی رہینگی اور کشت و خون کا اندیشہ رہیگا بنی اسرائیل ہراساں ہوکر
آمادہ ہوا اور سلطنت داریوش کے دوسرے سال نویں مہینہ کی
تاریخ ۲۴ کو درستی بیت اللہ کا کام شروع ہوا۔
(ناسخ التواریخ)
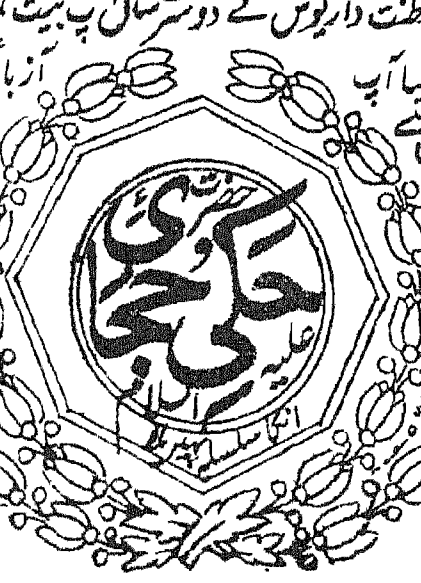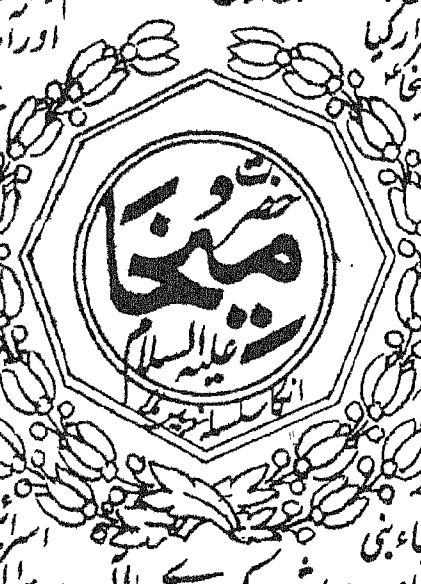
حضرت حکی حجائی علیہ السلام
انکا سلسلہ یہودا

حضرت ناتان علیہ السلام۔ ناتان کے معنی عبرانی زبان میں (دیا ہوا) کے ہیں ۳۸۹۸ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا شریعت موسوی کے پابند تھے۔ ناتان ایل بھی آپکو کہتے ہیں اس صورت میں خداداد کے معنی ہو جائینگے اسلئے کہ عبری میں ایل خدا کو کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کے ہمعصر تھے۔ اور داؤدؑ کا حال جیسا کہ مشہور ہے ۹۹ بیویاں تھیں آپنے ایک عورت سے اور نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا

ہوا اور اس عورت کا اوریاء جانانی سے نکاح ہونا قرار پایا تھا۔ چونکہ حضرت داؤدؑ نے اپنی خواہش سے یہ نکاح کیا تھا باوجودیکہ آپکی بیویاں کثرت سے تھیں اسلئے یہ امر پسندیدۂ خداوند نہوا اور اس طریقے سے محض اپنے فضل سے آپکو آگاہ کیا کہ دو

یعقوبؑ
خط اولاد

شخص باہمی جنکے قضیہ کا تصفیہ کی غرض سے آپ پر داخل ہوئے جیسا کہ حق جل وعلا کا ارشاد ہے **هَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ** ط (کیا آئی تیرے پاس خبر ان دو منازعین کی جبکہ داخل ہوئے اسکی عبادتگاہ میں) ان دونوں کے ساتھ حضرت ناتان بھی تھے۔ حضرت داؤدؑ ان لوگوں سے کچھ مرعوب ہوئے تو انہوں نے تسکین کی اور **قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ** (کہا انہوں نے ڈرو مت ہم تو دونوں مخاصم ہیں جو ایک دوسرے پر ظلم کیا گیا ہے۔ تم حق کے ساتھ فیصلہ کر دو ہمارا) اور وہ ہمارے باہمی قضیہ یہ ہے کہ یہ ایک میرا بھائی ہے جسکے ۹۹ بکریاں ہیں اور میرے صرف ایک بکری ہے اسکو بھی اسنے ظلم سے لیلیا اور مجکو ذلیل کیا حضرت داؤدؑ نے جو انصافاً اسکا فیصلہ تھا اسکے موافق حکم دیا اور فرمایا **لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ** (بیشک اسنے تیرے ساتھ ظلم کیا ایک بکری بیبا وجودیکہ اسکے پاس بہت سی بکریاں ہیں) یہ قصہ جب طے ہو گیا تو وہ دونوں جھگڑنے والے یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ حضرت داؤدؑ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور حضرت داؤدؑ متفکر ہوئے۔ ناتانؑ نے فرمایا کہ اے داؤدؑ یہ ملائکہ تھے اور تمہاری حالت تمثیل کر گئے ہیں کہ باوجود ۹۹ بیویوں کے تمنے اوریا جانانی کے بارہ میں بیادبی کی اور اسکی حق تلفی ہوئی باری تعالٰے فرماتا ہے کہ میں نے تمکو نبوت اور سلطنت عطاء کی طالوت سے نجات دی اور اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تمکو ایسا کرنا زیبا نہیں ہے گو اللہ تعالٰے تمکو ہلاک نہ کریگا مگر جو لڑکا اس عورت سے ہے وہ بچیگا۔ یہ کہکر حضرت ناتان تو چلے گئے اور حضرت داؤد بارگاہ رب بے نیاز میں سجدہ ہو ساٹھ روز تک گریہ و زاری کرتے رہے سوکھا ناپینا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالٰے نے اپنی کریمی سے آپکا عفو قصور کیا۔

حضرت
ناتان
علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت
اوریا
علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت اوریا علیہ السلام بن صامان

سنہ ۸۱۶ھ میں انکا ظہور ہوا پہلے بیت المقدس میں انکی سکونت تھی بعد کو قریہ یعاریم میں لیگئے حضرت ارمیاؑ کے مواعظ و نصائح پر دعوت کرتے تھے اور یہی انکی شہادت کا باعث ہوا بادشاہ یہویاقیم کے زمانہ میں باتباع حضرت ارمیاؑ بنی اسرائیل کو انکی ہلاکت کا خوف دلایا۔ اسی باعث سب انکے خلاف ہوا اور قتل کا ارادہ کیا۔ اوریاؑ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ ارض مصر چلے گئے یہویاقیم نے وہاں سے گرفتار کرالیا اور شہید کئے گئے۔

حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جو اوریا تھا وہ علاوہ اوریا حتانی تھا جس سے ایک عورت بتشبع بنت بتشعب کا نکاح قرار پایا تھا اور حضرت داؤدؑ نے اس سے نکاح کرلیا جسپر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو متنبہ کیا جیسا کہ سابق میں ذکر ہوا۔

بنیامین — اینس — افیح — یخورت — صارو

(بعض سلاسل میں قیح بن بنیامین لکھا ہے انیس نہیں لکھا)

مَتّیٰ

یونس حضرت علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام آپ اپنی والدہ متّیٰ کی طرف منسوب ہیں اور حضرت عیسیٰؑ و یونسؑ ان دونوں کی یہی خصوصیت ہے کہ انکے علاوہ اور کوئی نبی ماں کی طرف منسوب نہیں ہوا۔ اہل نینوی جب بت پرستی میں مبتلا ہوگئے تو باری تعالیٰ نے انکی طرف آپکو مبعوث کیا اور ۳۳ سال آپنے اس قوم کو ہدایت کی مگر سوائے دو آدمیوں کے کوئی آپ پر ایمان نہ لایا اور منہیات سے باز نہ آئے تو آپنے مایوس ہوکر اہل نینوی کیلئے بددعا کی اور فرمایا کہ فلاں دن عذاب آئیگا اور یہ کہکر چلے گئے جب وہ دن آیا تو عذاب کے آثار ظاہر ہوئے قوم نے عذاب دیکھ کر یونسؑ کے نبی ہونیکا یقین کرلیا اور میدان میں نکلکر رو رو کر توبہ کی اللہ تعالیٰ اور یونسؑ پر ایمان لائے اسلئے عذاب ٹل گیا ادھر یونسؑ نے آکے یہ حال دیکھا تو انکو یہ خیال ہوا کہ شاید عذاب نازل نہیں ہوا اور اسکی ندامت کی وجہ سے آپ واپس چلے آئے جب دریا پر پہونچکر کشتی میں سوار ہوئے تو آپکا مچھلی کے پیٹ میں جانیکا واقعہ ہوا باختلاف روایات تین یا بیس یا چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپکی توبہ قبول کی اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ (کامل ابن اثیر)

حبقوق یا حبقون حضرت علیہ السلام

حضرت حبقوق علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں حبقوق کے معنی بغل میں لئے ہوئے کے ہیں سنہ ۷۲۳ھ میں آپکا ظہور ہوا حضرت الیاسؑ نے آپکو بغل میں لیکر دعا کی تھی اور آپ کی دعا سے حبقوقؑ دوبارہ زندہ ہوے اسوجہ سے انکا نام حبقوق رکھا گیا۔ عہد دولت منسّی میں شریعت موسوی پر دعوت کرتے تھے۔

حضرت ارمیا علیہ السلام آپ بنیامین بن یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں۔ سنہ ۶۱۹ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ عبرانی میں ارمیا کے معنی برگزیدہ خدا کے ہیں۔ ابتداً آپ پوشیدہ طور سے احکام الہی کا اظہار کرتے رہتے یہانتک کہ یہویاقیم آل یہودا میں سے جسوقت بادشاہ ہوا تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور بنی اسرائیل چونکہ کفر و شرک میں حد سے گذر گئے تھے اُنپر عذاب نازل ہونیکی آپنے خبر دی اور بنی اسرائیل کو دین اسلام کی طرف بلایا۔ اور آپنے باروخ کو ایک کاغذ دیا اور کچھ لکھوانا شروع کیا اور باروخ کو وہ کاغذ دیکر بیت المقدس میں روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ہدایت کریں اور خبر کردیں کہ اگر اطاعت خداوندی قبول نکرینگے تو یہ شہر خراب ہو جائیگا

قیس

ایل
یا ابیل

نیریا

افینن

اور آل یہودا سپاہ بابل کے ہاتھ سے تباہ ہو جاویگی اور کتاب آسمانی جلادی جاویگی۔ حضرت باروخ اسکی تعمیل میں بیت اللہ روانہ ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کو متنبہ کیا۔ ایک شخص میخا بن جاماریہ بن صافان انکی تقریر سنکر محل شاہی میں آیا اور ارکین سلطنت سے اطلاع کی۔ ارکین نے حضرت باروخ کو معہ اُس تحریر کے طلب کیا اور کہا کہ تم اور ارمیا کسی جگہ پوشیدہ ہو جاؤ مبادا کہ بادشاہ آل یہودا سنکر تم دونوں کے قتل کا حکم دیدے حضرت باروخ سے یہ کاغذ لیکر وہ کاغذ ارمیا کا بادشاہ کے روبرو پیش کیا اُسنے دیکھکر آگ میں جلادیا اور حضرت باروخ و ارمیا کے قتل پر آمادہ ہو گیا اُسکے زمانہ میں دونوں روپوش رہے یہانتک کہ صدقیا دوسرا بادشاہ آل یہودا کا تخت نشین ہوا اُسوقت بالہام باری پھر آپنے بختنصر کے حملہ سے آگاہ کیا اور قوم کو سمجھاتے رہے۔ اتفاقاً اُس زمانہ میں بختنصر نے حملہ کی تیاری کی اور فرعون مصر نے بختنصر کی آمد کا حال سنکر آل یہودا کے تحفظ کی غرض سے حوالئے بیت المقدس میں اپنا لشکر بھیجدیا۔ اہل بابل نے جب یہ خبر سنی تو وہ حملہ سے اُسوقت رک گئے اور آل اسرائیل کو اطمینان ہو گیا اور حضرت ارمیا و باروخ کے ارشاد سے اور لاپروائی ہو گئی۔ حضرت ارمیاء اس واقعہ کے بعد اسکے پاس آئے اور سمجھایا کہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے ڈھیل ہے۔ خدا کے عذاب سے بیخوف نہ ہو۔ میں جو کچھ تمہیں خبر دیتا ہوں یہ ضرور ہوگا مگر بادشاہ آل یہودا نے انکی نصیحت نہ مانی اور فرعون مصر کا لشکر کچھ عرصہ بعد واپس ہو گیا اور آپ مجبور ہو کر بیت المقدس سے ارض بنیامین کے عازم ہوئے تو آپ پر طرح طرح کی سختیاں کیگئیں اور بہت کچھ تکلیفیں دیکر آپکو قید کر دیا بالآخر آپکو فضل خدا سے نجات ہوئی اور کچھ عرصہ بعد حضرت ارمیا نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ہی صورتیں پیش آئیں۔

حضرت ارمیا علیہ السلام
انکا سلسلہ ...

حضرت مردخائی علیہ السلام
انکا سلسلہ ...

حضرت مردخائی علیہ السلام بن

یا بیر بن شمعی بن قیش پیغمبران بنی اسرائیل اور اولاد بنیامین سے ہیں اور لقب آپکا ملک شان ہے جسکے معنی عبری زبان میں مغرور کے ہیں۔ یہ لقب آپکا اسلئے ہوا کہ آپ اسی زبانیں جانتے تھے۔ سنہ ۲۸۹ ہبوط میں آپ کا ظہور ہوا۔ (ناسخ التواریخ)

ملک طالوت ملوک بنی اسرائیل سے ہیں حضرت شمویلؑ سے جب بنی اسرائیل نے اپنا کوئی بادشاہ مقرر ہونے کی درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت شمویلؑ کے پاس طالوت کو بھیجا چونکہ منجانب اللہ حضرت شمویلؑ کو ملک طالوت کی نشانیاں بتا دی گئیں تھی جسکو یہ حضرت شمویلؑ کے پاس پہنچے ان علامات کو دیکھکر شمویلؑ نے طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل مقرر کر دیا لیکن یہ بنی یہودا سے نہ تھے اسلئے بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ طالوت کی بادشاہی کیسے ہوسکتی ہے۔ حالانکہ ملوک آل یہودا سے ہوتے چلے آئے ہیں۔

یہ بنیامین کی نسل سے ہیں جو مستحق سلطنت نہیں سمجھے گئے اور طالوت بلحاظ مالی حیثیت سے بھی اس قابل نہیں بخلاف
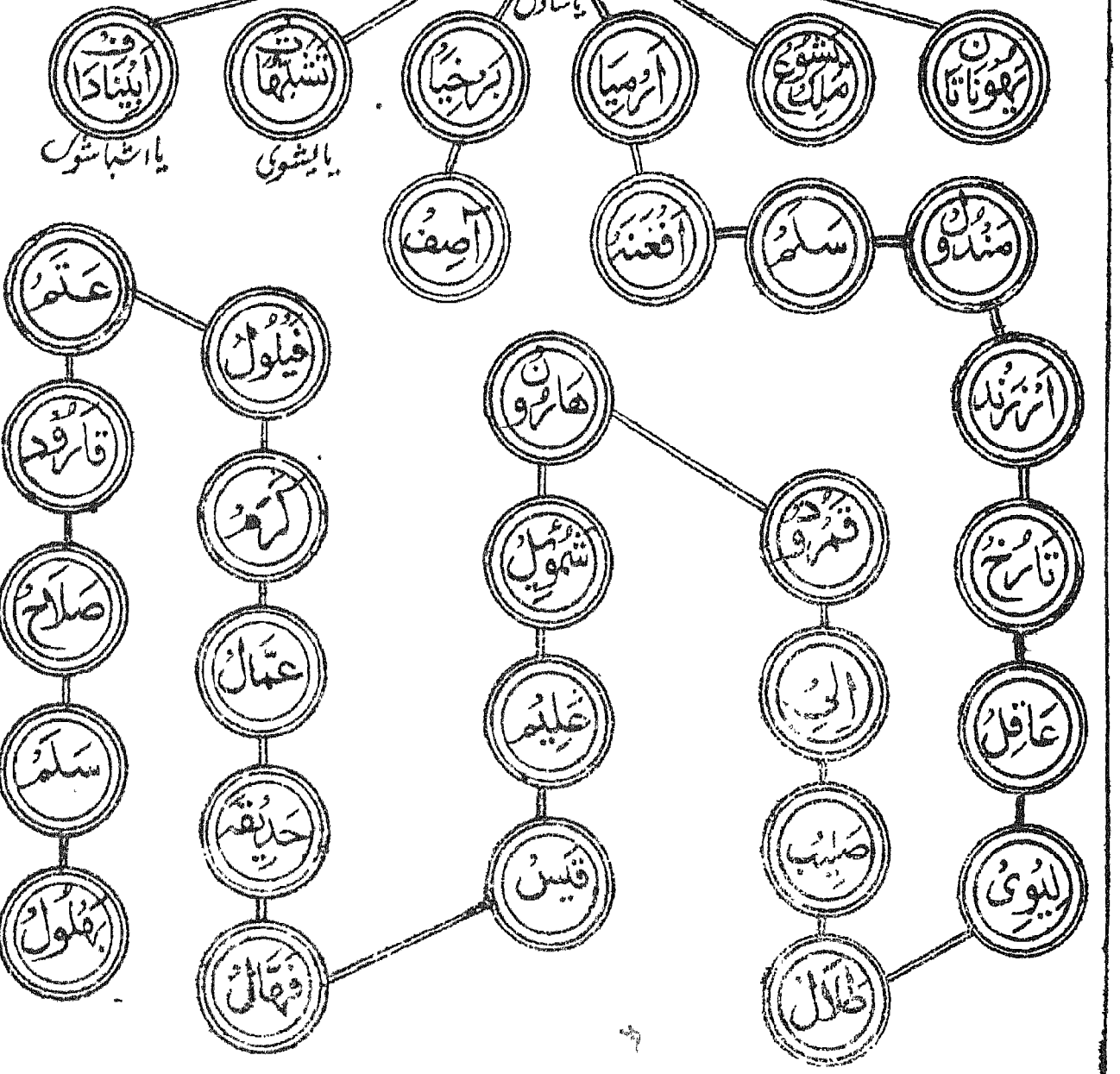
ہمارے کرسبط مملکت سے ہیں حضرت شمویلؑ نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے مقرر کر دے چونکہ حکم باری طالوت کیلئے ہو چکا ہے اسواسطے طالوت کو بادشاہ مانو اور اسکی اطاعت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ظاہری قد و قامت در باطن میں از روئے علم کے نیز فضیلت دی۔ بنی اسرائیل نے حضرت شمویل کے اس عجب پر طالوت کے بادشاہ ہونے کی علامت طلب کی تو حضرت شمویلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تابوت سکینہ کو اسکی وجہ سے پھر واپس کریگا جو عمالقہ بنی اسرائیل سے چھین لیگئے تھے (جسکے صدمے سے بنی اسرائیل ہمیشہ رویا

رجال — عیسیٰ — سلیمان (عرف زیرک) — پوپل زئی — حبیب زئی — بادی زئی — کانی — جلول زئی

ابدال — ترین — بارک زئی — نورالدین زئی — سیفل — دارو — ینک

اجداد امراء کابل

اورمڑ

جد رؤساء بھوپال

شیرانی

بریخ

میانہ

کانسی

زرمند

خرشبون (باخیرالدین)

کند — جد رؤساء ٹونک

بیٹن

غور غشت

عبدالرشید قیس

سربن

شرخبون

عیص — سلول

عین — زمان — سکندر — جلند — مرہ — نعیم — عتبہ

کرتے تھے اور اسکے واپس آنیکی تدبیریں کیا کرتے تھے) چنانچہ تابوت سکینہ ملائکہ نے طالوت کے پاس پہنچا دیا۔ یہ علامت اور اصل مراد حسب وقت بنی اسرائیل نے دیکھی تو ناچار طالوت کے مطیع ہو گئے لیکن دل میں ہمیشہ کدورت رہی۔ طالوت نے بادشاہ ہوتے ہی فلسطین پر حملہ کی تیاری کر دی جسوقت مقابلہ ہوا تو بنی اسرائیل کی کدورت نے جوہر دکھائے اور صرف تعداد اہل بدر یعنی تین سو اور کچھ اوپر دس یعنی تیرہ یا پندرہ آدمی انکے ہمراہ رہ گئے۔ حضرت داؤد کی وجہ سے انکو اس موقع پر فتح ہوئی جالوت مارا گیا اور اس صلہ میں داؤد سے ملک طالوت نے

اپنی لڑکی کی شادی کردی۔ چالیس ۴۰ یا اکتالیس ۴۱ سال بنی اسرائیل پر حکومت کی آخر میں حضرت داؤد کے غالب ہونے کا طالوت کو اندیشہ
ہوا اور اس خیال سے انکے ستر آدمیوں کو قتل کرا دیا جسکی مکافات میں طالوت اور اسکی اولاد اہل فلسطین کے ہاتھوں قتل ہوئی۔
طالوت کے دو بیٹے ارمیا و برخیا بعد وفات طالوت پیدا ہوئے جنکو حضرت داؤد نے پرورش کیا اور اپنا وزیر کیا اور ان دونوں
کے ایک ایک لڑکے آصف و افغنہ پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کے وزیر رہے۔ افغنہ چونکہ جری و قوی ہیکل تھے اسواسطے حضرت سلیمان

امیر عبدالرحمن خان — سراج الملۃ — امیر حبیب اللہ خان — والدین — شہزادہ عنایت اللہ خان

سردار محمد افضل خان — امان اللہ خان — حیات اللہ خان

امیر حبیب اللہ خان والئ دولت خداداد افغانستان

ملک آجکل جس ملک کے حکمران ہیں پہلے اسکے مختلف نام رہے لیکن ۱۷۴۷ء میں جب احمد شاہ ابدالی قندھار کا تخت نشین ہوا جب سے یہ افغانستان مشہور ہو گیا اس سے پیشتر اور اسکے بعد ہمیشہ مختلف قبائل کے حکومتی گروہ افغانان سے حکومت کرتے رہے۔ احمد شاہ ابدالی جو لقب درانی سے مشہور سلطنت افغانستان کا پہلا بانی ہے جسنے چوتھے حملہ میں

دہلی کو بھی فتح کیا تھا اور عالمگیر ثانی سے مل جل کر محمد شاہ کی لڑکی سے خود نکاح کیا اور عالمگیر کی لڑکی سے اپنے لڑکے تیمور کی

شادی کی بعد اسکے تیمور نے قندھار کی تیس ۳۰ سال حکومت کی۔ اسکی اولاد میں فساد ہوتا رہا جسکا آئندہ چلکر یہ نتیجہ ہوا کہ کابل و
قندھار درانی بادشاہوں سے خالی ہو گیا اور پائندہ خاں کی اولاد میں کابل قندھار غزنی پشاور تقسیم ہو گیا۔ امیر دوست محمد خان
کے قبضہ میں کابل و غزنی آئے انہوں نے اکثر لڑائیوں کے بعد ہرات کو فتح کر لیا اسکے بعد ۱۸۶۳ء میں امیر دوست محمد خان کا بمقام ہرات
انتقال ہوا اور انکے بیٹے شیر علیخان تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں سفیر انگلستان کے قتل ہونیکی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ کا
حملہ افغانستان پر ہوا۔ اسی اثناء میں شیر علیخان کا انتقال ہو گیا۔ انکے لڑکے یعقوب علی خاں نے انگریزی فوج کا مقابلہ
کیا لیکن مغلوب ہوئے اور گرفتار ہو کر ہندوستان میں آئے۔ اور اس کے بعد میں امیر عبدالرحمن خان صاحب کو بادشاہی
افغانستان سپرد کی گئی انکے زمانہ میں افغانستان کو نہایت ترقی ہوئی علمی صنعتی انتظامی امور اعلیٰ پیمانہ پر ہو گئے اور
عدل و انصاف سے حکومت کی ۱۳۱۹ھ میں امیر عبدالرحمن خان صاحب راہی ملک بقا ہوئے۔ اور انکے فرزند ارجمند
دولت افغانستان کے والی ہوئے امیر صاحب بھی خوش انتظامی حسن تدابیر نیک دلی فیاضی رحمدلی میں اپنے والد بزرگوار
امیر صاحب مرحوم کی مثال ہیں

(تاریخ افغانستان) (رسالہ صولت افغانی بحوالہ دیگر کتب)

نے افغنہ کو سپہ سالار مقرر کرکے جنوں پر بھی حاکم کر دیا اور مسجد اقصیٰ اُسکے اہتمام سے تیار ہوا اسی نسبت سے بعض اشخاص جنکو تحقیق سے سروکار
نہیں ہے لکھتے ہیں کہ افغان جن کی اولاد ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ بعد سلطنت سلیمانؑ بنی اسرائیل میں بعض تفرقہ کی وجہہ سے تباہی ہوئی
اور بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کرکے سب کو جلا وطن کر دیا۔ جسکو جسطرف موقع ملا چلا گیا۔ افغنہ کی اولاد سے بھی کچھہ لوگ مکہ معظمہ بلاد
عرب میں چلے آئے یہاں تنگی کی وجہہ سے ایک گروہ نواح ہندوستان میں گزرتا ہوا مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان

اورکزی
دولت زی
محمد خیل
میر احمد خیل
المہدی خیل
خان محمد خان
محمد خان جان
نور محمد خان
دوست محمد خان
فاضل محمد خان
شریف محمد خان
نواب
وزیر محمد خان
نواب
نظر محمد خان
نواب
سکندر جہان
بیگم
نواب شاہجہان بیگم
کودی
ککی
کرران
منکل
عبداللہ
از اولاد قطب شاہ
خشی
یوسف زی
الیاس زی
سالار زی
ملکی خان
کرسی خان
یا کرڑے خان
نواب یوسف خان ٹونک
یا شیخی موافق
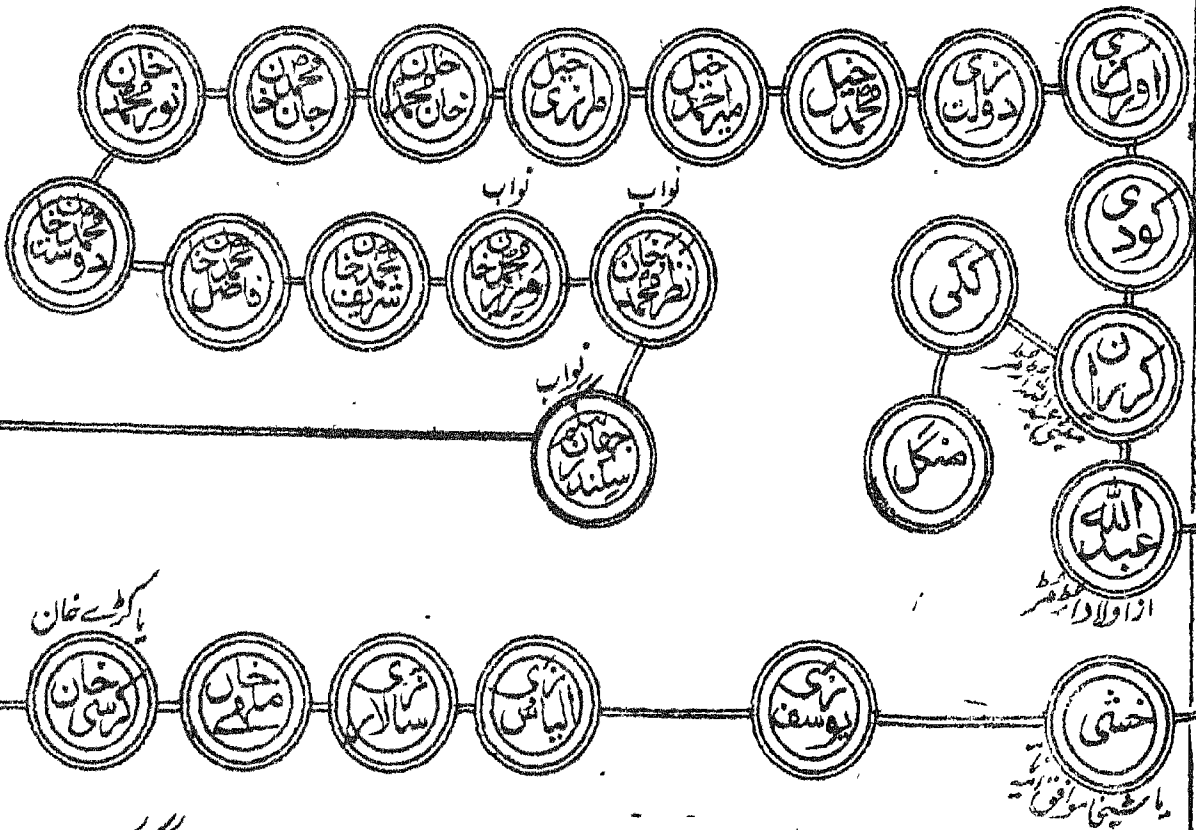
ممالک افغانستان میں آباد ہوا۔ ایک عرصہ کے بعد جب نور محمدی روحی فداہ سے عالم منور ہوگیا تو چند اشخاص اس گروہ کے مشرف باسلام
ہوئے اور انہوں نے باقتضاء ہمدردی قرابت ممالک افغانستان میں اپنے اسلام کی اطلاع دی اور انکو بھی طلب کیا۔ چنانچہ
تاریخ اسکا شاہد ہے کہ قیس افغانستان سے روانہ ہوکر عرب پہونچا اور اپنے اہل خاندان کے ہمراہ عتبہ عالیہ فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر جبہہ سا ہوا۔ اور حضورؐ نے اپنے الطاف رحمۃ للعلمینی سے جماعت اسلامی میں داخل فرما کر عبدالرشید نام سے موسوم کیا
عبدالرشید کے بنی اعمام حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر کمان تھے یہ بھی انہیں شامل ہوکر شجاعت بنی اسرائیل کے جوہر دکھانے لگے
اکثر موقعوں پر قابل قدر خدمات انجام دیں اسوجہہ سے شفیع امت کے مورد عنایات ہوئے اور یہ وہ شرف حاصل ہوا کہ جس سے بڑھکر دین
دنیا میں کوئی بزرگی نہیں ہوسکتی اور حضرت عبدالرشیدؓ کے علاوہ بنی اسرائیل ہونیکے اس فضیلت پر قوم افغان جسقدر فخر کرے
بجا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکی اتباع میں افاغنہ اپنے سلسلہ کو عبدالرشید تک پہونچانے میں فخر بھی کرتے ہیں۔ غالباً عبدالرشید کے
انہی واقعات سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگیا کہ افغانان خالد بن ولید کی اولاد ہیں۔ حالانکہ خالد بن ولید کی لڑکی سارہ عبدالرشیدؓ

نکاح ہونا تاریخ میں کسیقدر ریا یا جاتا ہے۔ جیساکہ تاریخ افغانستان صولت افغانی میں بحوالہ دیگر کتب لکھا ہے (اور یہ امر خیر القرون کے واقعات صحابہؓ کے اخوت اسلامی) عبد الرشید کے خاندانی متوالی قابلیت کے لحاظ سے کوئی مستبعد امر نہیں لیکن سلسلہ نسب بجائے مام اگر خالد بن ولید کی طرف منسوب ہوگا تو اس صورت میں واقعات مذکورہ کا جیساکہ راقم الحروف نے بیان کیا خلاف لازم آئیگا۔ ہاں سلسلۂ مادری میں اگر اس نسبت کو گنجائش دیجاوے تو وہ امر آخر ہے۔ ایک دوسرا اختلاف اس سلسلہ میں یہ ہے کہ بعض مورخین

نے ملک طالوت کو یہودا کی اولاد میں قرار دیا ہے حالانکہ کثرت سے صحیح روایات اور مورخین اسلام کے بیشتر اقوال اسکے خلاف ہیں اور کلام باری

ولیعہد
حافظ محمد نصر اللہ خان
نواب سلطان جہاں بیگم
نواب سلطان جہاں بیگم
محمد عبید اللہ خان
محمد حمید اللہ خان
نواب شاہجہاں بیگم

والئ ریاست بھوپال دام حشمتہا۔ انکے خاندان کے مورث اعلےٰ کرال عبد اللہ اڑھ کے متبنیٰ تھے انکی اولاد سے نور محمد خاں کے فرزند دوست محمد خاں کہ جیسے سلسلہ میں درج ہے ۱۱۲۰ھ میں بعہد بہادر شاہ بن عالمگیر بادشاہ تیراہ سے جلال آباد آئے اور یہاں سے ایک افغان کو قتل کرنیکی وجہ سے دہلی میں آکر ہمراہ فوج بادشاہی ماموره مالوه۔ مالوه میں چلے آئے اور ایک سردار مالوہ کے ملازم ہو گئے کچھ عرصہ بعد منگل گڈھ متصل بیرسیہ میں آکر ٹھاکر آنند سنگھ کی والدہ کے اپنی حسن تدبیر سے متبنیٰ ہو گئے۔ اس رانی کے بعد انتقال بیرسیہ میں آکر اپنے عزیز اور ہمقوم افاغنہ کو نور محمد خاں نے بلا کر ملک گیری شروع کردی ۱۱۵۳ھ میں بعد انتقال دوست محمد خاں انکے بیٹے یار محمد خاں نظام الملک کی امداد سے رئیس ہوئے اور روز بروز

یوسف خان
الہ داد خان
خانا خان
قدم خان
سید علیخان
مولا خان
بابو خان
کالی خان

بناء ریاست مستحکم ہوتی گئی۔ موجودہ حکمراں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ منتظم منصف مزاج رعایا پرور ہیں انکے تین صاحبزادے ہیں جنمیں سے صاحبزادہ نصر اللہ خاں صاحب ولیعہد ریاست ہیں۔ دینی امورات میں اور کار خیر میں اس ریاست کی اولوالعزمی ہمیشہ سے مشہور ہے۔
(تاریخ بھوپال)

امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخاں بہادر صولت جنگ والئ ریاست ٹونک دام اجلالہ۔ آپکے مورث اعلےٰ طالع خاں قصبہ بونیر علاقہ بنیر سے ہندوستان مقام رامپور و نرولی میں آئے پھر مقام سنبھل ضلع مرادآباد میں اقامت فرمائی اور یہاں ہی انتقال ہوا انکے پوتے نواب امیر خاں ۱۱۸۲ھ میں پیدا ہوئے جنکی پیشانی سے آثار شجاعت ہویدا تھے سن شعور کو پہونچے تو خیال ملک گیری ظاہر ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں انکی شہرت ہوگئی بعد چندے بہ تلاش معاش مالوہ گئے یہاں پر معہ اپنی جماعت افغانان جو ایک ہزار انکے ہمراہ تھے رئیس کھیچی والئ راگھوگڈھ کے پاس مقیم ہو گئے اسکے بعد سردار اراسیندھیا کی رفاقت اختیار کی اور ہر جگہہ اپنے بہادرانہ کارنامے ظاہر کئے کچھ عرصہ بعد مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے حسب ایماء گورنر جنرل

سے بھی ان اقوال کی تائید ہوتی ہے اسی بنا پر اس ناچیز مؤلف کتاب کو انہی اقوال پر کاربند ہونا پسندیدہ ہوا از انجملہ چند اقوال و آراے محققین بہ ذیل تفسیر آیات قرآنی حسب ذیل ہیں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ (اور کہا حضرت شمویل عم نے بنی اسرائیل سے تحقیق اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے کہا انہوں نے تعجب سے کب ہو سکتی

دیسرا ہند نواب امیر خاں کو چھ پرگنہ راجستان سے دیحہ صلح پر رضامند کرلیا اور ریاست قائم ہوگئی اگر نواب امیر خاں کے تمام کمال حالات لکھے جاویں تو ایک مستقل دفتر ہوجاوے۔ انکے صاحبزادے نواب محمد وزیر علی خاں کو ابو نصر محمد اکبر شاہ ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا۔ اور بعد انتقال نواب امیر خاں سنہ ۱۲۵۰ھ میں گدی نشین ہوئے اکتیس سال ریاست کر کے سنہ ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا انکے بعد نواب محمد علی خاں نے تین سال حکومت کی اور قتل رئیس لاوہ کے باعث بنارس بھیجے گئے سنہ ۱۳۱۳ھ میں انکی وفات ہوئی۔ اسوقت کے والیٔ ملک نواب محمد ابراہیم علیخان انتظام ملکی میں بیدار مغزی سے مصروف ہیں۔ نیک مزاج۔ رحمدل فیاض نفس اور بڑی خوبی کے رئیس ہیں سنہ ۱۸۹۱ء میں گورنمنٹ سے آپکو خطاب بھی عطا ہوا۔ آپکے صاحبزادے عبدالحفیظ خاں ولیعہد ہیں۔

(ازامیر نامہ)

مولوی محمود علیخان
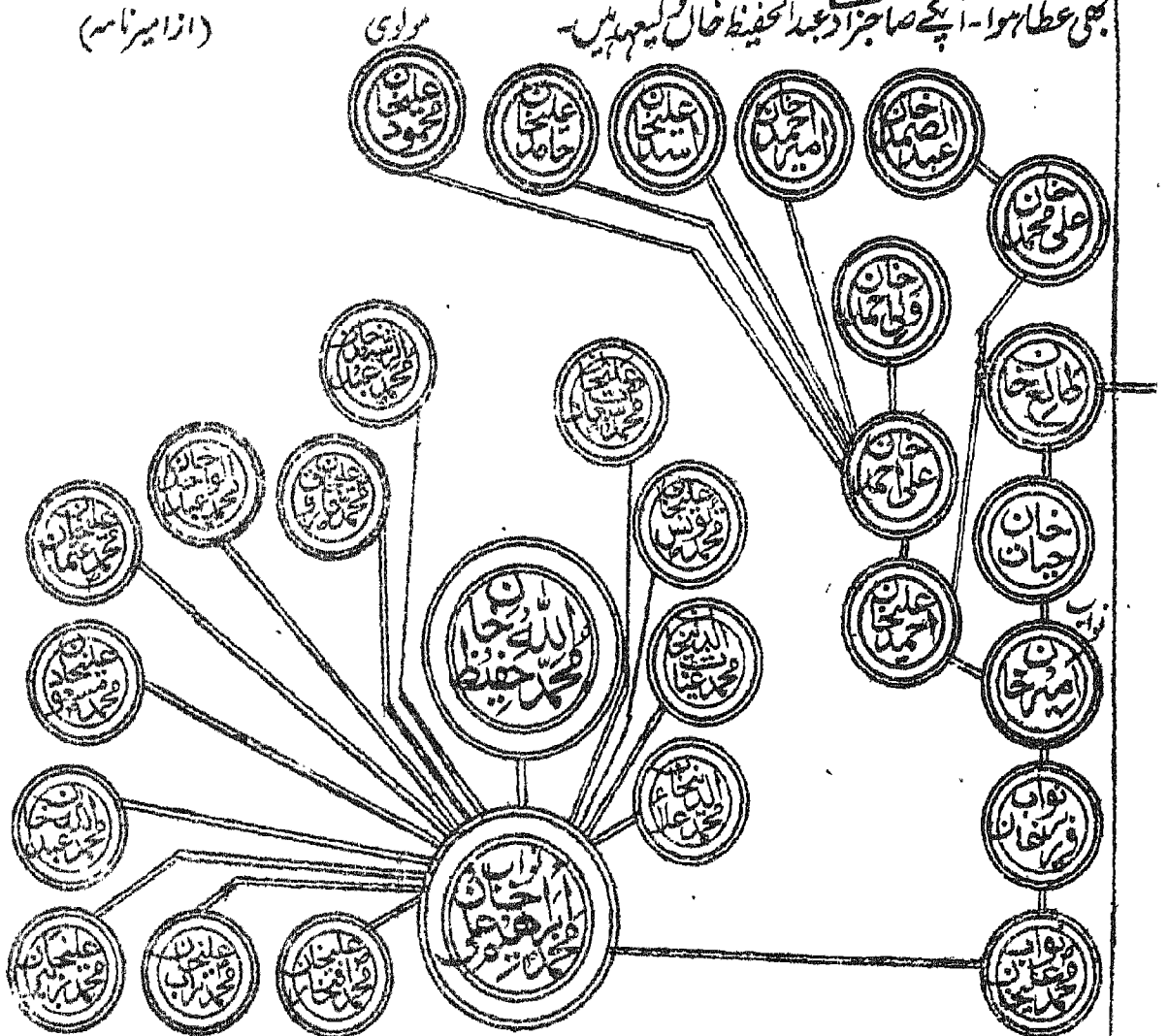
حامد علیخان

اسد علیخان

امیر احمد خان

عبدالصمد خان

نواب امیر خان

نواب محمد ابراہیم علی خان

محمد حفیظ اللہ خان

ہے طالوت کو بادشاہی ہم پر حالانکہ ہم زیادہ لائق ہیں بادشاہی کے۔ اور اسے نہیں عطا کی خدا نے کشائش مال کی) یعنی اگر نسب یہودا ہونے کی
صورت میں کوئی مالی حیثیت ہوتی تاکہ سامان لشکر اور اسباب حرب مہیا کر سکتا۔ آیۃ مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو وجہ
انکار نسب طالوت ہوا جیسا کہ مدلول لفظ علینا اور نحن احق بالملک سے پایا جاتا ہے ورنہ درحقیقت طالوت آل یہودا سے ہوتا تو
بنی اسرائیل کو اس عذر کی گنجائش نہ ہوتی۔ دوسرے ولم یؤت سعة من المال سے بھی انکا نسب غیر ہونا موکد کیا۔ گو مراد بنی اسرائیل

کی (سقایا وغیرہ) افعال سے بھی تھی جو ملک طالوت کرتے تھے۔ بہرحال نفی سبط مملکت اس سے بھی ظاہر ہے اسلئے کہ خاندانی تعلقات کو
افعال میں ضرور دخل ہے اسپر حضرت شمویلؑ کا ارشاد اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ تحقیق اللہ نے پسند کرلیا طالوت کو تم پر اور زیادہ دی اسے کشادگی اور افزونی علم فن حرب وغیرہ میں اور جسم میں کہ
سب سے بلند قامت تھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ منشاء خرق عادت اضداد میں تسلیم ہوتا ہے۔ باری تعالےٰ کو بنی اسرائیل
جیسی قوم پر اپنی سطوتِ قدرت کا اظہار کرنا تھا کہ ہم جسکو چاہیں بادشاہ کر دیں اور بادشاہ کو غریب فقیر کر دیں سب کچھ ہمارے
قبضۂ قدرت میں ہے اور اسکے لئے ضرور تھا کہ ظاہری رسم و اسباب کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو پس اگر بالفرض طالوت بن یہودا
مانا جائے تو منشاء آیت کے صریح خلاف ہوگا اور زادہ بسطة فی العلم والجسم کی وجہ مفید ثابت نہ ہوگی لہذا مفسرین تو شاول کو بنی
یہودا تسلیم کر نہیں سکتے۔ (۱) تفسیر کبیر میں علامہ رازی نے لکھا ہے کہ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ وَسَبَبُ هٰذِهِ الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ
النُّبُوَّةَ كَانَتْ مَخْصُوْصَةً بِسِبْطٍ مُعَيَّنٍ مِنْ اَسْبَاطِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَهُوَ سِبْطُ لَاوِيْ بْنِ يَعْقُوْبَ وَ
مِنْهُ مُوْسٰى وَهَارُوْنُ وَسِبْطُ الْمَمْلَكَةِ سِبْطُ يَهُوْذَا وَمِنْهُ دَاوٗدُ وَسُلَيْمَانُ وَاَنَّ طَالُوْتَ مَا
كَانَ مِنْ اَحَدِ هٰذَيْنِ السِّبْطَيْنِ بَلْ كَانَ مِنْ وَلَدِ بِنْيَامِيْنَ فَلِهٰذَا السَّبَبِ اَنْكَرُوْا كَوْنَهٗ مَلِكًا لَّهُمْ
(مفسرین نے بیان کیا کہ سبب اس بعید جاننے کا یہ ہے کہ نبوت مخصوص تھی گروہ معینہ میں گروہ بنی اسرائیل سے اور وہ اولاد لاوی
بن یعقوبؑ ہے جنمیں سے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ ہوئے۔ اور مملکت مخصوص تھی اولاد یہودا میں انمیں سے داؤدؑ و سلیمانؑ ہیں
اور تحقیق طالوت ان دونوں گروہوں میں سے نہیں ہے بلکہ اولاد بنیامین سے ہے پس اسوجہ سے بنی اسرائیل نے اسکے بادشاہ
ہونے سے انکار کیا تھا) اسی کے آگے لکھا ہے فَقَالَ وَهْبٌ كَانَ دَبَّاغًا وَقَالَ السُّدِّيُّ كَانَ مُكَارِيًا وَقَالَ
اٰخَرُوْنَ كَانَ سَقَّاءً (پس کہا وہب نے طالوت دباغ تھے اور سدی کہتے ہیں کہ مکاری گھوڑے اونٹ وغیرہ کو کرایہ
چلانے والا اور اوروں نے کہا کہ سقے تھے۔ (۲) علامہ ابی السعود وَسَبَبُ هٰذَا الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ النُّبُوَّةَ
كَانَتْ مَخْصُوْصَةً بِسِبْطٍ مُعَيَّنٍ مِنْ اَسْبَاطِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَهُوَ سِبْطُ لَاوِيْ بْنِ يَعْقُوْبَ وَسِبْطُ
الْمَمْلَكَةِ بِسِبْطِ يَهُوْذَا وَمِنْهُ دَاوٗدُ وَسُلَيْمَانُ وَلَمْ يَكُنْ طَالُوْتُ مِنْ اَحَدِ هٰذَيْنِ السِّبْطَيْنِ بَلْ
مِنْ وَلَدِ بِنْيَامِيْنَ قِيْلَ كَانَ رَاعِيًا وَقِيْلَ دَبَّاغًا وَقِيْلَ سَقَّاءً (اور سبب اس بعید جاننے کا یہ تھا کہ تحقیق نبوت
مخصوص تھی سبط معین میں اسباط بنی اسرائیل سے اور وہ سبط لاوی بن یعقوبؑ ہے اور گروہ سلطنت گروہ یہودا جس میں
داؤدؑ و سلیمانؑ تھے اور طالوت نہیں تھا ان دونوں گروہوں میں سے بلکہ اولاد بنیامین تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ چرواہے یا
کھال رنگنے اور پانی پلانے کا کام کرتے تھے۔ (۳) تاریخ کامل ابن اثیر وَهُوَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ شَاوُلُ بْنُ قَيْسِ
بْنِ اَبْيَالَ بْنِ ضَرَارِ بْنِ يَحْرُفَ بْنِ يَفِيْحَ بْنِ اَلِيْشَ بْنِ بِنْيَامِيْنَ بْنِ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ۔ اور اس طالوت کو
عبرانی زبان میں شاول کہتے ہیں جو بن قیس بن الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔ بقیہ بر صفحہ (۱۱۳)

(۴) تاریخ مروج الذہب ومعادن الجوہر للامام ابی الحسن علی بن الحسین مسعودی) لکھتے ہیں ہوشاود بن بشر بن انبال بن طرون بن بحرون بن افلح بن شمیداح بن فالح بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام یعنی وہی طالوت جسکو شاود بھی کہتے ہیں بن بشر الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔

(۵) ابن خلدون اس قول کے مطابق سلسلۂ طالوت میں اسماء درج ہیں جس سے طالوت کا اولاد بنیامین ہونا ثابت ہے پس بخوبی ظاہر ہو گیا کہ طالوت اولاد بنیامین سے ہیں کہ آل یہودا سے بہرحال ملک طالوت اور افغانان کے بنی اسرائیل ہونے میں کوئی شک نہیں اور مضامین بالا سے افاغنہ کی قبطی ہونے سے بھی نفی ہو گئی البتہ یہ ممکن ہے کہ انمیں کوئی اور قوم خلط ملط ہو گئی ہو اور وہ قبطی الاصل ہوا اور یہ گروہ چونکہ کثیر الشعب ہے علاوہ اسکے فن تاریخ میں اختلاف کو جسقدر دخل ہے وہ اہل فن سے پوشیدہ نہیں اور یہ کہ مزید تحقیقات اس مختصر کتاب کی طوالت کا باعث ہے جسکو شوق ہو کتب فن کا مطالعہ کرے۔ نگارندہ کتاب کے نزدیک جو محقق تھا وہ درج کیا گیا۔

حضرت لوط علیہ السلام۔ ابراہیمؑ کے چچا کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور انکے ساتھ مصر و شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو قوم سدوم کی طرف رسول کر کے بھیجا تھا۔ اس قوم کی یہ عادت تھی کہ افعال شنیعہ میں تمام مرد مبتلا تھے اور شرک تو انکا مذہب تھا گناہ اور کفر تھا۔ لوط علیہ السلام نے انکو توحید کی طرف دعوت کی۔ اور افعال بد سے منع کیا۔ اور عذاب آنے سے ڈرایا۔ انکی قوم کے سے سخت اور فحش گناہ کسی قوم نے نہیں کیے تھے۔ قوم نے لوط علیہ السلام کو بہت سخت سخت کہا اور ہنسی کی اور تکذیب کی۔ آخر اللہ جل شانہ نے اس قوم پر بھی عذاب بھیجا۔ کہ انکے زمین کا تختہ اٹھا کر اور الٹا کر کے مار دیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے۔ اور لوط علیہ السلام اور انکے متبعین کو اللہ نے نجات دی۔ (کامل ابن اثیر)

سے مردود ہوا بددعا کی سو جس

آزر یا تارخ - ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بارہ میں بھی تاریخ میں اختلاف عظیم ہے اور اس اختلاف کا بلحاظ امتداد زمانہ ہونا بھی ضرور ہے اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس اختلافات میں تحریر و کتابت اور اختلاف السنۃ کو بھی دخل ہے ایک شخص نے انیس لکھا اور نقاط اتفاقاً رہ گئے دوسرے نے اسکو ابلیش۔ افیش۔ الیش۔ ابلیش پڑھ لیا یا کسی زبان میں ایک نام غز لکھا دوسرے نے غوز اغوز۔ غر پڑھ لیا یا بلحاظ اسکے معنی کے دوسرے نام سے مشہور ہو گیا یا دو نام ہوں یا کسی نے اصل نام

سے روایت کی دوسرے نے اسکے لقب مشہورہ سے بیان کیا یا وہ کسی اپنی عادت یا کسی فعل خاص سے منسوب ہو گیا بعض کو اس سے خبر ہوئی بعض کو نہیں۔ اور یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک شہر میں کسی شخص کے دو تین نام و عرف ہوں اور دوسرے شہر والے اس سے کم واقف ہوں قطع نظر اسکے اور بہت سے وجوہات تاریخی ہیں جنکا تذکرہ اصل مراد یہاں نہیں ہے۔ اور پھر یہ امر بھی ظاہر ہے کہ رواۃ احادیث نے تدوین احادیث اور نقادان احادیث نے اسماء الرجال اور تحقیق رجال میں جسقدر احتیاط اور کوشش کی ہے وہ درحقیقت انہی بزرگان کا حق تھا اور انہیں سے ہی یہ ہو بھی سکا لیکن پھر بھی اختلاف روایات مذہبی اور رواۃ حدیث سے جو رہا وہ چلا ہی جاتا ہے۔ اور اکثر اختلافات کا رفع بھی ناممکن بلکہ ہمارے نزدیک ایک معنی کر خالص بہتری ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) والد حضرت ابراہیمؑ کے نام میں بھی کثرت سے اقوال ہیں۔ اگرچہ اس کثرت اقوال کے اسباب اسباب روایات خاص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہرحال یہاں جس امر کا اظہار مقصود ہے اسکے لئے امام رازی نے تفسیر آیہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا اختیار کرتا ہے تو بتوں کو اپنا خدا تحقیق دیکھتا ہوں میں تجھے اور تیری قوم کو ظاہر گمراہی میں) میں جو تحریر فرمایا ہے اسکا لکھنا مناسب ہے وَھُوَ ھٰذَا

بظاہر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا اور جو لوگ تارخ بتاتے ہیں ان میں سے زجاج کا قول ہے (کہ تارخ نام ہونے میں نسابین کا کوئی اختلاف نہیں ہے) پس یہاں پر علماء کے نزدیک دو صورتیں ہیں۔

(۱) اول یہ کہ نام آزر ہے اور اجماع نسابین کا تارخ نام ہونے پر ہمارے نزدیک ضعیف ہے اسلئے کہ یہ اجماع ایک دوسرے کی تقلید کرنے سے حاصل ہوا بالآخر یہ نتیجہ ایک یا دو شخص پر منتہی ہو گا جیسے وہب کا قول ہے۔ یا کعب کا قول ہے وغیر ذالک یا اخبار یہود و نصاریٰ سے متعلق ہو گا یعنی نسابین کو انہی روایات سے ثابت ہوا ہو گا ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ نص صریح سے جو امر ثابت ہے اسکو ترجیح نہ دی جاوے۔

(۲) اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ نام تارخ تھا تو کئی توجیہیں اسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کے آزر اور تارخ دونوں ہی نام ہیں۔ پس احتمال ہے کہ نام اصلی آزر ہوا اور تارخ لقب سے مشہور ہو گئے اسم کم مشہور ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے اصلی نام آزر سے کلام پاک میں ذکر کیا۔ اور ممکن ہے کہ اصلی نام تارخ تھا اور لقب مشہورہ آزر ہے باعتبار شہرت اللہ تعالیٰ نے یاد کیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ آزر ایک بت تھا جسکی پرستش والد ابراہیمؑ کیا کرتے تھے۔ اسمیں بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں جنکی وجہ سے باری تعالیٰ نے اس نام سے موسوم کیا اس لحاظ سے کہ آزر نے اس بت کی مجاوت کے لئے اپنی ذات کو خاص کر دیا تھا اور قاعدہ ہے کہ جسکو جس سے محبت ہوتی ہے اسکے نام سے آپ کو منسوب کر لیتا ہے یا یہ کہ آزر سے عابد آزر مراد ہو کہ مضاف حذف کر کے مضاف الیہ اسکی جگہ قائم کر دیا گیا جیسا کہ عرب کا قاعدہ ہے۔ اور جو چچا ہونیکے قائل ہیں انکے لئے یہ صورت ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۴

(۳) کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر ہو اور عم پر لفظ اب کا اطلاق کثر آتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ (کہا انہوں نے ہم عبادت کرینگے تیرے معبود کی اور معبود تیرے

حضرت لقمان علیہ السلام آپکا نسب اولادِ آزر بن یوب علیہ السلام۔ اوخالتہ اور داؤدؑ کی بعثت سے پہلے آپ قومی میں قاضی تھے لیکن جمہور علماء اسیر ہیں کہ حضرت بلعم یا انعم یا اسکم یا ماثان کا فر تھا آپ اسکو ہمیشہ قرآن شریف میں ہکایہ واقعہ او تعریف مذکور ہے غیر صحیح ہے۔ بہرحال آپ اپنے زمانہ کے نہایت عابد زاہد مرتاض تھے۔ درزی یا بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ عمر ۱۰۰۰ سال مرقد فلسطین مابین ملہ و سوق۔

اسطرح بھی لکھا ہے۔ لقمان بن باعور من حضرت داؤد علیہ السلام سے آپنے علم سیکھا دیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل لقمان حکیم تھے نبی نہیں تھے۔ اور انکا لڑکا کا نصیحت کرتے رہے یہانتک کہ وہ ایمان لے آیا بعض نے لقمان کو غلام حبشی لکھا ہے مگر یہ

(از تفسیر ابی السعود ملخصاً)

بقیہ صفحہ ۱۱۵

باپوں کی کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ ہیں عبادت کرینگے ہم اُس معبود کی جو یگانہ اور یکتا ہے۔ اور حال یہ کہ ہم اُس خدا کے مطیع اور عبادت کرنیوالے ہیں) اور یہ ظاہر ہے کہ اسمٰعیلؑ عم تھے یعقوبؑ کے اور لفظ اب کا اُن پر استعمال کیا گیا اسیطرح یہاں پر بھی ایراد ہوا۔ لیکن در حقیقت ان تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ توجیہہ تو اسوقت ہو سکتی

شاروغ
یا ساروغ
عمر ۲۳ سال

ہے جبکہ کوئی قوی دلیل آزر نام نہوتے پر ہو (یعنی کسی دلیل سے آزر نام ہونا ثابت نہوتا ہو) حالانکہ ایسی کوئی دلیل نہیں پائی گئی پس ان تاویلات کی کونسی ضرورت ہے۔ (یعنی آزر نام ہونا ثابت اور کلام باری میں بھی اُسکی تائید پھر ان تاویلات کی کیا ضرورت ہاں اگر آزر نام ہونا ثابت نہوتا تو اسکی گنجائش ہو سکتی تھی)۔ اور قوی تر دلیل آزر نام ہونے میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عامہ مشرکین کو حضورؐ کے ساتھ جبلی عداوت اور تکذیب کی فکر تھی اور اظہار بغض میں جو کچھ اُنکا اہتمام تھا تو اُنکی عادت اسکی تکذیب میں سکوت پر مجبور نہ کرتی۔ پس اُنکے تکذیب نہ کرنیسے ہمنے جان لیا کہ نسب مذکورہ البتہ صحیح ہے واللہ اعلم) انتہیٰ کلام الامام رازی۔

اب اس کلام سے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بطون صافیہ اور اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا جو بلا شبہ صحیح ہے۔ اور آزر کی نسبت بت تراش ہونا پایا جاتا ہے تو اسکے خلاف کیسے آزر کا باپ ہونا تسلیم کیا جاوے اُسکا یہ جواب ہے کہ آزر کی نسبت بت پرستی مضامین احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی اور اسکا فیصلہ علماء محدثین نے اپنے محل پر بہت عمدہ طور سے کر دیا ہے جسکی تفصیل کا یہ محل نہیں اور نہ عام ناظرین کو اسطرف توجہ کرنی چاہیئے اسواسطے کہ اس امر کی واقفیت کوئی ضروری نہیں بلکہ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جسمیں گفتگو کرنے سے بمقابلہ مفاد کے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کیلئے وہ بہت مضر ہو جاتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ بعض غیر ضروری مسائل کے زیر بحث آنے سے کسقدر خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ گروہ علماء میں تو ایک دوسرے کی تکفیر پہ آمادہ ہو گیا عام لوگ بیچارے پریشان ہو گئے کہ ہر شخص علم اور کتاب کے ذریعہ سے کچھ ظاہر کرتا ہے کسکی مانے اور کسکی نہ مانے۔ پس ایسے امورات میں جس صاحب کو شوق ہو متقدمین اور متاخرین کے مضامین دیکھے اور موجودہ زمانہ کے علماء میں سے جنکے اقوال و افعال سنت نبویؐ کے مطابق ہوں اُنکی پیروی کریں کیونکہ عافیت دارین اسی میں ہے۔ اسی لئے اس موقعہ پر ہم بغرض رفع خلجان طبع قارئین کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنکے اقوال علی العموم مسلمہ ہیں اور اُنکی بزرگی مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہے اسکا اس بارہ میں جو مضمون ہے بجنسہ درج کرتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو اصل کتاب کا مطالعہ کرے۔

بیان اقوال اُس فریق کا جو اس مسئلہ میں خاموش ہیں ہاں نہ ناں کچھ نہیں کہتے اور یہی طریق احوط ہے

کہا امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں کہ اس مسئلہ میں میں نے کئی جز لکھے مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو سے نفیاً و اثباتاً انتہیٰ اور جواب ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے اُنسے کہا تھا کہ آبا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگ میں ہیں تو اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اور حدیث میں آیا ہے لَا تُؤْذُوا الْاَحْیَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ یعنی ایذا نہ دو تم زندوں کو ساتھ بدگوئی مردوں کے سابق میں گزر چکا اور سوال کئے گئے امام سُتغفی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدمؑ سے لغزش تو سیاہ ہو گیا تمام بدن اُنکا پھر جب اُتارے گئے

زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑھی اور روزے رکھے تب سفید ہو گیا بدن اُنکا کیا صحیح ہے یہ قول اُنکا نہیں کیا انبیا کی شان میں ایسا قول کرنا جسمیں اُنکی اہانت و عیب نکلے مطلقاً جائز نہیں اسلیئے کہ ہم مامور ہیں ساتھ روکنے زبان کے بدگوئی اُنکی سے علاوہ یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ذکر کیے جاویں اصحاب میرے تو باز رہو تم ذکر سے
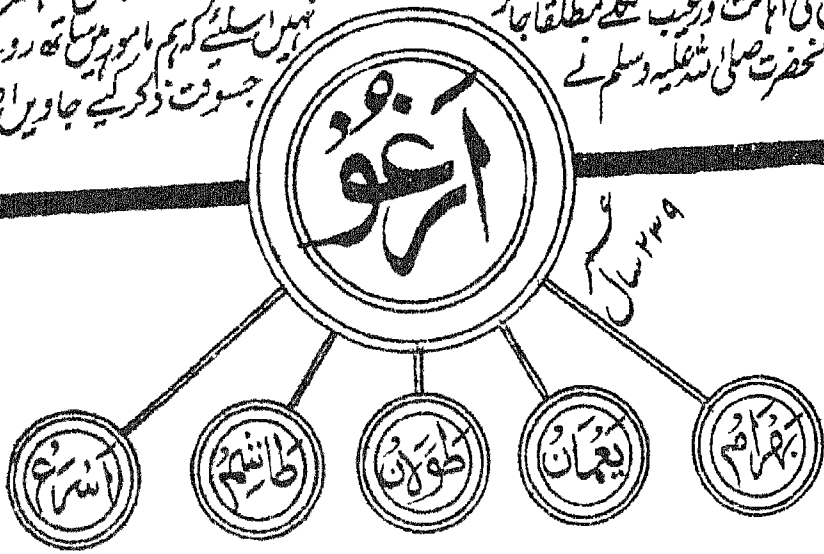
اُنکے سے پھر جب ہم اسپر مامور ہوئے کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس اندازہ سے کریں کہ جسمیں اُنکی شان میں کسی نوع کا عیب و نقصان نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولیٰ بچنا چاہیئے پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو نعوذ باللہ من ذالک تفسیر روح البیان و ما ثبت من السنت میں ہے **وَالْكَلَامُ فِي أَبَوَيْهِ الشَّرِيفَيْنِ طَوِيلٌ وَالسُّكُوتُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَحْوَطُ** یعنی گفتگو بیچ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز ہے اور سکوت کرنا اسمیں بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور حسن الادب میں ہے کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیئے اور یہ مسائل ایسے مسائل سے نہیں ہیں کہ جہل اُسکا مضر ہو یا قبر میں یا موقف قیامت میں اس سے بازپرس ہو پس اس صورت میں بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے بمنزلۃ الاقدام زبان کو روکنا چاہیئے هذا ما تيسر لي من التحقيق في هذا الباب والله اعلم بالصواب

(انتہا کلام شارح سرور المحزون)

حضرت خضر علیہ السلام - آپکی نسبت علماء کتاب اول کہتے ہیں آپ ملک افریدوں بن اثغیان کے زمانہ میں موسیٰ بن عمران سے پہلے
ہوئے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ خضر ارکین اسکندر اکبر ذی القرنین سے تھے جو زمانہ ابراہیم میں گذر رہے - جو چشمۂ
آبحیات پر پہونچا اور حضرت خضر اسکے ہمراہی تھی آپنے آب حیات پیا اور سکندر و نیز اسکے ہمراہی اس

فالغ

شیری — ملکان — عبیان — مدبرا

خضر

غافل رہے - اور خضر کو اس سبب سے حیات جاوید نصیب ہوئی اور بعض خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے ساتھ
جنھوں نے ہجرت کی اور ایمان لائے تھے انہیں سے کسی کی اولاد ہیں اور نام آپکا بلیا بن ملکان بن
فالغ ہے اور آپکے باپ بادشاہ عظیم تھے - اور عبد اللہ بن شوذب کا قول ہے کہ خضر اولاد
فارس سے اور الیاس بنی اسرائیل سے ہر سال آپس میں ملتے ہیں -
اور ابن اسحٰق کا قول ہے کہ باری تعالے نے بنی اسرائیل
میں سے ناشیہ بن اموص (یشعیا) کو انکا خلیفہ کیا اور ناشیہ کے
ساتھ خضر کو بھی مبعوث کیا تھا - اور بنی اسرائیل حضرت خضر کا نام ارمیا بن حلقیا اور سبط ہارون بن عمران سے کہتے ہیں -
لیکن قول صحیح یہ ہے کہ آپ ایام افریدوں اور اسکندر ذی القرنین تھے کیونکہ اس مضمون
کی حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خلق
میں اعلم تر کون ہوسکتا ہے پس خضر سکندر کے ساتھ آب حیات پر گئے وہ
پانی پیا اور عمر طویل حاصل ہوئی - موسیٰ بن عمران کا بعد میں پیدا ہونا ظاہر
ہے - لہذا موسیٰ بن عمران کی خضر سے ملاقات میں کوئی شبہ
نہیں ہوسکتا - اور اس ملاقات کا اصل باعث یہ
ہوا کہ حضرت موسیٰ ع بنی اسرائیل میں ایکروز
وعظ فرما رہے تھے کسی شخص نے آپسے دریافت کیا
اے موسیٰ کون زیادہ عالم ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں - اسپر
عتاب باری تعالے نے ہوا کہ نبی ہو کر علم کو خدا کی طرف منسوب نہ کیا - آپنے باری تعالے سے عرض کیا کہ یہاں کیا مجھ سے
زیادہ کوئی جاننے والا ہے - ارشاد ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے -
(حضرت خضر اسوقت اس مقام پر تھے) اسپر آپنے ملاقات کا ارادہ کیا اور باری تعالے سے عرض کیا کہ میں کسطرح اس سے
مل سکتا ہوں ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی لیکر مکتل (ہانڈی یا برتن) میں رکھو پس جہاں اسکو بھول جاؤگے وہ وہیں سے ملینگے (یعنی
خضر) حضرت موسیٰ نے سفر کا ارادہ کیا اور موافق حکم تیاری کر کے روانہ ہوگئے اور حضرت یوشع جو انکی ہمراہی میں تھے انکو موسیٰ
نے ہدایت کر دی کہ جب یہ مچھلی اسمیں سے گم ہو جاوے تو مجھکو خبر کر دینا پھر آپنے چلنا شروع کیا یہانتک کہ دریا کے کنارے پہونچے اور ایک
پتھر پر آپنے آرام کیا اور وہ مچھلی بھی وہیں رکھی تھی اور یہ چشمۂ حیات تھا مچھلی کو پانی لگا اور وہ زندہ ہو کر تڑپنے لگی اور روانہ ہو گئی جس
جگہ وہ جاتی تھی راستہ ہو جاتا تھا - یہ دونوں یہاں سے اٹھکر آگے چلے گئے جب کھانیکا وقت ہوا تو یوشع نے آپکے دریافت کرنے پر قصہ بیان
کیا پھر وہیں سے لوٹے اور اس مچھلی کے راستے پر چلے گئے ایک خشکی کے مقام پر پہونچے تو حضرت خضر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے تھے - یہاں

یعرب بن قحطان انکی اولاد یمن میں آباد تھی اور انصاریان مدینہ کا سلسلہ انسے منتہی ہوتا ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں جو اسکا اظہار فرمایا ہے
تعلمتم من منطق الشیخ یعرب ابینا
فصرتم معربین ذوی نفر
عابر
وکنتم قدیما ما لکم غیر عجمة
کلام وکنتم کالبهائم فی الفقر
اے باشندگان عرب تمنے عربی زبان ہمارے باپ سے سیکھی ہے
پاس عجم کی زبان کے علاوہ کوئی کلام نہ تھا اور غیر آباد زمینوں میں
جسکی وجہ سے تم چند لوگ عربی زبان جان گئے ورنہ تمہارے
تم چوپایوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔
صفحہ ١٢
دیکھو امام مالک کا سلسلہ جو یعرب کی اولاد میں زرعہ سے شروع ہوا ہے۔
قحطان
یعرب
یشجب
سباء اکبر
وائل
غوث
قطن
عریب
زهیر
ایمن
همیسع
حمیر
جشم
معاویہ
قیس
عمرو
سهل
زید الجمهور
کهف الظلم
سباء اصغر
ذی جدن
ابی شرح
حارث
قیس
صیفی
ذی شرح
ملکہ بلقیس
المشہور
ملکہ بلقیس انکے نسب میں بھی مورخین کا اختلاف ہے اور اکثر روایتوں سے انکا اولاد جنیہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ انکی والدہ (ریحانہ) سکہ مالک الجن کی بیٹی تھی اور بعض نے بلقمہ بنت عمرو بن عمیر الجنی لکھا ہے لیکن اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے
دراصل ملکہ بلقیس ملک یمن کی بادشاہ تھی حضرت سلیمان ع کو جب ہدہد کے ذریعہ سے انکا حال معلوم ہوا اور حضرت سلیمان ع نے بلقیس پر حملہ کا ارادہ کیا تو بلقیس نے بہت سے تحفے سلیمان ع کی خدمت میں بھیجے آپنے انکو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کرلی اور آپکے دین پاک میں داخل ہوگئی اور اپنی حکومت سلطنت کو جناب سلیمان ع کے سپرد کردیا اور آپکو ملک یمن میں لے گئی سلیمان ع نے اسکو نکاح کرنیکی بابت کہا کیونکہ بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا سلیمان ع نے فرمایا کہ دین میں داخل ہوکر انکار سے نکلنا چاہیے تب بلقیس نے سعد بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی آپنے اسکا نکاح اس سے کردیا اور اسکو یمن پر عامل مقرر کرکے بلقیس کو بدستور وہاں کا حاکم اعلی بنا رکھا اور سلیمان ع شام کیطرف لوٹ آئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان ع نے بلقیس سے نکاح کرلیا تھا۔ اور اسکے دیکھنے کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم
(کامل و ابن خلدون)
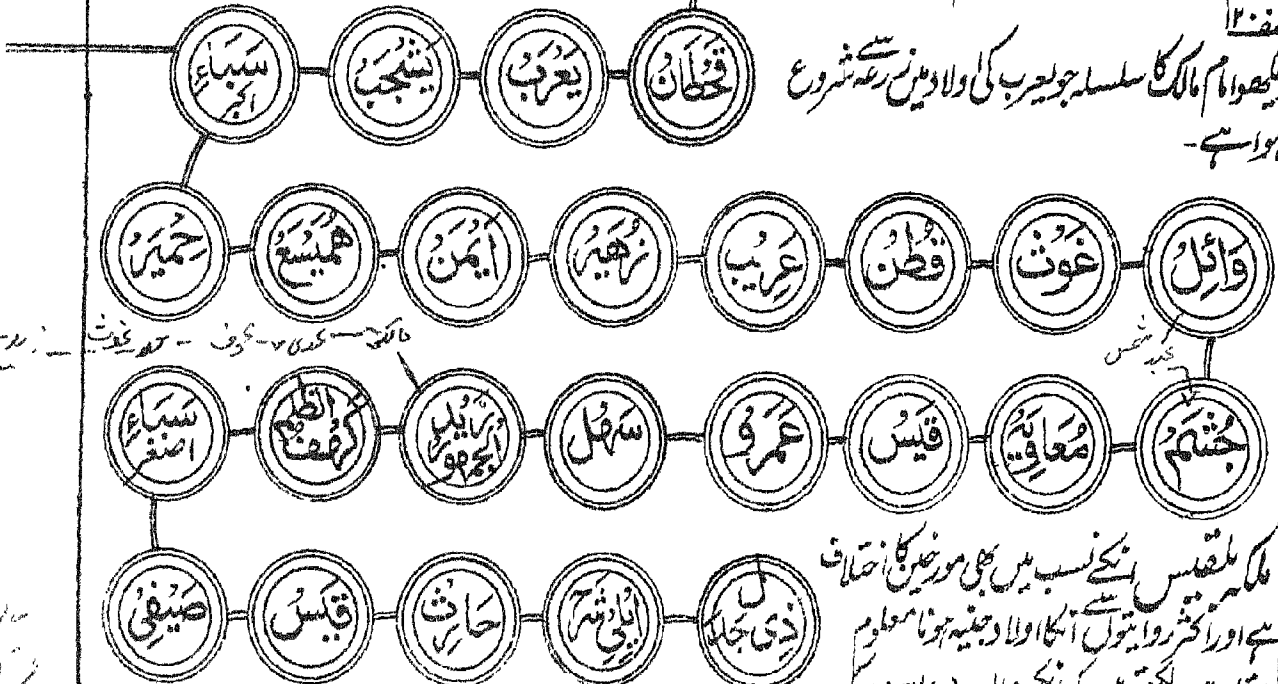
۲ بقول صاحب سبائک الذہب یعرب فصحائے عرب میں اول درجہ کے فصیح مانے جاتے تھے یعربیت انہیں کی طرف منسوب ہے۔ سرزمین عرب میں قحطان اور عدنان کی اولاد کی بڑی آبادی تھی قحطانی سلسلہ میں اوس و خزرج انصاریان مدینہ منورہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں سباء کی اولاد میں یمن والوں نے ایسا عروج حاصل کیا جو اسکے بعد کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا چنانچہ کلام باری میں سورۂ سبا میں انکی ترقی

لوٹنے میل کو۔ آپکے وہ دینار بدستور رکھے ہیں آپ کاجی چاہے تو لیلیجیے مجکو مدینہ کی مفارقت کسی صورت سے منظور نہیں ہے۔ اطراف و جوانب سے جسقدر مال و زر آپکے پاس آتا تھا سب خدا کے واسطے صرف کر دیتے تھے۔ آپکا قول ہے کہ آدمی کے پاس مال کا نہونا زہد نہیں ہے بلکہ قلب کا فارغ ہونا مال کی محبت سے زہد ہے۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ امام مالک کے دروازہ پر مینے خراسان

کے گھوڑے اور خچر مصر دیکھے کہ اس سے پہلے مینے کبھی نہیں دیکھے تھے مینے کہا کہ کیا خوب ہیں امام مالک رح نے سب مجکو دیدیئے۔ امام شافعی رح نے اصرار سے کہا کہ ایک آپ اپنی سواری کو رکھلیں فرمایا خدا سے شرم آتی ہے کہ جس

خاک پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کھے گئے ہوں اُسکو میں دابہ کے پاؤں سے پامال کروں سچ ہے عاشقان محمدی کے یہی طریقے اور ادب تھے جسکی وجہ سے خداوند عالم نے ایسے حضرات کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا اچھا مدینہ منورہ میں آپکا مزار ہے　　از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم گشت از فضل رب

حضرت امام مالک رح کے سلسلہ میں جو ذی اصبح ہے اُسکا نسب بروایت ہشام بن کلبی اسطرح ہے۔ ذو اصبح ہو الحرث بن مالک بن زید بن غوث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویۃ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن غوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ اور جو اسماء کہ سلسلہ میں درج ہیں وہ حازمی کی کتاب عجالہ کے موافق ابن خلکان سے لئے گئے ہیں۔

۵۳ حضرت انس رض بن مالک اسی نجار کیطرف منسوب ہیں جو خزرج کی ایک شاخ ہے۔

۵۴ بنو مالک ایک دوسرا بڑا قبیلہ ہے جسمیں حبیب رض بن زید صحابی ہیں جو حضور کیطرف سے مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے۔

۵۵ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ آپ قدیم الاسلام اور باوجود کم عمر ہونیکے اپنے قبیلہ کے نقیب تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایلۃ العقبہ میں پہلے بیعت کر نیوالے ہیں ہجرت کے نویں مہینہ آپکا انتقال ہوا اور بقول بغوی صحابہ رض میں انکا پہلا جنازہ تھا جسکی حضور نے نماز پڑھائی۔

۵۵ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور یوم خندق میں آپکے تیر لگا ایک مہینہ تک بنی قریظہ پر حکومت کی پھر شدت زخم سے آپکا انتقال ہو گیا۔ جنازہ آپکا ہلکا دیکھکر منافقوں نے کہا کیسا حق لے ہلکا کیا تو حضور رض نے فرمایا کہ سعد رض کا جنازہ ملائکہ اٹھائے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپکی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام غزوات میں شریک و معاون رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسوقت عراق کو جہاد کیلئے تشریف لیگئے ہیں تو آپکو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا لیکن آپکو جہاد سے علیحدہ رہنے کی تاب

نہوئی۔ عراق پہونچے اور حضرت علیؓ کے ساتھ قتال خوارج میں شریک ہوئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو پہلے مکان ابو ایوب انصاری کا تھا جسمیں نزول اجلال فرمایا۔ دو جہان کے بادشاہ نے ... سچ یہ ہے کہ اُس روز دنیا میں ابو ایوبؓ سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں تھا۔

وہ آئیں گھر یہ ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

سبحان اللہ کیا وقت تھا اور کیسے فضل و رحمت کا سماں ہوگا جبکہ حضورؐ کی رونق افروزی کی خوشی میں خاندان انصار
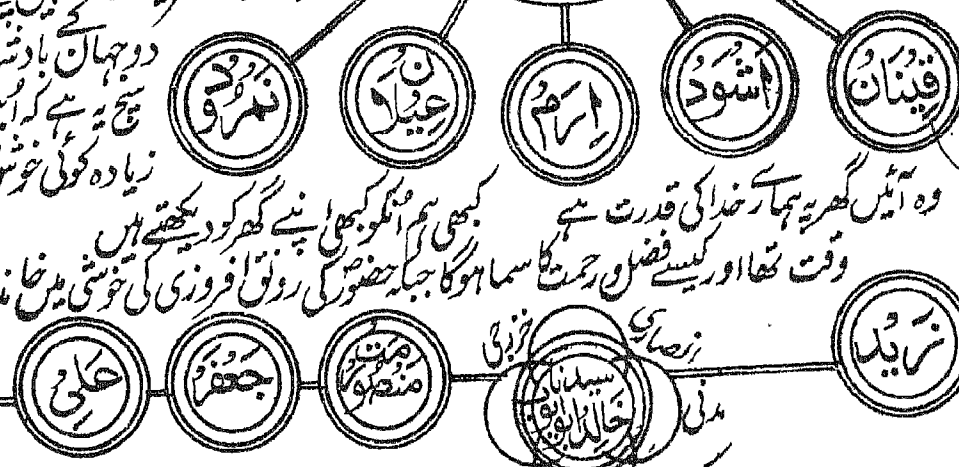
کی لڑکیاں فرط مسرت اور روحی فداہ کے خیر مقدم میں دف بجاتی ہوئی فدایانہ انداز سے

نحن جوار من بنی نجار
یا حبذا محمد من جار

ہم خاندان بنی نجار کی لڑکیاں ہیں
جنکے کیا ہی پیارے محمد ہمسایہ ہیں

کا ترانہ زبان ذوق سے ادا کر رہی تھیں۔ اس محبت و اخلاص کا پہلا صلہ یہ تھا کہ ابو ایوب اور انکے خاندان والوں نے انصار خدا و رسول ہونیکا لقب حاصل کیا شفیع عاصیاں کے مورد عنایات خاص ہوئے۔ اس سرور سے فلاح دارین انکا نقد وقت ہوگیا۔ حضرات انصار کی فضیلت کا یہاں سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ابو ایوبؓ نے حضورؐ کی ریش مبارک سے کچھ بال لئے تھے جسپر حضورؐ نے فرمایا تھا لا یصیبک السوء یا ابا ایوب (اے ابا ایوب تجھے کوئی برائی نہ پہونچے گی۔ اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضورؐ نے انکی اولاد کیواسطے بھی دعا فرمائی کہ اے خدا ابی ایوب کو ادب عطا کر ابی ایوب کو فراغت دے انکو محروم نہ رکھ الٰہی انکے گروہ اہل بیت باقی رکھ اپنی زمین میں اُس دن تک کہ حشر کئے جاویں الٰہی انکی اولاد میں علم پیدا فرما اور علم میں بادی عطا فرما اسدن تک کہ وہ تجھ سے ملیں الٰہی اس گروہ میں علم اور بے پروائی اور فقر دے اسے خدا انکی اولاد میں عبادت کرنیوالا پیدا کر پھر اپنے یہ دعا تعلیم فرمائی اللہم مالک الملک الی بغیر حساب کہ جمیع اشیاء پڑھا کریں اس دعا کی برکت سے اللہ تعالے نے انکی اولاد کو بڑے بڑے مدارج پر سرفراز فرمایا ملک شام ہرات ہند میں سے آپکی اولاد موجود ہے اور ہر جگہ بہت بڑے بڑے قابل آپکی اولاد میں ہوتے آئے۔ چنانچہ ہندوستان میں علماء فرنگی محل اسکی کافی نظیر ہے اور دیگر مقامات میں بہت سے صلحاء و علماء مثل انبہٹہ و ہرودہ و پانی پت موجود ہیں۔ حضرت ابو ایوب بخلافت معاویہ میں ہمراہ لشکر قسطنطنیہ گئے اور سنہ ۵۲ھ میں بمقام قسطنطنیہ آپکا انتقال ہوا۔ قسطنطنیہ میں جامع ابو ایوب آپکے نام سے مشہور ہے اور آپکا مزار زیارتگاہ

حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ آپکے بارہ میں امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ آپ ۳۹۶ھ ہجری میں مقام ہراۃ میں پیدا ہوئے۔ آپنے عربی زبان اچھی طرح تحصیل کی حدیث اور تاریخ وعلم الانساب میں کمال پیدا کیا اور تفسیر وحسن سیرت اور تصوف کے امام تھے کبھی امرا اور رؤسا و بادشاہوں کی صحبت میں نہیں جاتے اور نہ انکی پرواہ کرتے سال بھر میں ایک مرتبہ مجلس وعظ منعقد کرتے اور اُسمیں آپکے مریدین اور معتقدین جو کچھ خدمت کرتے وہ فوراً بازار میں تقسیم کر دیتے۔ کھانا کپڑا وغیرہ بازار سے لے لیتے

نہایت خوش پوشاک اور باہیبت آدمی تھے۔ ایک مجلس میں اتنی احادیث بیان کر جاتے کہ سننے والے دنگ ہوجاتے بارہا فرماتے تھے

ابی معاذ — ابو المنصور — شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری — شیخ محمد ثانی — شیخ نصیر — شیخ محمد — شیخ اسعد — شیخ عبداللہ — شیخ فضل اللہ — شیخ محمد

شیخ ابو اسحٰق

خواجہ برہان الدین

محمد — احمد

خواجہ اسمٰعیل — خواجہ سلیم — خواجہ جلال الدین — خواجہ حامد — خواجہ داؤد — خواجہ کلان — خواجہ فضیل

خواجہ شیخ ہاشم — خواجہ منہاج الدین — خواجہ تاج الدین — خواجہ شریف الدین

مولانا جمال الدین — مولانا علاء الدین — مولانا انوار الحق — مولانا احمد — مولانا محمد سعید — قطب الدین — مولانا عبدالحلیم — مولانا عبدالرحیم — مولانا احمد

مولانا عبدالرزاق — مولوی عبدالوہاب — مولوی عبدالباری

مخدوم شاہ ... — مخدوم ... — مولانا علاء الدین — مولانا نظام الدین — مولانا شہاب الدین — مولانا فضل اللہ — مولانا محمد حافظ

کہ مجھے ہزارہا حدیثیں اسطرح یاد ہیں کہ جب چاہوں بیان کر دوں۔ آپکی تصانیف میں سے کتاب الاربعین اور کتاب الفروق اور کتاب منازل السائرین ومناجات اور مناقب امام احمد حنبل مشہور کتابیں ہیں آپنے ۴۸۱ھ میں اسّی سے زائد عمر پاکر انتقال فرمایا ہراۃ میں اسوقت تک آپکی درگاہ بارگاہ خلائق مشہور ہے

ابتدائے ہندوستان میں انصاریان فرنگی محل لکھنؤ کے مورث اعلیٰ خواجہ جلال الدین رح ہندوستان میں تشریف لائے اور قریہ سہسل میں قیام کیا ایک مدت تک درس و تدریس میں بھی وہاں مشغول رہے اور خانقاہ و مسجد بھی تعمیر کرائی قریب اُس مسجد کے دھرم سال حوض ہے اسکے متصل دفن کئے گئے۔ مدت کے بعد وہ قریہ برباد و تباہ ہوگیا سوائے آپکے مقبرہ کے اور مکانات منہدم ہو گئے آپکی اولاد میں بہت بڑے بڑے علماء و فضلا گذرے چنانچہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ اس خاندان میں باکمال گذرے ہیں ۵

اور مولوی عبد الباری صاحب وغیرہ اسوقت بھی موجود ہیں۔ (احوال علمائے فرنگی محل) ۵

۵ تاریخ عجب میں لکھا ہے کہ ۸۱۴ھ میں قاضی شمس الدین صاحب تیمور بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ ولایت سے ہندوستان میں آئے پہلے موضع شمس پور تحصیل نکوڑ میں قیام کیا۔ پھر قصبہ انبہٹہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ لیکن قصبہ کے دیگر پرانے کاغذات میں لکھا ہے کہ قاضی شمس الدین جالندھر میں تھے وہاں سے انبہٹہ میں رونق افروز ہو کر قیام پذیر ہوگئے اور فی الواقع دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں کیونکہ ولایت کے راستے میں جالندھر واقع ہے ممکن ہے کہ جالندھر میں قیام کیا ہو کہ وہاں حضرت امام ناصر الدین صاحب جالندھری کا مزار ہے کہ وہ قاضی شمس الدین رح کے مورث اعلیٰ ہیں۔ (نسب نامۂ انصاریان)

...... مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹہ کے باشندے آجکل علیگڈہ کالج میں ناظم دینیات ہیں اور حاجی امداد اللہ صاحب رح کے خلیفہ ہیں۔ عرصہ ہوا راقم الحروف کو بھی انسے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا۔

ا؎ مولانا نورالدین اپنے وقت کے اجل فضلاء سے ہیں کلمۂ شیخ سے انکا سن ولادت نکلتا ہے اور امام سے اور شیخ امام سن وفات یہی الفاظ انکے مزار پر انبہٹہ میں کندہ ہیں حضرت سلطان العارفین مولانا رکن الدین قطب عالم گنگوہیؒ کے صاحبزادے تحصیل علوم کیلئے آپکے پاس آیا کرتے تھے۔ (نسب نامۂ انصاریان)

یہ سلاسل انصاریان انبہٹہ ضلع سہارنپور کے ہیں ایسے اور بہت سی شاخیں نکلتی ہیں جنکے سلسلے ایسے ملتے ہوں وہ درج فرماسکتے ہیں اسیواسطے اسمیں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ یہ قصبہ بھی مثل دیگر قصبات کے مردم خیز اور قدیم ہے۔ اکثر حضرات صاحب علم اور صلحاء سے ہیں ازانجملہ منشی محمد علی صاحب نقشبندی صابری و مولوی ظہور احمد صاحب رئیس قصبہ خلیفہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی مشتاق احمد صاحب جو آجکل ریاست تنج پور میں ہیں اور شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ ہیں وغیرہم اور اس سلسلے کے اسماء حضرت ایوب انصاری سے اور کے سابک القسب الصحابہ ابن خلدون سے لکھے گئے اور نیچے کے اسماء کتاب احوال علماء فرنگی محل لکھنؤ و نسب نامۂ انصاریان انبہٹہ سے لئے ہیں۔ واللہ اعلم

سلسلۂ اولاد سام
۱۲۶
حضرت صالح علیہ السلام
حضرت صالح علیہ السلام بعض مورخین نے آپکا سلسلۂ نسب اسطرح پر لکھا ہے۔ صالح بن عبید بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔ اللہ تعالے نے آپکو قوم ثمود کی طرف نبی کرکے بھیجا۔ یہ قوم ثمود بڑی قوی اور زبردست تھی۔ حجاز و شام کے درمیان انکا مسکن تھا۔ بت پرست اور ظلم و تعدی میں
حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ صالحؑ نے اس قوم کو بہت نصیحت کی لیکن انکا کفر بڑھتا گیا۔ بجز چند مستند غربا کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایک مرتبہ قوم نے آپسے کہا کہ ہمکو آپ
پتھر سے اگر اونٹنی نکال دیں تو ہم سچا نبی مانیں گے۔ آپنے جناب باری میں دعا کی۔ آپکی دعا مقبول ہوئی۔ اور اللہ نے پتھر سے اونٹنی نکال دی۔ صالحؑ نے قوم سے فرمایا کہ اسکی بیعزتی نکرنا۔ ورنہ تمپر عذاب الٰہی نازل ہوگا لیکن قوم پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائی
اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اسی آیتہ الٰہی کی بےادبی کی وجہ سے ان پر قہر الٰہی سے ایک سخت آواز آئی کہ اسکے خوف سے سب کے دل
سام
عیلم
یغن
اھواز
اسود
ارم
کیومرث
بوذر
لاوذ
فارس
خراسان
تنبال
مکران
عراق
ارمان
کاثر
ماش
عوص
جرجان
ایران
آذربیجان
ارمن
فرغان
عاد
نمرود
ثمود
خلود
کنعان
جادر
عبیل
شالخ
سنجاب
اصف
براز
رباح
عبیل
حضرت صالح علیہ السلام
بروایت مسعودی عرب کا پہلا بادشاہ جسنے سو برس سلطنت کی
قوم عاد کا بادشاہ
میں رہتا تھا۔

۵ گردنیں ٹوٹ گئیں جسم بلا سر رہ گئے۔ میدان میں ایسے پڑے تھے جیسے بڑے بڑے کھجوروں کے تنے اور بلے۔ زمین کے غاروں میں گھس گئے۔ ہوا نے انکو وہاں سے بھی اکھاڑ کر پھینکدیا۔ آٹھ دن اور سات رات متواتر عذاب کی سخت ہوا چلتی رہی۔ اور ابر سے آگ برسی اس سے اور بھی ہلاک ہوگئی۔ ہودؑ اور انکے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے انکو اللہ تعالےٰ نے اس عذاب سے نجات دی۔ اور ہودؑ مع اتباع مکہ معظمہ میں آکر مقیم ہوئے۔ بعد میں آپکا انتقال ہوگیا۔ (مروج الذہب)
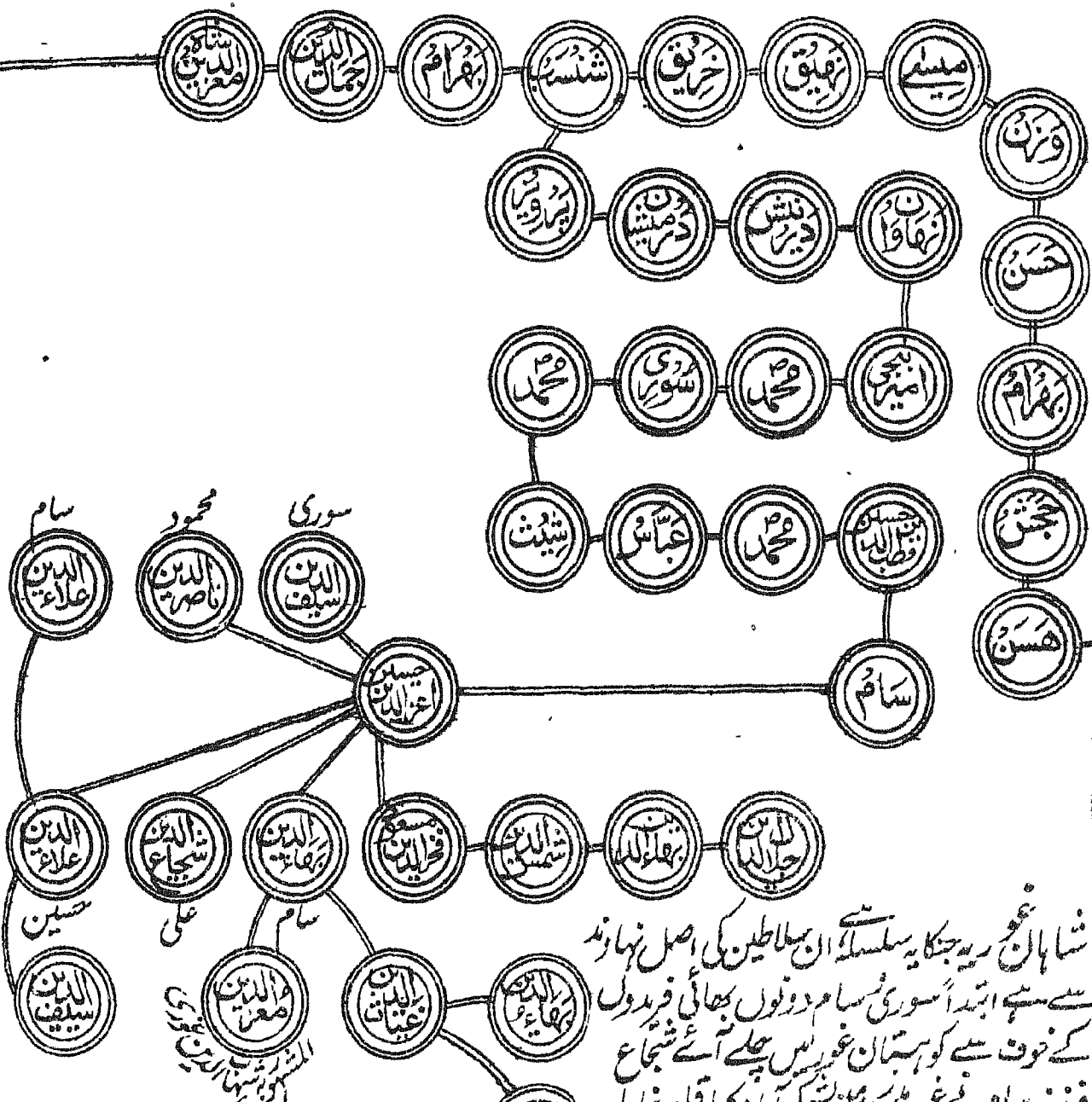
شاہان غوریہ جنکا یہ سلسلہ ہے ان سلاطین کی اصل نہاوند سے ہے ابتداً سوری و سام دونوں بھائی فریدوں کے خوف سے کوہستان غور میں چلے آئے شجاع فرزند سام نے غور میں ومندیش کو آباد کیا قلعہ بنایا اور اپنی مستقل حکومت کرلی اور عرصہ تک فریدوں سے لڑتا رہا بالآخر شجاع نے باداے خراج صلح کرلی اور شنسب کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جسوقت غور کا حاکم ہوا تو کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا اور حضرت علیؓ نے بھی اسکو منشور حکومت غور عطا فرمایا جب سے ان سلاطین میں اسلام ہے انمیں امیر بنجی خلیفہ ہارون رشید کا معاصر

تھا اسکے بعد سوری نے سلطان محمود غزنوی کا دس ہزار لشکر سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی مگر محمود نے حکومت اسی خاندان کو دیدی۔
لیکن باہم سلاطین غزنی و غوری میں جنگ ہوتی رہی۔ بہرام شاہ غزنی کے زمانہ میں سیف الدین غوری نے غزنی پر حملہ کیا اور مسلط
ہوگیا۔ آخر میں غیاث الدین محمد غوری غزنی کا بادشاہ ہوا۔ اسنے ہندوستان پر زبردست تیرہ ۱۳ حملے کئے اور ہندکی بادشاہت

کی ۶۰۲ھ کو جب یہ لاہور سے غزنی کو جارہا تھا دریائے سندھ کے کنارے قوم گھگڑو کے لوگوں نے شہاب الدین کو قتل کردیا۔ بتیس ۳۲ سال
سلطنت کی اور غزنی میں اسکا جنازہ مدفون ہوا اسکا
بیٹا سلطان محمود غور میں اور بہاء الدین سام لودیان
بامیان میں حکومت کرتا رہا مگر خوارزم شاہ نے ان سب
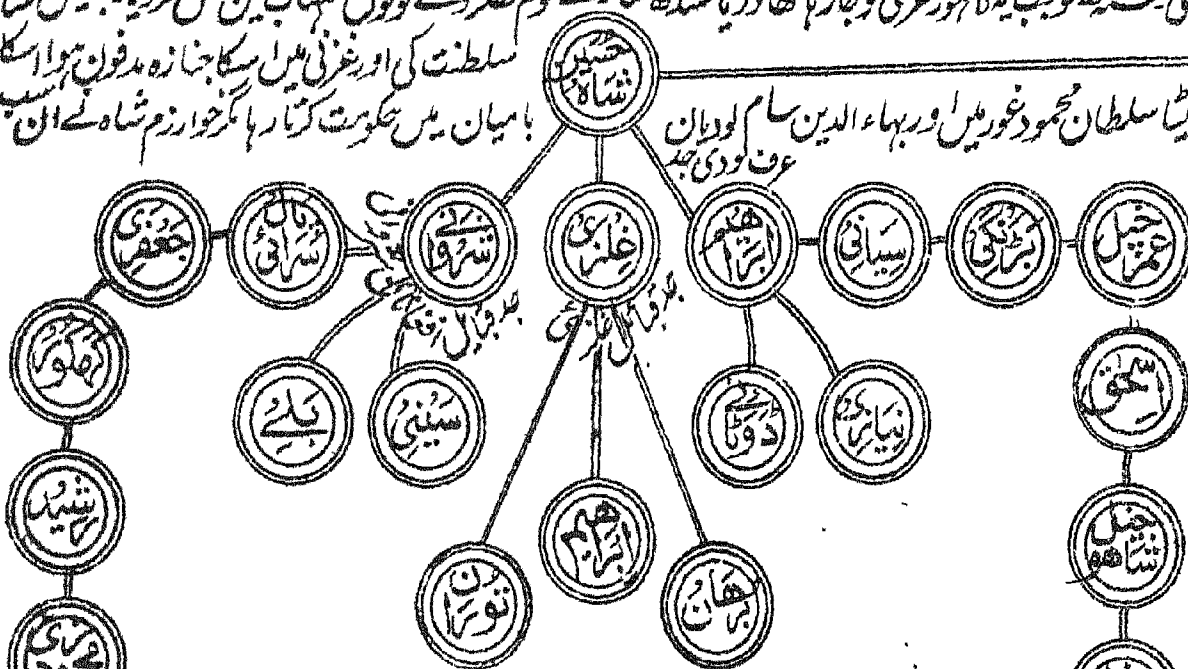
کا خاتمہ کردیا۔ امام رازیؒ غیاث الدین کے زمانہ میں تھے اور لشکر سلطان کے ساتھ
رہکر اسکو نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک روز شہاب الدین کو آپنے یہی نصیحت کی تھی
اگر دشمن نسپارد بتو ایدون تراباید کہ با دشمن بسازی	وگرنہ چند روزے صبر فرما	نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی
شاہان غوریہ کی دوسری شاخ میں شاہ حسین سے شاہان لودی اور افغانان شروانی
کے سلاسل شروع ہوتے ہیں اس شاخ میں بھی بڑے بڑے قبائل ہیں پہلے یہ لوگ
مغربی افغانستان میں آباد تھے پھر کوہ سلیمان میں مقیم ہوئے۔ اسکے بعد بہرام معہ اپنے
پانچ لڑکوں کے ہندوستان آیا اور عہد فیروز شاہ بادشاہ میں حاکم ملتان ملک مردان کا
ملازم ہوا اور سلطان شاہ اسکا بیٹا افسر اعلیٰ ہوا پھر حاکم سرہند
ہوگیا اسکے پاس سلطان بہلول بھی آگیا تھا پھر اسکو اپنا بیٹا بنائی
عبد و بہنے دہلی کی سلطنت کی خوشخبری دی اس زمانہ میں سید محمد شاہ دہلی کا بادشاہ

تھا اس سے مقابلہ کیا اور ۸۵۵ھ میں تخت دہلی پر جلوس کیا ۳۸ برس اکثر ممالک ہندوستان کی اسنے سلطنت کی ۸۹۴ھ میں یہ فوت ہوا۔ اسکا بیٹا سلطان سکندر نظام خاں تخت نشین ہوا ۹۱۱ھ میں شہر آگرہ کی بنا ڈالی ۲۹ سال پانچ ماہ حکومت کی ۹۲۳ھ کو انتقال ہوا خاندان لودی کا آخری بادشاہ اسکا بیٹا سکندر سلطان ابراہیم خاں تھا جسنے ۹۳۲ھ میں ایک لاکھ
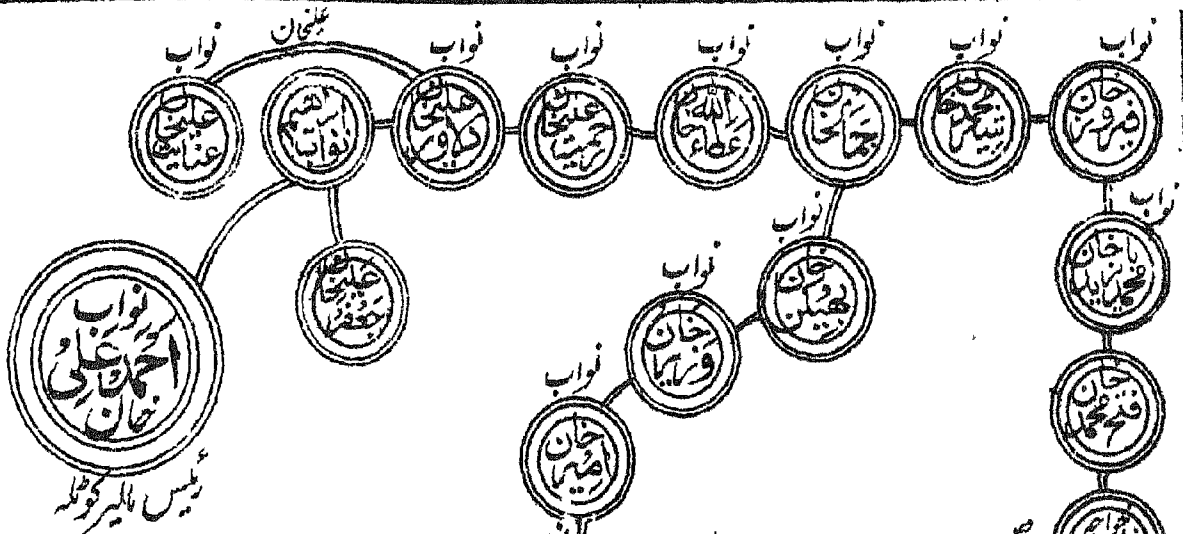
فوج سے بابر شاہ کا مقابلہ کیا باوجودیکہ بابر کی فوج ۱۲ یا ۱۵ ہزار تھی مگر بابر کے مقابلے سے
اسنے شکست کھائی اور مارا گیا اسپر خاندان لودی کا خاتمہ ہوا۔
شروانی قبیلہ میں سری بال اول اپنے باپ شروانی کا جانشین تھا اور سرداری کی
اولاد میں مجدد دوری شیخ صدر الدین یا صدر جہاں ۸۷۶ھ میں مقام ڈراہبن سے (جو
ملیح قتال نے آباد کیا تھا) بطور سیاست ہندوستان آئے اور جہاں مالیر
آباد ہے یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا یہاں ایک پھونس کا گھر بنا کر مشغول عبادت رہے اتفاقاً سلطان بہلول
لودی انکی زیارت کو آیا اور دعا کی استدعا کی اور دل میں خیال کیا کہ اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کردونگا
چنانچہ بعد میں اسنے ایسا ہی کیا اور شیخ صدر الدینؒ کو نذر میں ۶۸ دیہات دیئے شیخ صدر الدین نے بعد نکاح
اس گاؤں کو آباد کیا اور مالیر نام رکھا بعمر ۸۱ سال ۱۵۱۵ء میں انکا انتقال ہوگیا یہ بڑے کامل بزرگ تھے
اب بھی مالیر میں انکی قبر زیارتگاہ عام ہے انکے بعد انکی اولاد میں یکے بعد دیگرے جانشین ہوتے رہے
محمد بایزید خاں بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ اپنے بھائیوں سے ناراض ہوکر دہلی گئے اور مورد
عنایات شاہی ہوئے شکار کے موقعہ پر اورنگزیب بادشاہ کے ہمراہی میں شیر کو تلوار سے مارا۔ اس صلہ
میں انکو دو پرگنہ شاہدرا آباد اور نو گاؤں ملے اور نواب کا خطاب ملا ۱۰۶۹ھ میں مالیر کے قریب انہوں نے کوٹلہ آباد
کیا انکے صاحبزادے شیر محمد خاں کو بھی عالمگیر نے ایک خدمت کے صلہ میں ستر مواضعات جاگیر میں دیئے اسطرح
یہ ریاست ترقی کرتی گئی۔ لیکن اب اسکے بہت سے مواضعات دوسری ریاستوں میں شامل ہوگئے ہیں۔ موجودہ رئیس
نواب احمد علیخان صاحب کی خوش انتظامی سے یہ ریاست کی بہت اچھی حالت ہے۔ آپ چیف کالج لاہور کے تعلیم یافتہ اور نہایت

حضرت آدم ثانی نوح علیہ السلام

ہوے ہیں۔ اور آپکے پیدا ہونیسے بیشتر دنیا میں کفر و شرک اس کثرت سے پھیل گیا تھا کہ اللہ جل شانہ کا کوئی نام تک نہیں لیتا تھا تمام خدائی سپرد کر رکھی تھی۔ آپکو اللہ تعالیٰ

آپ بہت بڑے برگزیدہ محبوب خدا نبی و رسول

چند بتوں کو انہوں نے

حضرت نوح علیہ السلام

یافث

عابر

حام

سند

ہند

زنج

نوبہ

کوش

کنعان

قبط

بربر

حبش

کماری (یا کومر)

چین

ہنسنج

سقلاب

خلج

خزر

غز

تارس

باریح

یونان

ترک (ہمہ ترکاں)

لہ بقول ابن خلدون یاوان - بقول ابن اثیر یوان -

لطین

ردی

منطون

ہرمس

ہامون

ہرمس

بطریوس

فلبش

اسکندر ذوالقرنین (اعظم)

اسکندر ثانی

النجہ خان

کیوک خان
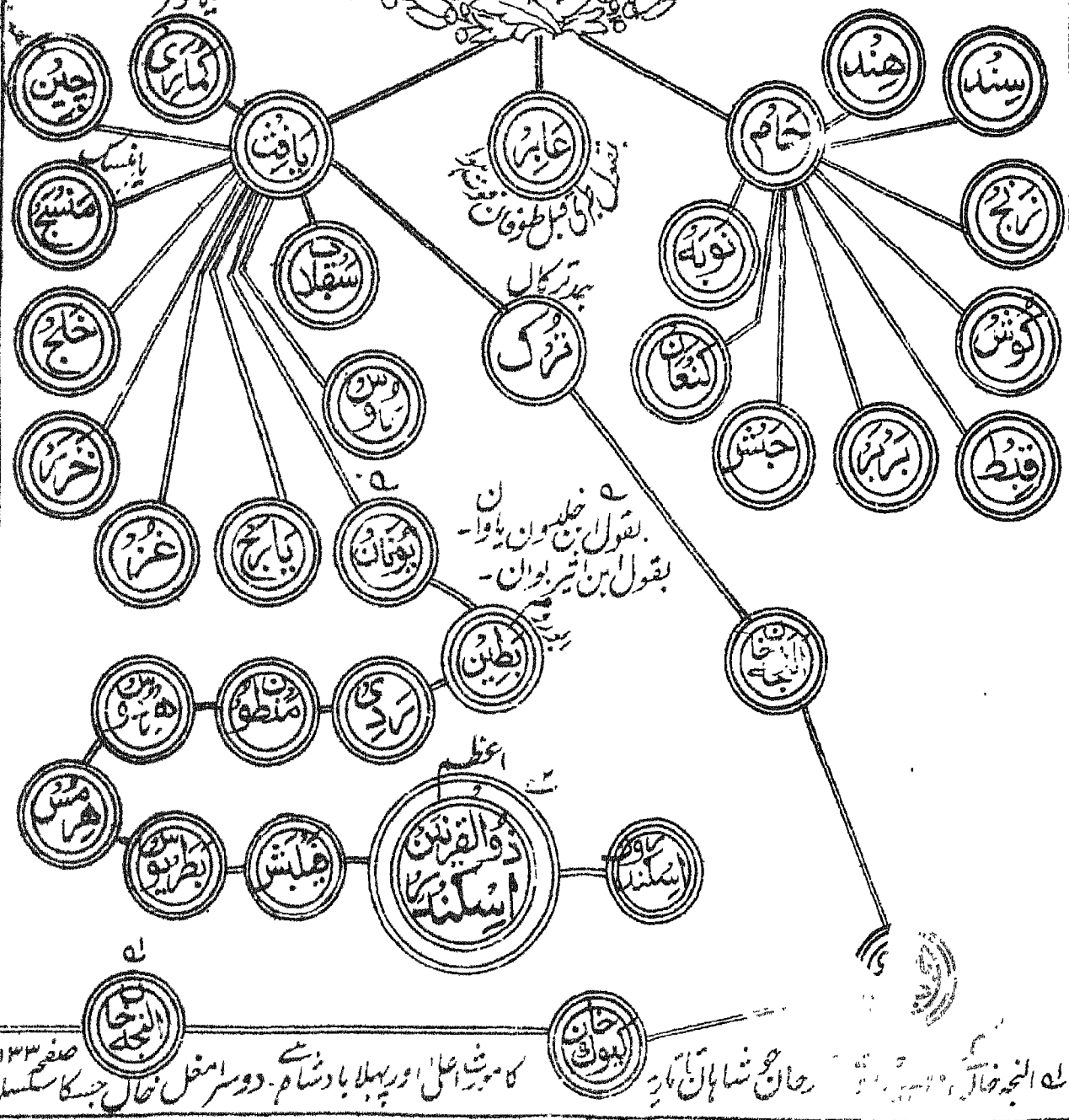
مغل خان

لہ النجہ خان [illegible] تاتار خان جو شاہان تاتار کا مورث اعلیٰ اور پہلا بادشاہ ہے۔ دوسرا مغل خان جسکا سلسلہ صفحہ ۱۳۳ [illegible]

۴ نے اس کفر کے مٹانیکے لئے بھیجا۔ آپنے قوم کو نرمی اور سختی ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سے سمجھایا۔ مگر قوم بدنصیب کا ہدایت قبول کرنا تو کجا۔ آپکو عیوب سے متہم کرنے اور ایذا دینے میں کوئی کمی نہ کی۔ مگر جسقدر قوم آپکو تکلیف دیتی تھی۔ آپ اسیقدر صبر کرتے تھے اور جب قوم آپکے ساڑھے نوسو برس کے وعظ میں کفر سے باز

الملک
عمر ۸۱ یا ۸۲ سال

نہ آئی تو آپنے قوم پر بددعا کی۔ اسکے باعث پانی کا طوفان آیا۔ زمین و آسمان سے پانی کے فوارے چلنے لگے جس سے روئے زمین پر پانی پھیل گیا۔ اور ٹیلوں اور پہاڑوں اور درختوں کے اوپر تک چڑھ گیا ہر جگہہ پندرہ پندرہ ہاتھ پانی اوپر چڑھ گیا۔ اور چھ ماہ دس رات تک جوش رہا۔ اور تمام مخلوق پانی میں ڈوب گئی۔ اور نوح علیہ السلام اور آپکے اتباع جو چالیس آدمی کے قریب تھے کشتی میں سوار ہو کر بچ گئے۔ انمیں کچھ لوگ تو وہ تھے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور کچھ آپکے عیال کے لوگ تھے یعنی آپکے صاحبزادے سام اور حام اور یافث تھے اور انکی عورتیں تھیں اور کچھ لوگ شیث علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور نوح ؑ کا بیٹا یام جو کافر تھا۔ اسکو نوح ؑ نے بہت بلایا مگر وہ کشتی پر نہ چڑھا۔ اور پہاڑ پر چڑھ گیا بالآخر نجات نہ ملی اور طوفان میں ہلاک ہوا اور حام۔ سام و یافث سے سلسلۂ اولاد جاری ہوا۔ انکی اولاد میں کسی روایت سے ۹ لڑکے ثابت ہیں کسی میں ۷۔ اور یافث کے ۱۱ یا ۸۔ اور سام کے بھی ۹ یا ۶ لڑکے لکھتے ہیں۔
(کامل ابن اثیر)

۵ اسکندر اعظم ذوالقرنین انکے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ابن اسحٰق کا قول ہے کہ سکندر کا نام مرزبان بن مردویہ تھا اولاد یافث سے بعض لکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن ضحاک ہے اور بعض نے اسطرح لکھا ہے عبداللہ بن قینان بن منصور بن عبداللہ بن آزر بن عون بن زید بن کہلان بن سبا بن یعرب بن قحطان۔ اس قسم کے بہت سے اقوال ہیں لیکن اولاد یافث ہونا صحیح تر ہے۔ تمام ممالک کو فتح کیا۔ اسکے تاج یا سر میں سینگوں کے مشابہہ کوئی چیز تھی یا اسنے دو قرن پورے کئے یا نور و ظلمت اسکے تابع تھے۔ روشنی اسکے آگے چلتی میں رہبری کرتی تھی اس وجہہ سے اسکو ذوالقرنین کہتے ہیں۔ یہ بادشاہ عادل اور مسلمان تھا اور بعض اسکی نبوت کے بھی قایل ہیں اور کلام پاک میں اسی کا تذکرہ ہے۔ اور بقول ابن کثیر دوسرا اسکندر وہ ابن فیلبس بن مصریم بن ہرمس بن میطون بن رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن نونہ بن شرخون بن رومیہ بن نوفل بن نوفیل بن رومی بن اصفر بن عیص بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیم ؑ تھا۔ کذا قال ابن عساکر۔ اسنے دارا کو قتل کیا اور ملوک فارس کو تباہ کیا۔ ارسطاطالیس فیلسوف اسکا وزیر تھا اور یہ کافر تھا۔ اسکندر ذوالقرنین اور اسکے درمیان ایکہزار سال سے زیادہ کا زمانہ گذرا ہے۔ یونانی الاصل مقدونیہ اسکا پایۂ تخت تھا اسکی فتوحات بھی عام طور پر مشہور ہیں اسکندریہ کی اسنے بنا ڈالی۔ مقدونیہ بلاد روم سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے۔ علامہ ابوالسعود لکھتے ہیں کہ یہ ایک سلطانی

یہاں مقدونیہ برگذرا اسکندر کی شان و شوکت کے آثار قابل عبرت میری نظر سے گزرے مگر اب ہاں آبادی نہیں ہے۔ کھنڈر

پڑے ہیں (علامہ ابی السعود نے یہ اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے) (تفسیر ابی السعود)

سلاطین عثمانیہ کے سلسلہ میں سلیمان سے اوپر کے حالات تاریکی میں ہیں لیکن اکثر کتب تاریخ سے ضرور ثابت ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان اغوز سے تھا جسکی اولاد میں قینان کے پہلے انکی آبادی ایک ذرہ بحوہ ارکنہ قون میں تھی جو نہایت وسیع ممالک خراسان میں تھا۔ ہر طرف سے اسکی مسافت تین ماہ میں طے ہوتی تھی اور قدرت نے انکی سب ضروریات کا سامان یہاں مہیا کر دیا تھا۔ یہاں سے خروج کے بعد ہر چہار طرف ترکوں نے ملک گیری شروع کر دی سلیمان بھی چند سواروں کو ہمراہ لیکر سنہ ۶۲۱ھ میں آرمینیہ آیا اُسوقت اتفاقاً میدان میں علاء الدین سلجوقی اور چنگیز خاں کے جنگ ہو رہی تھی یہ علاء الدین کیطرف ہو کر لڑا اور اسکا سپہ سالار ہو گیا اسکے بعد سلیمان نے سنہ ۶۲۸ھ میں عرب پر چڑھائی کی لیکن دریا میں غرق ہو گیا۔ اسکے بعد ارطغرل اور عثمان امیر لشکر رہے عثمان نے بہادرانہ کارروائی کے صلہ میں غازی کا لقب پایا اور علاء الدین کی بیٹی سے اسکی شادی ہوئی اور سنہ ۶۹۸ھ میں علاء الدین کے انتقال کے بعد رعایا نے اسکو تخت کا مالک بنایا اسنے تاتاریوں کو شکست دی ستر سال کی عمر میں ۲۷ سال حکومت کر کے انتقال کیا۔ مرتے وقت سوائے تلوار کے اسکے پاس کوئی سامان نہ تھا سنہ ۷۲۷ھ میں اورخان تخت نشین ہوا اور اسنے دار الخلافہ فروصہ قائم کیا اور سلطان مراد خان ثانی نے سنہ ۸۲۴ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام دنیا میں آپ پہلے شخص ہیں جنہنے راہ خدا میں جہاد کیا حکمائے کے نزدیک حکیم ہرمس آپ ہی تھے ۳۵۰ سال کی عمر میں آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے چھٹے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ مشغول عبادت ہیں اور بروایات دیگر ۳۶۵ سال کی عمر میں آپکا رفع ہوا تیس ۳۰ صحیفے آپ پر نازل ہوئے (الہند) جلد دوم

کیا اور قیصر روم نے ناچار مغلوب ہوکر جزیہ پر صلح کر لی اسکے بعد اسکے جانشینوں نے کئی حملوں میں قسطنطنیہ کو فتح کرلیا اور سلطان سلیمان اعظم کے زمانہ میں سلطنت کو بڑی وسعت ہوگئی سلیمان نے بذات خود تیرہ ۱۳ جہاد کئے۔ ۴۸ سال سلطنت کی۔ ۷۴ سال کی عمر میں ۹۷۴ھ کو فوت ہوا۔ آخران سلاطین میں حضرت ظل سبحانی سلطان محمد عبد الحمید خان دام بقائہ کے مدبرانہ کارنامے ایسے ہیں جو ہمیشہ صفحہ تاریخ پر نمایاں رہینگے مراد و سلیمان اور بہترین سلاطین عثمانیہ کے جسقدر اوصاف تھے وہ سب انکی ذات میں پائے گئے۔ دینی و دنیوی اعتبار سے ہمیشہ انکی ستائش ہوتی رہی نہایت عقل و فراست سے ۳۴ سال سلطنت کا کام انجام دیا اور ۶۸ سال کی عمر میں ۶۔ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ کو نوجوانان ترک کی یورش سے معزول کئے گئے ان خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین کے تخت سے علیحدہ ہونیکے بعد سلطنت عثمانیہ میں اسی سال سے ہزارہا خرابیاں پیدا ہوگئیں

سلطان محمد خان ثالث
سلطان احمد خان اول
سلطان ابراہیم
سلطان محمد رابع
سلطان احمد ثالث
سلطان عبد الحمید خان اول
سلطان محمود خان
سلطان عبد المجید خان
ظل اللہ سلطان عبد الحمید خان معزول
سلطان مصطفیٰ خان ثالث
سلیم ثالث سلطان
مصطفیٰ رابع سلطان
عبد العزیز خان
ظل اللہ سلطان محمد رشاد خان المعروف بہ سلطان محمد خامس
نوصمنہ خان
قابلیتوی بہادر
ایرامجی برلاس

شیرازہ سلطنت منتشر ہو کر قومی اخوت کے عام حریت کے ہاتھوں میں پڑ گیا۔ گو انکے قائم مقام ظل رحمانی خاقان البحرین خادم الحرمین سلطان محمد رشاد خاں خامس تخت نشین ہیں اور انکی مدبرانہ اور اولوالعزمی کے خیالات کی وجہ سے سلطنت عثمانیہ کی ترقی اعلیٰ پیمانہ پر ہو جاتی لیکن پارلیمنٹ کے قیام سے انکی رائے ایسی صورت میں ہے جیسے کہ جمہوری سلطنتوں میں شاہ کا قاعدہ ہے۔ (تاریخ روم)

خاندان مغلیہ

فرزندان قیان جبتک کہ وہ ارکنہ قون میں رہے۔ تقریباً دو ہزار سال کے حالات معدوم ہیں صرف یہاں سے خروج کے بعد کا نسب ملتا ہے کہ آخر زمانہ نوشیرواں میں جب یہ جگہ کثرت تناسل سے ان پر تنگ ہو گئی تو تاتاریوں و دیگر ملوک سے اپنے ملک واپس لینے کی غرض سے نکلے۔ اسوقت تک شکار انکی خوراک اور جانوروں کی کھال انکا لباس تھا۔ اسی نسل سے تیمور تاش سردار و فرمانروا تھا۔ اسکی اولاد میں یکے بعد دیگرے سرداری منتقل ہوتی رہی اور یلدوز نے بناء دولت مغلیہ کو مستحکم کیا۔ اسکے بیٹے جونبہ بہادر کی لڑکی النقوا کی نسبت لکھتے ہیں کہ بوزنجر قاآن اسکے بے باپ القاء نور سے پیدا ہوا اور فاضل ابوالفضل نے بھی اکبرنامہ میں نہایت قابلیت سے اس معمہ کو حل کیا ہے۔ اور چنگیز خاں کا بھی جد نہم ہے۔ اور ابو مسلم مروزی کا معاصر تھا اسکی اولاد سے تومنہ خاں نے اکثر ممالک ترکستان و مغلستان فتح کر لیا۔ قاچولی بہادر آئندہ جاکر سپہ سالار رہا اور دوسری اولاد میں تخت نشینی رہی یہاں تک کہ ایجل نویان بحیثیت سپہ سالاری ہلاکو خاں کے ساتھ ایران آیا اور یہاں کی زمام عقد و حل اسکے ہاتھ میں رہی اور مشرف باسلام ہوا اسکی اولاد میں امیر طراغائی حضرت شیخ شمس الدین کلال رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب ہوا تیمور گورگاں اسکا بیٹا شہر سبز ایران میں پیدا ہوا اور بعمر ۳۵ سال بلخ کا بادشاہ ہوا اور بہت سے ممالک خراسان ترکستان وغیرہ کو فتح کیا یہ بڑا اولوالعزم بادشاہ تھا جسنے تمام دنیا کے فتح کا ارادہ کیا تھا اور سنہ ۸۰۱ھ کو ہندوستان فتح کیا۔ اسکا بیٹا جلال الدین میران شاہ سنہ ۷۶۹ھ میں پیدا ہوا تھا سنہ ۸۱۰ھ میں قرا یوسف ترکمان کی لڑائی میں شہید ہوا پھر سلطان محمد مرزا کے دو فرزند ہوئے جنمیں سے ابو سعید مرزا کا بیٹا عمر شیخ مرزا سنہ ۸۶۰ھ کو سمرقند میں پیدا ہوا تھا اسکو سلطان ابو سعید مرزا نے حاکم کابل مقرر کیا اسکے تین بیٹے ہوئے از انجملہ ظہیر الدین محمد بابر ۶۔ محرم سنہ ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اسکی تاریخ ولادت لکھی تھی

چوں در شش محرم زاد آں شہ مکرم
تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم

۵ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ کو انتقال ہوا۔ سلاطین دہلی میں یہ بڑا باشوکت بادشاہ تھا اسکے بعد ہمایوں جانشین ہوا شیر شاہ سوری سے جنگ میں اسکو شکست ہوئی ایران چلا گیا وہاں سے دوبارہ آکر ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور ماہ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ کو کتب خانہ کی چھت سے گر کر راہی ملک بقا ہوا۔ اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر امرکوٹ میں ۵۔ رجب سنہ ۹۴۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ کو وفات پائی اسکی تدابیر ملکی و رعام رعایا نوازی سے سلطنت دہلی کو وسعت ہوئی اور کثرت فتوحات سے ابوالفتح کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے نورالدین جہانگیر ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ کو تخت نشین ہوا ۲۸۔ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ

برلاس امیر

امیر ایلنگر خان

ایجل نویان

قراچار نویان

کو انتقال کیا اور نور جہاں کے باغ واقع لاہور میں جو دریاء راوی کے اُس پار ہے مدفون ہوا اسکا مقبرہ بھی ہندوستان کی یادگار عمارتوں میں شمار ہوتا ہے۔ محمد شہاب الدین شاہجہاں ۱۰۳۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ عجیب عجیب عمارتیں اس کے زمانے میں تیار ہوئیں چنانچہ روضہ ممتاز محل آگرہ میں اور جامع مسجد

دہلی میں یادگار ہیں۔ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو انتقال کیا اور روضہ ممتاز محل میں دفن ہوا۔ اور محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی ۱۰۲۸ھ میں پیدائش ہوئی۔ غرہ جمادی الآخر ۱۰۶۸ھ میں تخت نشین ہوئے یہ نہایت دیندار پاکیزہ خیال پابند اوقات حامی اسلام بادشاہ ہوا۔ اگرچہ امن عام اور انتظام سلطنت کی وجہ سے اپنے بھائیوں کو قتل کیا آخر میں انکے زمانے سے سلطنت دہلی میں کمزوری پیدا ہوئی اور شاہان مغلیہ کا جاہ و جلال انکی ذات پر ختم ہوگیا۔ بروز جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو راہی ملک جاودانی ہوئے۔ انکے بعد شاہ عالم بہادر شاہ ۱۰ محرم ۱۱۱۹ھ کو تخت نشین ہوا اور ۱۸۔ محرم ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ اور اسکا بیٹا جہاندار شاہ جب اسی سال تخت نشین ہوا تو ۲۹ محرم ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر نے اسکو قید میں قتل کردیا۔ اور عالمگیر ثانی نے ۱۰ شعبان ۱۱۶۸ھ کو جلوس کیا اور ۱۸۔ ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ کو انتقال کیا انکے بیٹے شاہ عالم ثانی ۴۔ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ کو تخت نشین ہوئے اور ۷۔ رمضان ۱۲۲۱ھ کو اس دار فانی سے ملک جاودانی کو راہی ہوئے۔ اسکے بعد اکبر شاہ ثانی ۷۔ رمضان ۱۲۲۱ھ کو تخت نشین ہوا اور ۲۷ جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسکے بعد سلاطین تیموریہ کا آخری تاجدار ۲۸۔ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین ہوا اسکے زمانہ میں ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا۔ فوج انگریزی نے زبردستی انکو اپنا بادشاہ بنایا۔ آخر فوج میں تفرقہ پڑا اور یہ مقید ہوکر مع خاندان شاہی رنگون بھیجے گئے وہاں بمرض فالج روز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول دولت مغلیہ تیموریہ کا نام و نشان ہمیشہ کیلئے زیر خاک پنہاں ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مالک ملک ہی لایزال ہے (اکبرنامہ و تاریخ اسلام)

بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری
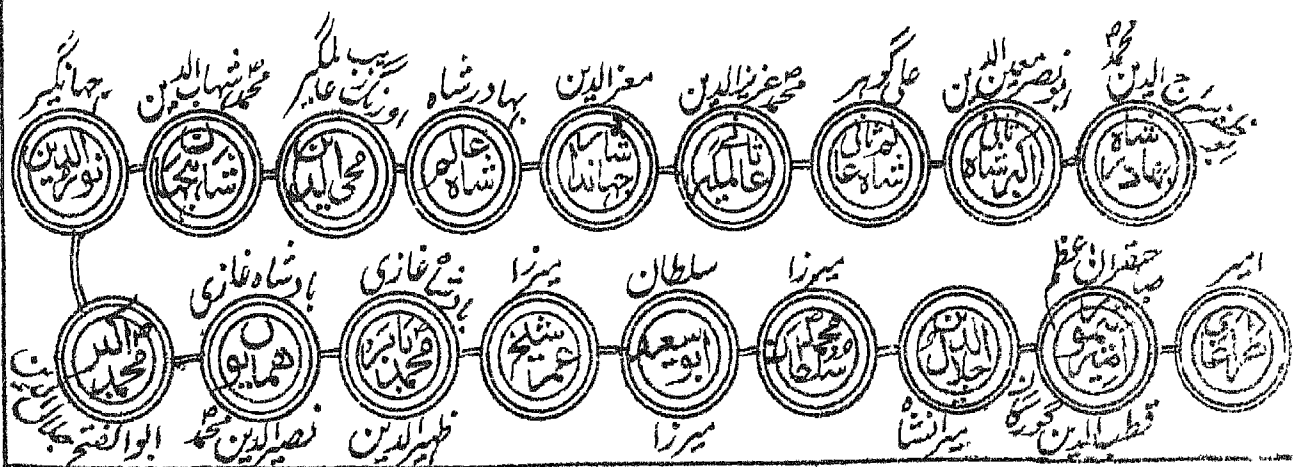
کومر بن یافث بن نوح ہے۔ غرضکہ اصل حال کچھ بھی ہو یہ سب سلاطین جنکا دائرہ سلطنت بہت سی دنیا کو گھیرے ہوئے تھا۔ انوشیروان ملقب بہ عادل اور نیک خصلت بادشاہ گذرا ہے جسکے زمانہ میں حضور روحی فداہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسکی اولاد میں یزدجرد بن شہریار کے وقت میں اسلام کو ملک فارس میں غلبہ ہوا اور سلطنت فارس کا خاتمہ ہو گیا اسکا باعث یہ تھا جو امام بخاری رح نے بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رض روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر حاکم

بحرین کے واسطے سے خسرو پرویز بن ہرمز کو فرمان عالی بھیجا اُسنے پڑھ کر چاک کر ڈالا۔ حضور روحی فداہ نے اُسکے لئے بددعا کی کہ یہ سلطنت متفرق ہو جاوے ہر تفرقہ سے۔ چنانچہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اسی حالت میں پرویز چھ مہینے زندہ رہا جب حیات سے اسکو مایوسی ہوئی تو اپنے دواخانہ سے ایک ڈبیہ زہر کی منگائی اور اُسپر لکھدیا کہ

اسمٰعیل　حماد　عبدالصمد　عبداللہ　عبداللہ

یہ دوا نافع جماع ہے۔ شیرویہ چونکہ حریص جماع تھا باپ کے مرتے ہی اُسنے دواخانہ کھولا اور زہر ڈبیہ میں سے نکالکر کھاتے ہی مرگیا۔ پرویز نے قتل شیرویہ کے لئے یہ تدبیر کی تھی مگر یہ نہ سمجھا کہ سوء ادبی جو دربار نبوی میں کی سزا ہے اسکا آغاز میرے ہی ہاتھ سے ہے۔ شیرویہ کی ہلاکت سے اقبال سلطنت فارس پر نحوست و ادبار چھا گیا اور جس وقت عراق پر متوجہ ہوئے رہی سہی حضرت عمر رض کے زمانے میں سعد بن ابی وقاص رض شوکت کسریٰ کو نیست و نابود کر دیا۔

حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ نعمان
رحمۃ اللہ علیہ

ثابت　نعمان　مرزبان　ثابت

رئیس المجتہدین قدوۃ الفقہا امام الہمام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سلاطین فارس میں نوشیروان عادل کی نسل سے ہیں۔ حضرت امام رح کا اسلام میں جو مرتبہ ہے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپکے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو برس ۱۲۰۰ سے تمام ممالک اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں اسلامی سلطنتوں کا قانون آپکے ہی اجتہادی مسائل تھے اور آج اسلامی دنیا کا غالب حصہ انکے ہی مسائل کا پیرو ہے آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت انس بن مالک اور سہل بن سعد عامر بن واثلہ کا زمانہ پایا۔ مگر آپکے مزاج میں ابتدا سے ہی نہایت احتیاط تھی اگرچہ کسی صحابی سے روایت حدیث نہیں کی لیکن آپکے اساتذہ سب جلیل القدر صحابہ کے تعلیمیافتہ تھے امام اعظم کیلئے یہ بھی کوئی کم شرف نہیں ہے کہ آپنے تخمیناً چار ہزار تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث و فقہ کو اخذ کیا۔ آپکے حالات میں اسقدر کثرت سے تصنیفات ہیں کہ امام شافعی رح کے سوا انکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ آپکے آبا و اجداد تجارت پیشہ تھے اسوجہ سے کوفہ آپکا قیامگاہ ہوا۔ خلیفہ منصور نے آپکو بغداد

شیرویہ　قیس　یزدجرد　شہریار　پرویز　خسرو

کے عہدۂ قضا کیلئے منتخب کیا لیکن آپنے منظور نہیں کیا اور قسم کھالی اسپر خلیفہ منصور عباسی آپ پر خفا ہوا اور دس تازیانے روزانہ مارنے کا حکم دیا حتی کہ سو تازیانہ تک نوبت پہونچی جب بھی آپ انکار ہی کرتے رہے پھر دس روز تک آپکا خورد و نوش بند کر دیا تب آپنے رو کر جناب باری میں اس مصیبت سے نجات کی دعا مانگی۔ پانچ روز بعد ماہ رجب یا شعبان یا یکم ماہ رمضان یا نصف شوال شب جمعہ

قینان
عمر ۸۳۵ تا ۹۱۰ سال

سنہ ۱۵۰ھ میں بحالت سجدہ آپنے وفات پائی۔ اور ایک روایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپکو زہر کا پیالہ جبراً پلایا گیا ابن سماک کہتے ہیں کہ آپکی پیشانی مبارک پر ایک سطر میں آیہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور دائنے ہاتھ پر آیہ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور بائیں ہاتھ پر آیہ فَادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور شکم پر یُبَشِّرُکُمْ رَبُّکُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ لکھی ہوئی دیکھی گئیں۔ اور آپکو خیزران میں دفن کیا گیا۔ (حدائق الحنفیہ)

ابوبکر — ابراہیم — مظفر — احمد

حضرت جمال الدین ہانسوی

حضرت برہان الدین رح

حضرت شیخ المشائخ برہان العارفین مخدوم جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت امام اعظمؒ کی اولاد امجاد سے ہیں جسوقت حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ ہانسی تشریف لائے آپنے اسی روز بیعت کی۔ باباصاحبؒ کو آپکے ساتھ نہایت درجہ محبت ہوگئی تھی کہ ۱۲ سال آپنے ہانسی ہی کی وجہ سے قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جمال جمال ماست۔ جس مرید کو آپ خلافت دیتے پہلے حضرت جمال الدینؒ کی خدمت میں بھیجتے اگر آپ منظور کر لیتے تو خلافت بحال رہتی۔ اور بصورت دیگر باباصاحبؒ فرماتے پارہ کردۂ جمال فرید نتواں دوخت۔ آپ سلسلہ چشتیہ فریدیہ میں بڑے مرتبے کے بزرگ ہوئے ہیں۔ سنہ ۶۵۹ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ خاندان چشتیہ جمالیہ آپ ہی کیطرف منسوب ہے۔ آپکے صاحبزادے حضرت مخدوم برہان الدینؒ بھی اجل خلفاء باباصاحبؒ سے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کے مزارات ہانسی میں زیارتگاہ خلائق ہیں اور مخلوق کو ہر طرح کا فیض ہوتا ہے۔ (جواہر فریدی)

بہزاد — فیروز

سے ملیگا
قرا اماں
یہ خط

سلطان محمود سبکتگین کا باپ سبکتگین نوشیرواں کی اولاد سے تھا۔ اتفاق تقدیر سے غلام بنکر الپتگین حاکم غزنی کے ہاتھ بکا مگر سبکتگین کے آثار دانشمندی دیکھکر الپتگین نے بتدریج اپنی فوج کا سپہ سالار کردیا الپتگین کے بعد اسکا بیٹا اسحٰق جانشین ہوا مگر ایک سال کے بعد اسکا انتقال ہونے پر افسران فوج اور رعایا نے سبکتگین کو جانشین تسلیم کیا ۳۶۷ھ کو اسنے بست کا قلعہ وغیرہ فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا اور چند قلعہ فتح کئے اور مال غنیمت لیکر غزنی کو واپس ہوا

اُس زمانہ میں راجہ جے پال لاہور ملتان اور کشمیر سے ملتان تک حکومت رکھتا تھا اور بھنڈ میں مقیم تھا۔ سبکتگین کا حال سنکر ملتان کے میدان میں آیا۔ ادھر سے سبکتگین مع اپنے بہادر فرزند محمود کے آکر مقابل ہوا اسکے مقابلہ میں جے پال نے خراج پر رضامند ہوکر صلح کرلی مگر راجہ جے پال نے بعد کو خلاف عہد کیا اسپر سبکتگین حملہ آور ہوا اور بیشمار مال غنیمت و خراج لیکر غزنی واپس ہوگیا اور دس ہزار فوج ایک افسر کے ماتحت پشاور میں چھوڑکر ۳۸۷ھ میں ۲۲ سال حکومت کرکے فوت ہوا۔ اسکے بعد سلطان محمود سبکتگین کا جانشین ہوا اور اسنے ۳۸۷ھ سے ۴۱۴ھ تک ہندوستان پر سترہ حملے کئے اور ۴۱۵ھ میں سخت گھمسان لڑائی کے بعد سومنات میں داخل ہوا اور یہاں سے دس کروڑ کا مال لیکر سومنات کو داہلیم مرتاض کے سپرد کرکے غزنی کو واپس گیا اسی سال خلیفہ بغداد قادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو لواء حکومت خراسان و ہندوستان مع خطاب کہف الدولہ والاسلام عطا کیا اور اسکے بڑے لڑکے امیر مسعود کو شہاب الدولہ و جمال الملۃ اور دوسرے فرزند امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملۃ کے خطابات دئے ۴۲۰ھ میں عراق پہونچا اور سلجوقیوں کا فساد مٹایا اور بروز پنجشنبہ ۲۳۔ ربیع الاول ۴۲۱ھ کو بعارضہ سوء القنیہ ۶۳ برس کی عمر میں ۳۵ سال سلطنت کے بعد خدم و حشم کو بدیدۂ حسرت دیکھتا ہوا راہی ملک بقا ہوا اور باغ فیروزہ میں فاتح سومنات دفن کیا گیا اسنے اپنے حسب حال خوب ہی کہا ہے۔

ہزار قلعہ کشادم بیک اشارۂ دست | بسے مصاف شکستم بیک فشردن پا
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت | بقا بقاء خدا ہست و ملک ملک خدا

محمود بڑا عادل نیک خصلت اسلام کی شوکت علم و ہنر کا قدردان تھا ملکوں ملکوں سے اہل علم و کمال غزنی میں جمع کئے عنصری عسجدی۔ فرخی وغیرہ اسکے ہمنشین تھے۔ فردوسی بھی اسکا شہرہ سنکر غزنی آیا اور ایک موقعہ پر سلطان نے شاہنامہ لکھنے کی فرمائش کی اور فی شعر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا فردوسی نے تین سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار شعر لکھکر بامید صلہ پیش کیا اسکے وزیر نالائق خواجہ احمد ابن حسن میمندی نے حسد کی بنا پر سلطان محمود کو دھوکا دیا اور یہ کہا کہ فردوسی کو اسقدر دینار سے شادی مرگ ہوجائیگی روپیہ دیا جاوے تو بہتر ہے۔ محمود نے ایسا ہی کیا اسپر فردوسی ملول ہوکر طوس چلا گیا اور ایک ہجو لکھ لیا کچھ عرصہ بعد فردوسی کا ایک شعر سنکر محمود رو پڑا اور کہا میں نے فردوسی کے حق میں ظلم کیا اور اسی وقت ساٹھ ہزار دینار سرخ طوس فردوسی کے پاس بھیجے مگر ایک دروازہ سے

بہرام

بوقان — سبکتگین — محمود غزنوی — مسعود — ابراہیم — مسعود ثالث

طوس میں پہنچے اور دوسرے دروازہ سے شتر پر لدا ہوا تابوت یعنی فردوسی کا جنازہ نکل رہا تھا۔ ملازمان سلطان نے یہ دینار اسکی بہن کو پیش کئے مگر اس عالی حوصلہ عفیفہ نے انکو واپس کر دیا اور ابن حسن میمندی کی نازیبا حرکت کے مقابلہ میں ایک بے بہا یادگار چھوڑ گئی۔ عارف جامی اگر اپنا یہ مقولہ احمد بن حسن میمندی کے

کیلئے موزوں کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔

گذشت شوکت محمود و در زمانہ نماند ۔ جز این فسانہ کہ نشناخت قدر فردوسی

سلطان محمود کے بعد اسکی اولاد میں حکومت غور و ہندوستان رہی لیکن جدال و قتال سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا بالآخر اسکی اولاد میں امیر ابراہیم بن امیر مسعود تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ عادل و عابد تھا۔ ایک سال میں رمضان کے ساتھ دو مہینے آگے پیچھے ملا کر تین مہینے روزے رکھتا تھا۔ ایک سال میں ایک قرآن شریف لکھکر مکہ مکرمہ بھیجتا تھا۔ دوسرے سال مدینہ منورہ سلجوقیوں سے صلح کرکے ۴۷۲ھ ہندوستان پر یورش کی۔ قلعہ اجودھن دیاک پٹن کو فتح کرکے غزنی میں واپس آیا اور ۴۸۶ھ یا ۴۹۲ھ میں انتقال کیا۔ اسکے بعد امیر مسعود ثالث بن ابراہیم جانشین ہوا اور ۵۰۹ھ میں انتقال ہوا اور اسکا فرزند امیر کمال الدین شہرزاد جانشین ہوا اسکو قتل کرکے اسکا بھائی امیر ارسلان شاہ تخت پر بیٹھا۔ اسنے اپنے بھائیوں کو قتل کیا۔ اسکا ایک بھائی اسکے پنجہ سے نکل کر اپنے ماموں سنجر سلجوقی کی پناہ میں چلا گیا اور اسکی مدد سے ۲۰ شوال ۵۱۰ھ میں ارسلان شاہ کو قتل کرکے بہرام شاہ تخت نشین ہوا اور اپنے داماد قطب الدین محمد غوری کو قتل کیا۔ قطب الدین محمد غوری کے بھائی محمد سیف الدین نے انتقام پر کمر باندھی۔ بہرام شاہ بغیر لڑے بھڑے ہندوستان چلا گیا اور وہاں سے لشکر جمع کرکے غزنی میں آیا باشندگان غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کرکے بہرام کے حوالے کیا۔ بہرام نے اسکو رسوائی کے ساتھ قتل کیا اور اسکے وزیر سید مجد الدین کو پھانسی دی۔ علاء الدین سیف الدین کے بھائی نے غزنی پر چڑھائی کی بہرام شاہ نے مقابل ہو کر شکست کھائی دولت شاہ فرزند بہرام شاہ مارا گیا۔ بہرام شاہ ہندوستان چلا آیا اور لاہور میں آکر ۵۴۷ھ میں انتقال کیا۔ اسکا فرزند خسرو شاہ لاہور میں جانشین ہوا۔ اور پھر غزنی آیا۔ علاء الدین سے شکست کھا کر لاہور چلا گیا اور وہاں ۵۵۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد اسکا فرزند خسرو ملک جانشین ہوا۔ اس سے سلطان معز الدین غوری نے لڑکے غزنویوں کا نام مٹا دیا۔

(تاریخ افغانستان)

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام آپکی پیدائش کے وقت حضرت آدمؑ کی دو سو بتیس ۲۳۲ سال کی عمر تھی اور قابیل ہابیل کو پچاس سال گزر چکے تھے حضرت آدمؑ کی اولاد توام پیدا ہوا کرتی تھی مگر آپ اکیلے پیدا ہوئے لیکن عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایت ہے اس سے آپکا بھی توام پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں شیثؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا پچاس صحیفے آپ پر نازل ہوئے ہمیشہ مکہ میں قیام کیا اور ہر سال حج و عمرہ ادا کرتے تھے۔ آپکی اولاد سے نسل انسانی کو ترقی ہوئی اور انکی زندگی میں بہت سی اولاد عبادت الٰہی میں گوشہ نشین ہوئی۔ اور شیثؑ کو حضرت آدمؑ نے شبانہ روز کی ساعات اور اوقات عبادت تعلیم کئے اور دیگر معارف و طوفان نوحؑ سے آگاہ کیا اور یہ سب باتیں حضرت آدمؑ نے اپنی دوسری اولاد سے پوشیدہ رکھی تھیں۔ ۹۵۰ یا ۹۱۲ سال کی آپنے عمر پائی اور جبل ابوقبیس میں حضرت آدمؑ کے پاس دفن کئے گئے۔ (کامل ابن اثیر)

ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام

واضح ہو کہ آپ سے پہلے زمین میں جنات کی حکومت اور آبادی تھی جنات نے سفک دماء اور سرکشی اختیار کی۔ اور ابلیس لعین کو جو اپنی علم و کرامت پر ناز ہو گیا تھا۔ باری تعالےٰ نے ابلیس کا یہ خیال ملائکہ پر پوشیدہ رکھا اور ملائکہ سے ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (میں زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرونگا) ملائکہ جنات کی حالت زمین پر دیکھے ہوئے تھے اور اطاعت خداوندی کا ملائکہ عہد کر چکے تھے عرض کیا کہ اے رب کیا فتنہ و فساد و سفک دماء کرنے والے کو پیدا کریگا حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس میں ہیں اور سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں۔ حق جل و علا کا ارشاد ہوا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط اور ملائکہ کو حکم دیا گیا چنانچہ نوبت آخر میں ملک الموت نے کئی جگہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی سرخ و سیاہ و سفید لیکر پیش کی اس سے حضرت آدمؑ کا چالیس شب یا چالیس سال خمیر کے بعد جسد تیار ہوا۔ آپ میں روح ڈالی گئی۔ جسوقت آنکھوں میں روح پہونچی تو آپنے اثمار جنت کو دیکھا اور پیٹ میں پہونچنے پر آپکو اشتہا غالب ہوئی اور قبل اسکے کہ روح پیروں میں پہونچے آپنے اثمار جنت کی طرف بڑھنے میں عجلت کی اسیواسطے باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے تو مردود ہونا پسند کر لیا تھا وہ سجدہ کیسے کرتا اس نافرمانی میں ہمیشہ کیلئے مردود ہوا اور جنت سے نکالدیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ جنت میں رہنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت آدمؑ جنت میں چلتے پھرتے تھے اور آپکی صحبت کیلئے کوئی جوڑا نہیں تھا۔ ایک روز آپ سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے حضرت حواؑ کو بیٹھے ہوئے دیکھا جنکو قادر مطلق نے اپنی

صفی اللہ — حضرت آدم علیہ السلام

ام البشر — حوا رضی اللہ عنہا

ہابیل — قابیل — عبداللہ — عبداللہ — ھدیٰ — نابغ

عبدالرحمٰن — صالح — سندان — توبہ

ضرابیس — شبوث — عبدالمغیث — ایاد

عبدالحارث — بارف — یحوذ — حیان — بنان — اثاثی

خزور — اشوث — قلیما — عناق — لیوذا — امۃ المغیث
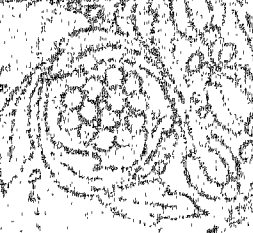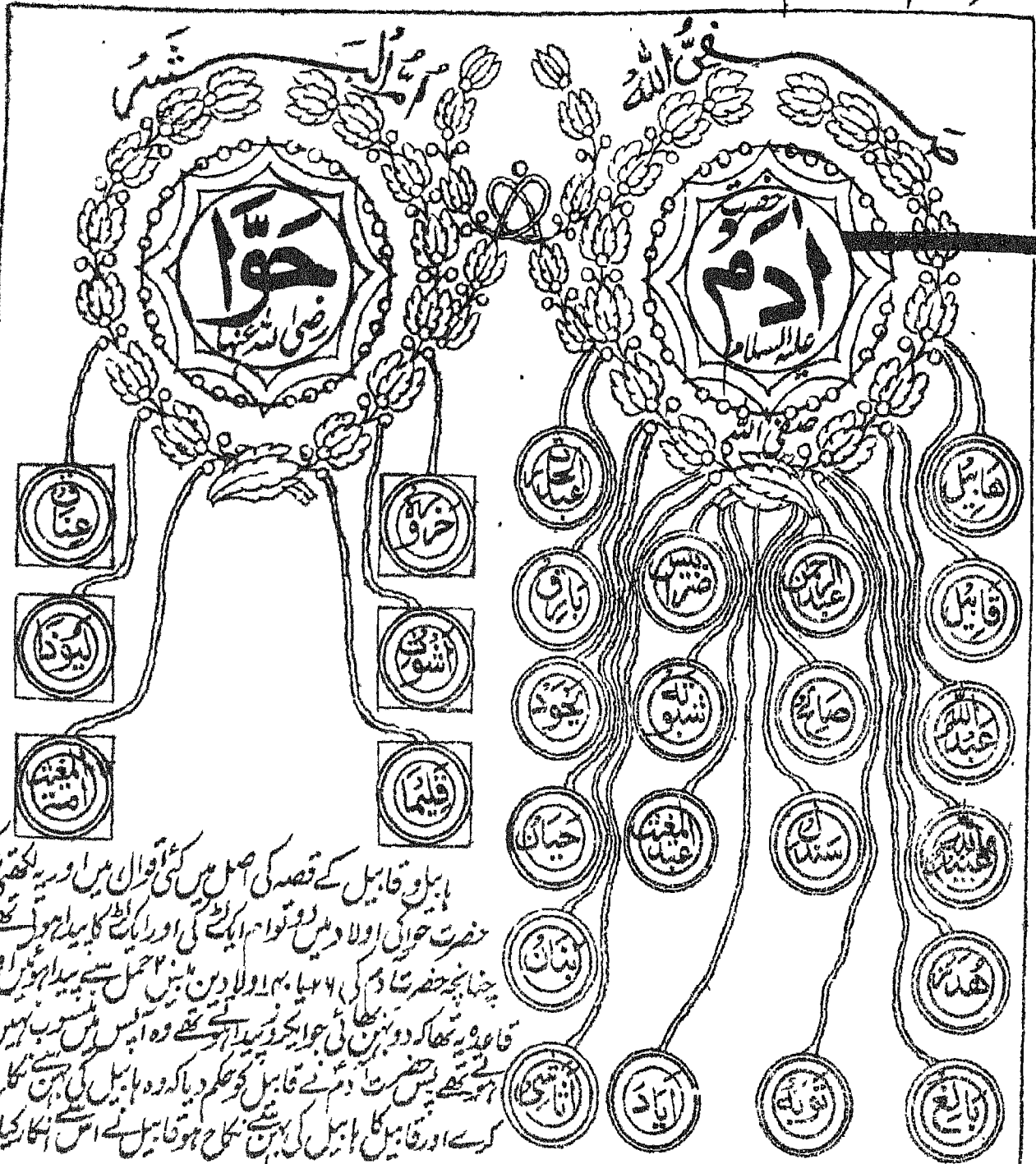
ہابیل و قابیل کے قصہ کی اصل میں کئی اقوال ہیں اور یہ لکھتے ہیں
حضرت حوا کی اولاد میں دو توام ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتے تھے
چنانچہ حضرت آدم کی ۲۶ یا ۴۰ اولاد میں یا بیس ۲۰ حمل سے پیدا ہوئیں اور
قاعدہ یہ تھا کہ دو بہن بھائی جو ایک ہی حمل سے پیدا ہوتے تھے وہ آپس میں منسوب نہیں
ہوسکتے تھے پس حضرت آدمؑ نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ ہابیل کی بہن سے نکاح
کرے اور قابیل کی بہن سے ہابیل کا نکاح ہو تو قابیل نے اس سے انکار کیا اور
ہابیل کو قتل کر دیا اور اسکے اس ارتکاب سے بنی نوع انسان میں خون ناحق کا آغاز ہوا۔ (کامل)

پسلی سے پیدا کیا اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ پر القاء نوم کیا گیا اور بائیں پسلی آپکی نکالی گئی اس سے
حضرت حوا پیدا ہوئیں اور وہ جگہ پسلی کی گوشت سے برابر ہو گئی اور حضرت آدمؑ سوتے رہے جس وقت آپ بیدار ہوئے
تو حضرت حوا کو دیکھا کہ یہ میری جسم و جان ہے آپس میں مانوس ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جنت میں آزادانہ
رہنے کا حکم فرمایا کہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ کی ہدایت کی (اس درخت گندم کے
قریب مت جانا ورنہ اپنے پر ظلم کرنے والے ٹھہرو گے) مجاہد اور قتادہ بھی اس روایت سے متفق ہیں حضرت آدمؑ
و حواؑ عرصہ تک جنت میں عیش و عشرت کے ایام گذارتے رہے شیطان لعین ایک روز جنت میں داخل ہونا چاہا

تھا تاکہ حضرت آدم و حوا کو نافرمانی باری تعالٰے پر آمادہ کرے کہ خازن جنت نے روک دیا۔ پھر یہ حیوانات زمین کے پاس گیا اور
اپنے جنت میں پہونچانیکی خواہش پیش کی۔ تمام حیوانات نے انکار کر دیا مگر سانپ نے اسکے فریب میں آکر اپنے مونھہ میں
رکھکر جنت میں پہونچا دیا۔ سانپ کو لکھتے ہیں کہ بہت خوبصورت تھا مگر اسکو یہ سزا ملی کہ اسکی خوبی بدصورتی سے بدل دی
گئی اور پیٹ سے چلنے کی مصیبت میں ہمیشہ کو گرفتار رہا۔ شیطان نے جنت میں پہونچکر حضرت آدمؑ کے سامنے رونا شروع
کیا اور کہا کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور فراق تمکو لاحق ہوگا تمہارے آیندہ نتیجہ پر افسوس کر کے روتا ہوں اور اس ہمدردی
میں هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (کیا نہ بتاؤں تمکو ایسا درخت جس سے ہمیشگی اور ملک جاوید
تمکو حاصل ہو جاوے۔ طرح طرح کے فریب اور قسمیں کھاکر فرشتہ سیرت حضرت آدمؑ و حوا کو لعین نے فریب دیا اور
امر ممنوع کے مرتکب ہوکر ساکنان جنت حضرت آدمؑ و حوا معتوب الٰہی ہوے اور وطن اصلی سے دنیائے دنی میں اتار
دیئے گئے۔ جمعہ کے روز آپ جس مقام پر اول مرتبہ اتارے گئے اسمیں حضرت علیؓ و عباسؓ و قتادہؓ و ابو العالیہؒ کا یہہ
قول ہے کہ ہند کی ارض سراندیپ میں ایک پہاڑی جسکو نود کہتے ہیں آدم علیہ السلام اتارے گئے۔ اور حضرت
حوا رضی اللہ عنہا مقام جدہ میں اتاری گئیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت حواؑ کی مفارقت
میں حضرت آدمؑ تلاش کو نکلے ہیں تو اس سفر میں جہاں آپکا قدم مبارک پڑا وہاں آبادی ہوگئی یہانتک کہ آپ
مقام جمعا میں حضرت حواؑ کے ساتھہ جمع ہوے۔ اسی وجہ سے اس مقام کو جمعا کہتے ہیں اور مزدلفہ میں ملے اسیواسطے
اسکا نام مزدلفہ ہوا اور عرفات پر ایک دوسرے نے پہچانا اسی لئے اس جگہہ کو عرفات کہتے ہیں۔ پھر آپ دونوں
بیت اللہ کی جگہہ مقیم ہوئے اور دو سو برس تک اپنے عفو قصور کیلئے روتے رہے اور چالیس روز تک کھانے پینے
سے باز رہے تا آنکہ ارحم الراحمین نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کی تلقین کی اور آپ اُس نور سرمدی مقبول ایزدی باعث عالم کو شفیع لائے جسکے بارہ میں حضرت آدمؑ
کی خلقت سے پہلے حکم ہو چکا تھا کُنْ مُحَمَّدًا۔ یا بروایت دیگر كُوْنِيْ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدًا۔ اور وہ نور پاک باری عز اسمہ
کا یہ خطاب سنکر فَصَارَ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرِهٖ فَصَلّٰى حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى حُجُبِ الْعَظَمَةِ فَسَجَدَ وَقَالَ
فِيْ سَجْدَتِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ خَلَقْتُكَ وَسَمَّيْتُكَ مُحَمَّدًا۔ اور جناب
باری سے التجا کی۔ اُس نور کی برکت سے آپکی گریہ و زاری مقبول باجابت ہوئی۔ الحمد للہ کہ فضل ربانی سے حضرت
آدمؑ و حوا کا قصور معاف ہوا اور انعامات ایزدی آپ پر عام ہوگئے۔ زمین کا آپکو مالک بنایا گیا آپکی اولاد سے
دنیا کو آباد کیا گیا انکی ہدایت کو آپ نبی مرسل کئے گئے۔ ۲۱ صحیفے آپ پر نازل ہوے اسطرح پر کہ جبرئیلؑ کی تعلیم
سے آپ لکھتے جاتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا
گذرے ہیں جنمیں سے ۳۱۳ نبی مرسل ہوے اور اول انکے حضرت آدمؑ ہیں جنکو اللہ تعالٰے نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور
اپنی روح پھونکی پھر آدمی بنایا۔ آپنے احکام خداوند عالم اپنی اولاد کو تعلیم کئے۔ جب آپکا وقت آخر ہوا اور نور محمدیؐ
آپ سے منتقل ہو چکا تو آپ گیارہ روز بیمار رہے اور عمر ۹۶۳ یا ۹۳۰ و بقول اصح ایک ہزار سال اس دار ناپائدار
میں قیام فرماکر اسی دار اصلی کو جسکی مفارقت کا ہمیشہ آپکو ملال رہتا تھا مراجعت فرمائی۔ جنت سے آپکا کفن آیا
اور ملائکہ نے تجہیز و تکفین کے دفن کیا اور آپکی قبر کو پوشیدہ کر دیا اور ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز
آپکا انتقال ہوا اور جبل ابو قبیس مکہ مکرمہ میں آپکو دفن کیا۔ غار الکنز اُس جگہہ کا نام ہے اور اس بارہ میں اور بھی قول

ہیں۔ آپکے ایک سال بعد حضرت حوا کا بھی انتقال ہوا۔ حضرت آدمؑ کے پاس یا جدہ میں آپ مدفون ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔
دکامل

الحمد للہ والمنہ کہ سلسلۂ نسب حضور فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام تمام ہوا

نبیے کہ شاہ دو عالم ہم اوست ‌‌‌‌ صفے کہ بادی و خاتم ہم اوست ‌‌‌‌ کریمے کہ دین است انعام او ‌‌‌‌ یتیمے کہ نہج است از نام او

آغاز سلسلہ اولاد اطہار سادات کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ھ

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال ایک روز کی عمر میں نبوت ہوئی اور بعض اقوال میں روز دوشنبہ تاریخ ۸۔ ربیع الاول کو مبعوث ہوئے۔ اسکے بعد علی الاعلان آپنے اظہار نبوت کیا اور دعوت حق کی۔ اور شعب ابوطالب میں معہ خاندان کے کچھ کم تین سال محاصرہ کفار میں رہے اور بعمر پچاس سال نو ماہ آپکو معراج ہوئی تریپن سال کی عمر میں آپنے ہجرت فرمائی روز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ اور روز دوشنبہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کل دس سال یہاں اقامت فرمائی اور اس عرصہ میں باختلاف اقوال ۲۵ یا ۲۷ آپنے غزوات کئے اور تقریبا پچاس مقامات پر لشکر بھیجے اور اسکے بعد آپکی وفات ہوئی اور تعین روز اور تاریخ ۸ یا ۹ یا ۱۲ میں اقوال علماء کے مختلف ہیں لیکن قول مشہور اس بارہ میں آغاز کتاب میں درج کر دیا گیا۔ آپ مکہ میں آپ خدیجہ بنت خویلد کیطرف سے ملک شام کو تجارت کی غرض سے تشریف لیگئے اور خدیجہ بنت خویلد کو آپکی حسن معاملہ سے اعتبار بڑھتا گیا۔ اور برکات ظاہری و باطنی سے بکثرت فائدہ ہوا تو خدیجہ نے آپسے نکاح کی درخواست کی اسوقت آپکا سن رشد ۲۵ سال دس دن دو ماہ کا تھا آپنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور حضورؐ کی ۴۹ سال ۸ ماہ ۲۱ روز کی عمر میں خدیجہؓ کا ابوطالب کے انتقال سے ۳ روز بعد مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد آپنے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ انکے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہجرت کے دو یا تین سال قبل ماہ شوال میں جسوقت حضرت عائشہ صدیقہؓ ۶ سال کی تھیں نکاح کیا۔ اور بعمر ۹ سال سنہ ماہ شوال میں آپ ہمبستر ہوئے۔ انکی ۱۸ سال کی عمر میں حضورؐ نے وفات پائی اور بعمر ۵۸ سال ۱۷۔ رمضان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حضورؐ نے سوائے انکے اور کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔ ام عبداللہ انکی کنیت ہے۔ پھر انکے بعد حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ سے آپکا نکاح ہوا۔ ور آپؐ حبشہ میں نجاشی حبش نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان سے نکاح کیا اور نجاشی حبش ہی نے ام حبیبہؓ کا مہر آپکی طرف سے ادا کیا ۴۴ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت ام سلمہؓ سے آپکا نکاح ہوا اور ۶۲ سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ ایک روایت میں حضرت میمونہؓ کو لکھتے ہیں کہ انکی سب سے آخر میں وفات ہوئی۔ انکے بعد حضرت زینبؓ بنت جحش سے آپکا نکاح ہوا جو پہلے زید بن الحارثہ مولا رسول اللہ صلعم

ازواج مطہرات رض
سیدہ سودہ
سیدہ ماریہ قبطیہ
سیدہ عائشہ
سیدہ حفصہ
سیدہ ام حبیبہ
سیدہ ام سلمہ
سیدہ میمونہ
سیدہ زینب
سیدہ جویریہ
سیدہ صفیہ
سیدہ میمونہ
سیدہ زینب
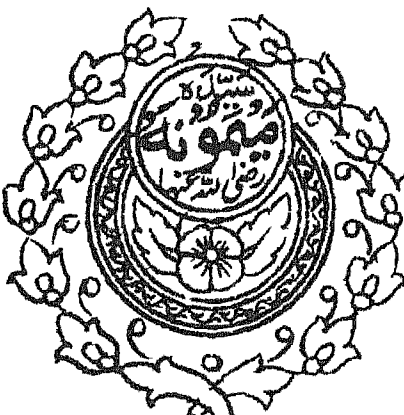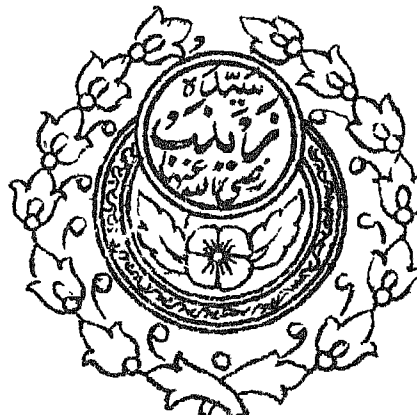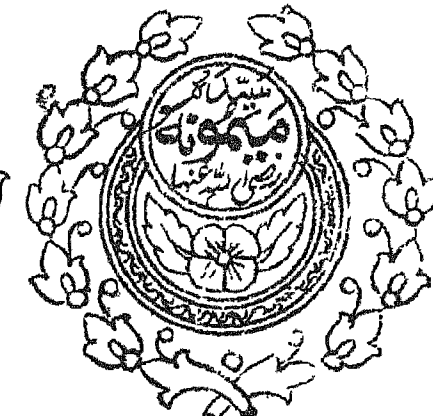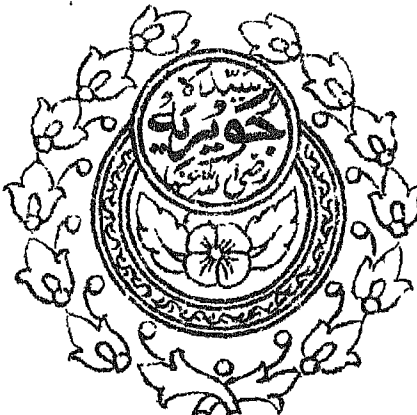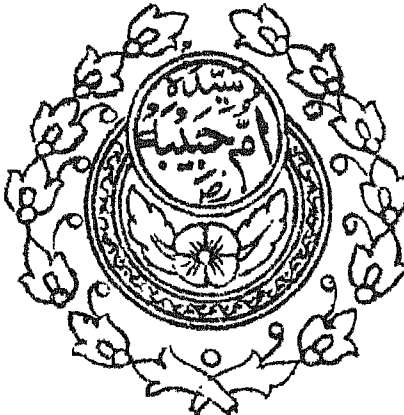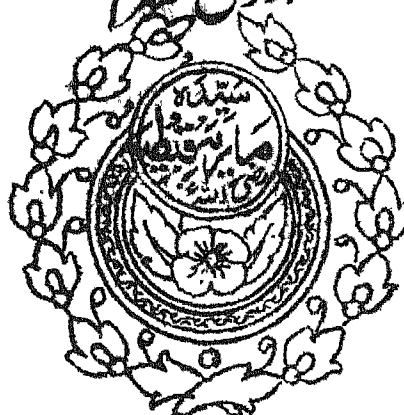
کے نکاح میں تھیں انکی طلاق کے بعد آپکی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں حضورؐ کی وفات کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں جن کا انتقال ہوا اور جنازہ چوبی بشکل گہوارہ جنکے لئے تیار کیا گیا۔ انکے بعد جویریہؓ بنت حارث جو غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار ہو کر ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھیں بعوض مال کتابت اپنی رضامندی سے آپکے نکاح میں آئیں ۵۶ سال کی عمر ہوئی پھر حضرت صفیہؓ سے آپکا نکاح ہوا جو ہارونؑ کی نسل سے تھیں اور غزوۂ خیبر میں اسیر ہو کر آئی تھیں۔ انکا آزاد کرنا حضورؐ نے مہر قرار دیا تھا۔ پچاس سال انکی عمر ہونے پر آپنے خالدؓ بن الولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ میمونہؓ سے نکاح کیا اور موضع سرف جہاں حضورؐ سے انکا نکاح ہوا تھا بعمر ۵۱ یا ۶۶ سال وہیں انکی وفات ہوئی۔ اور اس تقدیر قول آخر پر از روئے انتقال کے یہ آخر ازواج سے ہونگی جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ سب ۹ ازواج ہیں جو حضورؐ کے انتقال کے بعد موجود رہیں۔ سوائے حضرت خدیجہؓ کے پھر آپنے ہجرت کے تیسرے سال حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا جنکا دو تین ماہ میں انتقال ہوگیا۔ ان سب کے علاوہ کچھ اور عورتیں بھی تھیں جنسے حضورؐ نے نکاح یا خطبہ کیا تھا از انجملہ فاطمہ بنت ضحاک بھی آپکے نکاح میں آئیں اور آیہ تخییر نازل ہونے پر آپنے انکو اختیار دیدیا تھا پھر وہ دنیا اختیار کر کے آپسے علیحدہ ہوگئیں لیکن عمر بھر انکو حضورؐ کی جدائی کا افسوس رہا۔ اور ماریہ قبطیہ رضؓ سے بھی آپکا نکاح ہوا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سے حضورؐ کے چار صاحبزادیاں ہوئیں جنمیں سے تین صاحبزادیاں حضرت زینبؓ و رقیہ اور ام کلثوم کا حضورؐ کی حیات میں انتقال ہوگیا لیکن حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا حضورؐ کی وفات کے چھ ماہ کے بعد انتقال ہوا اور انکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا انکے حضرت علیؓ سے چھ اولادیں ہوئیں جنمیں سے حسن حسین علیہما السلام و سیدہ زینبؓ اولاد فاطمہ و حضرت ابوالقاسم محمد بن حنفیہ جنکا سلسلہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر درج ہے معہ انکے سادات کے چار سلاسل جاری ہوئے انکے علاوہ سلاسل ربعہ کے فروع ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جہاں اپنی ذاتی سیادت ہاشمی کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے جو شرف حاصل تھا اسکے ساتھ ہی بوجہ آپکی دیگر فضائل مخصوصہ کے آپکی اولاد کا سیادت انتساب ہونا یقینی ہے لیکن انصاف اور حق یہ ہے کہ حضرت سیدہ کی وجہ سے جو کرامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئی پس اسی کرامت کا ایک زائد حصہ بنی فاطمہ میں ضرور اضافہ کا مستحق ہے اسلئے کہ یہ فضیلت جنکی باعتبار تعلق رسالت خاص امر ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں بنی فاطمہ کو یہ تخصیص ہے وہاں دیگر اولاد علی کرم اللہ وجہہ بھی اس خصوصیت میں بنی فاطمہ کی سلسلۂ اخوت کیوجہ سے شریک ہے۔ اور اپنا تو یہ قول ہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا ‎ ‎ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اظہار شرف نسب کی بہت سی امورات د... ہیں ضرورت ہوتی ہے لیکن اسمیں اسدرجہ غلو ہونا جو دوسروں کی تحقیر اور اپنے لئے کبر کا باعث ہوجاوے بیجا ... بعض لوگوں میں اسکا خیال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور حقیقتاً دیکھا جائے تو علاوہ ضروریات دین کے واقفیت نسب ... یہ ہے کہ انسان اپنے آباء و اجداد کے بہترین اعمال اور اخلاق حسنہ کی واقفیت سے انکی پیروی کرے کیونکہ ... اور سرمایۂ ناز اگر عمل ہوتا یا عمل کے مقابلے میں روز آخرت

ہیں سیادت وشیوخت کام آنے والی شے ہوتی تو شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اعملی یا فاطمہ کی تاکید نہ فرماتے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ موجب سیادت ہوئے تھے اصل سیادت ہیں جیسا کہ ارشاد باری سے ظاہر ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ جسکے معنی حضرت مولانا روم نے بڑی خوبی سے بیان کئے ہیں ہر کہ طالب گشت تو ذات را اوست سید جملہ مخلوقات را چنانچہ خود حالات سیادت پناہ سید المرسلین و اہلبیت اطہار خلفاء عظام وصحابہ کرام اسکے شاہد ہیں کہ کبھی اپنی کرامت پر کسی نے بھروسہ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی اولاد میں ہمیشہ کے لئے باری تعالے نے وہ دولت ودیعت رکھی کہ اگر یہ وراثت تبرکات کا چراغ ہاتھ میں لیکر انکے قدم بقدم چلیں تو علی فرق مراتب فیما بینہم انکی ہمسری کا دوسرا کوئی دعوی نہیں کر سکتا چنانچہ اسکی بہت سی مثالیں گزر چکیں و ہمیشہ پیش آتی رہینگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں دو ازواج سے فیضان جاری ہے حضرت عائشہ صدیقہ رض برگزیدہ رسول جنکے مراتب عالی کا احصاء نہیں ہو سکتا انکی بحیثیت امت مرحومہ کی دینی مربیانہ ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبری رض سے بوساطت فاطمہ رض دو آفتاب و مہتاب حسنین علیہما السلام کی شعاع نورانی سے یہ عالم رونق پذیر ہے یہاں سے ان دو بزرگوار کے سلاسل شروع ہوئے ہیں اولاد اطہار سرور عالم چونکہ آغاز کتاب میں مذکور ہوئی اور رأس سادات حضرت سیدہ ہیں اسلئے صرف انکا اسم گرامی یہاں پر درج کیا گیا باقی اولاد ناظرین صفحہ اول آغاز کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں

فاطمۃ الزہرا

سیدۃ رضی اللہ عنہا

علی بن ابی طالب

سیدہ زینب کبری

سیدنا محسن

سیدہ ام کلثوم

سیدہ رقیہ

عباس رض

عون رض

جعفر رض

علی

علی

ابن جعفر طیار رض

سلسلہ سادات زینبی

حضرت زینب کبری جعفر طیار کو منسوب تھیں انسے چار صاحبزادے ہوئے لیکن سلسلہ علی بن جعفر طیار سے جاری ہے اور دوسروں سے عقب نہیں

سلسلہ سادات حسنی

سلسلہ سادات حسینی

سلسلہ اولاد امام حسن علیہ السلام
حضرت امام مجتبیٰ حسن علیہ السلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی وفات کے بعد ۴۰ھ میں آپ
نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔
بعد ازاں حضرت معاویہؓ نے
کشی کی امام حسنؑ نے
سے صلح کرلی اس شرط
خلیفہ ہوئے اور اہل کوفہ
بوجہ ... کوفہ میں پہنچے
نے آپ پر لشکر
حضرت معاویہؓ
پر کہ معاویہؓ
علی
کرم اللہ وجہہ
سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
ابن
محمد
جعفر
زید
حسین
طلحہ
اسمٰعیل
حمزہ
عبدالرحمن
یعقوب
عمر
اصغر عبداللہ
قاسم
عبداللہ الملقب
اکبر عبداللہ
کے بعد
ہوں
مدینہ میں
اہلبیت کے
کی خبرگری
لوگ آپکو
سے آپنے
ہے آپ فرماتے
عار اچھی ہے
مگر وہ جانتا
لئے لڑوں۔
امارت حضرت معاویہؓ
اُسوقت سے اہل اسلام
مقرر ہوگیا یعنی
آپکی ولادت ۳ھ میں
منقش ہوگئے
آپ خلیفہ
اور آپ
تشریف لائے
خرچ اخراج
کرتے رہے
کہتے تھے کہ صلح
ہمکو عار دلاتی
تھے آگ سے
اور فرمایا میں
ہوں کہ ملک کے
جسوقت آپ نے
کے سپرد کردی
کا نام سنت والجماعت
ایک امیر کے ساتھ
ہوئی اور آنحضرتؐ
محمد
عون
طاہر
قاسم
سالم
امین
شفیع
ناصح
صالح
جعفر
سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت
امام حسینؑ کی شہادت
کا واقعہ ایسا ہے کہ وہ روز قیامت
تک ہر امتی کے زبان
تک تازہ رہیگا اور اہل اسلام
کے دل میں اسکا
جو اثر ہے وہ آپکی یاد
اور اہلبیت کی
محبت کیلئے ایک ایسا
مجسم محرک
موجود ہے جسکے ہوتے
علی
کرم اللہ وجہہ
سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
ابن
جعفر
محمد
علی اصغر
علی اکبر
ہوئے کسی دوسرے باعث کی چنداں
احتیاج نہیں اور جو احتیاج ہے تو وہ
اسی اصل محرک کی ممد و معاون
سمجھی جاسکتی ہے۔ اصل شہادت کا واقعہ
جو عام طور پر مشہور ہے اسکا اصلی منشا
یہ تھا کہ ذات محبوب رب العٰلمینؐ کی تمام
کمالات انبیاء مرسلین کی جامع تھی بلکہ
خلعت ختم کے ساتھ آپکو اور بہت سے
وہ مدارج عطا ہوئے جسکے لئے ذات
محمدیؐ ہی موزوں تھی از انجملہ ایک مرتبہ
شہادت ایسا تھا کہ جسکا حصول نفس
نبی امیؐ سرور عالم کیلئے بلحاظ شان جبکہ
واقتضاء سر عاشقانہ مناسب تھا
اگر ایسا ہوتا تو بلحاظ ہر بین نظروں میں
کسر شوکت اسلام اور اختلال
دین کی صورت ہوتی۔ اسلئے مشیت
ایزدی مقتضی ہوئی کہ بعد وفات
حضورؐ کے اس مرتبہ کی بواسطہ آپکے کسی
قریب تر عزیز کے اسکی تکمیل ہو اور
اسکے لئے قرۃ العین رسول اللہ امام
حسینؑ سے زیادہ کوئی موزوں ہو
سکتا تھا جیسا کہ بروایت صحیح ترمذی
سلسلہ اولاد امام حسین علیہ السلام
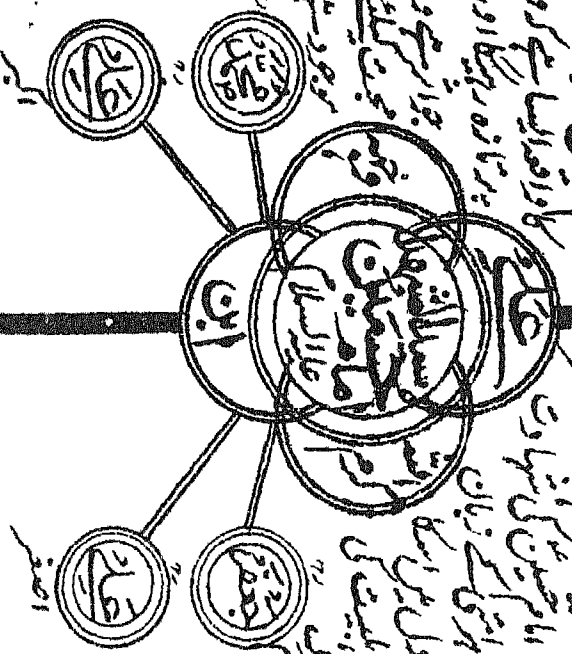
ذکر امام حسن علیہ السلام

سے روایت حدیث کیں۔ آنحضرتؐ نے آپکا
کیا۔ براءؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے انکو
کہا اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو
سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت
ایکدفعہ آپ امام حسنؓ کیطرف دیکھتے تھے اور
اور فرماتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ
میں صلح کردے۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ حسنؓ و حسینؓ
ہیں۔ اور دعا کی یا اللہ جو شخص ان دونوں کو
رکھ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ
پر اٹھائے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا اے
عمدہ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سوار بھی بہت
کہتے ہیں۔ امام حسنؓ آنحضرتؐ کے بہت مشابہ
تھے اور امام حسنؓ آپکی گردن پر آکر بیٹھ جاتے
تھے آنحضرتؐ انکو نہیں اتارتے تھے۔ امام حسنؓ
تھے۔ آپنے پچیس حج پیادہ پا ادا کئے۔ کبھی کسی کی
مروان اپنے زمانہ امارت میں مدینہ منورہ میں ہر جمعہ
کیا کرتا لیکن آپ کبھی اس سے کچھ نہ کہتے اور نہ
نے امام حسنؓ کیطرف ایک آدمی کو بھیجا اور کہلوایا
تھے اور آپ ایسے اور ایسے ہیں۔ حضرت
کہ تو جاکر مروان کو کہدے کہ میں اسکے معاف نہ
اللہ کے سامنے پیش ہوگا اگر تو سچا ہے تو
کی جزا دیگا اور اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو

ساتویں دن ولادت کے بعد عقیقہ
کندھے پر امام حسنؓ کو بٹھایا اور
بھی اسکو دوست رکھ۔ ابو بکرؓ
امام حسنؓ آپکے پاس کھڑے تھے
ایکدفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے
اسکی وجہ سے دو گروہ مسلمانوں
دونوں جوانان جنت کے سردار
دوست رکھے تو اسکو دوست
ایکدفعہ حسنؓ کو اپنے کندھے
صاحبزادے تمہاری سواری بہت
اچھا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ
تھے۔ کبھی آنحضرتؐ نماز میں ہوتے
تھے۔ جبتک امام حسنؓ خود نہ اترتے
بہت حلیم الطبع اور بڑے سخی
نسبت سخت کلمہ نہیں کہا تھا
حضرت علیؓ کی شان میں گستاخی
جواب دیتے تھے۔ ایکدفعہ مروان
کہ حضرت علیؓ ایسے اور ایسے
حسنؓ نے اس شخص کو جواب دیا
میں کچھ نہیں کہتا میرا تیرا معاملہ
اللہ تعالیٰ تجھکو تیرے صدق
اللہ تعالیٰ سخت منتقم ہے۔

ہادی
مہدی
غالب
طالب
مصطفیٰ
مرتضیٰ
حسن
حسین
آل محمد
آل علی

سے مروی ہے کہ آپ دونوں حضور
تھے چنانچہ سینہ سے سر تک
حضورؐ کے مشابہ تھے لہذا
امام حسینؓ پر ظاہری ری
دونوں نواسہ نائب صوری
کیا تھی گویا بقاء عالم کی
شہادت سے پتہ چلتا ہے کیونکہ
جائے اور آسمان سے
ہو جن و انس روتے ہوں
کوگرد اگرد گھومیں جسکے
اسکے نانا سرور دو جہاں
زمین و آسمان قائم رہ سکتا
شہادت چونکہ ظاہری تھی
اسباب مذکورہ اسکی شہرت
زبانوں پر جاری رہیگا اور
کام کیلئے مخصوص کر لیا تھا
ہے اور انکے طفیل میں
اندازہ کر سکتا ہے جنکے
ہیں۔ رحمت حق بیحد و بیشمار
موجودات علیہ الف الف
آپ امام حسنؓ سے کچھ مہینے
محرم کو آپکی شہادت ہوئی

ذکر امام حسین علیہ السلام

سے صوری و معنوی مشابہت نانا رکھتے
امام حسنؓ اور سینے سے پیر تک امام حسینؓ
امام حسنؓ پر شہادت سری اور سید الشہداء
تعالیٰ نے تقسیم کردی اور حضورؐ کے یہ
معنوی قرار دیئے گئے اور یہ نہایت
مصلحت تھی جسکا حضرت امام حسینؓ کی
جسکی شہادت و مظلومی پر مٹی خون ہو
خون برسے عالم غیب میں گریہ زاری
درندے جسکے جسد مبارک کی حفاظت
قاتلوں کی ناک میں سانپ گھس جاویں
کے ساتھ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو کیا
تھا۔ دوسرے حضرت امامؓ کی
جسکے لئے شہرت ضروری ہے اسلئے
کے باعث ہوا اور قیامت تک ذکر
ان نفوس قدسیہ کو قدرت نے اسی خاص
لہذا انکے مراتب کا کیا اندازہ ہو سکتا
کسقدر افراد امت کو نجات ہو کون
مصائب و اندوہ امت مرحومہ کی زاد آخرت
آئینہ شار ہو بحرمتہ سید السادات خلاصہ
تحیۃ و سلاماً۔
چھوٹے تھے۔ سنہ ۶۱ ہجری یوم جمعہ عشرہ
(سر الشہادتین)

سے نوازے گئے انکے اعقاب موجودہ میں سب معزز و مقتدر ہیں جو ابتک امروہہ محلہ نوگیاں میں آباد ہیں۔

احوال سادات بارہا

سید محمد حسین خاں عرف میر جیون سادات بارہا کی ایک شاخ سادات کھیتری وغیرہ کے مورث اعلےٰ ہیں ہندوستان میں خاندان ہمیشہ سے معزز اور نام آور رہا ہے بلحاظ ثروت سادات بارہا کے مورث اپنی معاصر ریاستوں کے ہمسر تھے اور سلاطین دہلی کے دربار میں مراتب جلیلہ وزارت و منصب صوبہ سے سربلند رہے صلہ خدمات میں نیکنامی حاصل کی زمانۂ فرخ سیر میں بھی امیر الامرا سید حسین علیخاں صوبہ دار کئے گئے اور فرخ سیر کو تخت نشینی میں انسے بڑی امداد پہونچی اور اسی صلہ میں انکو صوبہ کیا گیا تھا۔ شاہان دہلی سخت مہمات میں انکو مقابلہ کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ امیر الامراء مذکور کے نایب و برادرزادہ سید عالم علیخاں ۶۔ شوال ۱۱۳۲ھ نواحی بالاپور میں نظام الملک کے مقابل ہوئے اور بہت سے موقعوں کے انکے شجاعانہ کارنامے کتب تواریخ میں موجود ہیں یہ خاندان کثیر الشعب اور تقریباً سب کی رئیسانہ حیثیت ہے موجودہ حکام میں بھی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں بالخصوص مہدی علیخاں مقرر اصغر علیخاں مظفر علیخاں عبداللہ خاں اسحاق خاں صاحبان کھیتری بلحاظ اپنے محامد کے خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ نواح مظفر نگر میں انکے قصبات مواضع کلاں و نورنگر و منصور پور و کھیتری وغیرہ عام طور پر مشہور ہیں انمیں ص
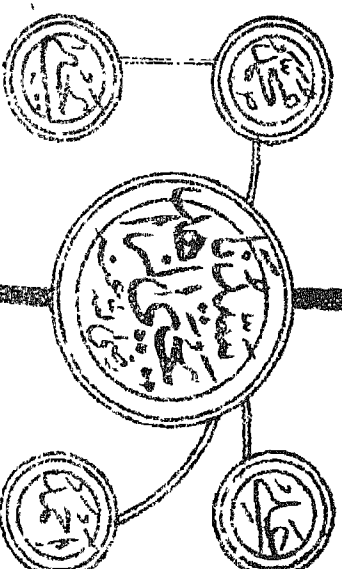
حاجی سید نجم الدین مرحوم عباسی رئیس تھیڑی نہایت نیک مزاج فیاض منش ذاکر شاغل محتاط اور پابند اوقات تھے ـ خاندان چشتیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ سے بیعت تھے ـ انکے صاحبزادے ابھی نوعمر ہیں حاجی سید نور الحسن صاحب انکے سرپرست ہیں حاجی صاحب موصوف اپنے اوصاف حمیدہ اور مشاغل وغیرہ میں بڑے غنیمت شخص ہیں ـ

سلسلۂ سادات حسنی و حسینی

کوئی ایسا نہیں تھا جو اسوقت موجود نہو
اور تمام رجال الغیب ملائکہ افق
آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے تھے
اور کوئی ولی ایسا نہیں رہا جسکی
گردن پر آپکا قدم نہو۔ اسی کیطرف
آپنے دوسرے موقعہ پر بھی اشارہ
فرمایا ہے

انا الحسنی محی الدین اسمی
واقدامی علی عنق الرجال

اور ابتک جو آپکے متوسلین ہیں
برابر فیضیاب ہوتے رہتے ہیں
طالبان صادق پر آپکی توجہ ہمیشہ
مبذول رہتی ہے ذرا سے خیال پر
فیوض برکات انوار و اسرار کا مینہہ
برسنے لگتا ہے۔ خداوند عالم بطفیل
نبی کریم آپکے فیضان سے عامہ مسلمین
اور اس مریض دل کو بہرہ اندوز کرے
اور آپکے توسل کی توفیق دے
آمین

فکر بہبود خود اے دل ز در رجالان کن
در در عاشق نشود بہ ز مداوائے حکیم
گوہر معرفت اندوز کہ با خود ببری
کہ نصیب دگران ہست نصاب زر و سیم

عمر شریف ۹۱ سال ہوئی اور ۹
یا ۱۷ و بقول صحیح ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ
کو آپکا وصال ہوا۔ (فیوض یزدانی)

سید السادات امام الطریقہ حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے صنعت کیمیا
و دیگر معارف میں کمال حاصل تھا
انکے شاگرد کی ہزار ورقہ ایک کتاب ہے
جسمیں حضرت امام کے پانچسو رسائل جمع ہیں
۸۰ھ یا ۸۳ھ ۸ رمضان بوقت صبح آپکی
ولادت ہوئی اور ماہ شوال ۱۴۸ھ میں وفات پائی
جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنے والد اور جد امجد کی قبر
میں رکھے گئے۔ آپ بھی حضرت امام ابو حنیفہ رح کے اساتذہ
سے ہیں آپکی اولاد بقولے ۷ لڑکے یا ۳ لڑکیاں اور
بقولے ۷ صاحبزادے تھے۔ آپکی ذات قدس سے
سلاسل صوفیہ کو بڑا فیضان ہے۔ (ابن خلکان)

قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین
قطب مدار قدس اللہ سرہ العزیز

آپکی ولادت باختلاف اقوال ۱۸۲ھ یا ۲۴۲ھ
میں و بقول صحیح ۲۴۲ھ میں شہر حلب اطراف
شام میں ہوئی آپکے واقعات صغر سنی سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ ولی مادرزاد تھے حضرت حذیفہ
شامی سے آپکی ابتدائی تعلیم ہوئی اور تھوڑے ہی
وقت سے علوم ظاہری آپنے حاصل کئے حاضری
حرمین کے بعد بارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہندوستان کے عازم ہو جہاز میں جسوقت سوار

حضرت شاہ گدا امروہی

حضرت شاہ گدا
رحمۃ اللہ علیہ
آپکے والد بزرگوار

حاجی الحرمین

حضرت بدیع الدین قطب مدار

پنجم صادق امام جعفر اولاد سلسلۂ

سید ابراہیم

سید علاء الدین صابر

سید سراج الدین اکبر آباد میں بغداد سے مقیم تھے اور
سلسلہ قادریہ کا فیض آپ سے جاری تھا نانا
جلال نعین آپکے ہندوستان آئے سید محمود سیرمل اور بادشاہ
حضرت رسالت پناہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
امروہہ تشریف لائے اور یہاں آپکی شادی کی سلسلہ
مادری آپکا بواسطہ غوث پاک سطرح ہے بی بی
فاطمہ والدہ غوث پاک بنت سید عبداللہ
بن ابو جمال بن سید محمد بن ابو طاہر بن ابو العطا
بن ابو عبداللہ بن ابو کمال بن سید عیسیٰ بن ابو
عبداللہ بن سید محمد بن سید علی العریضی بن امام
جعفر صادق آپکی اولاد میں بہت سے دربار
شاہی میں مناصب عالی سے سرفراز تھے اور
اور بہت سے جادۂ توکل و ارشاد پر مسند نشین

سلسلۂ حسنی تمام ہوا

رہے آپکے فرزند ارجمند حضرت شاہ گدا صاحب مقامات عالی و تصرفات نافذہ
رکھتے تھے علوم ظاہر و باطن کے جامع کمالات طریقت سے آراستہ تھے
آپکے انتقال پر تجہیز و تکفین کے بعد صحن مسجد میں نماز کیواسطے جہاں آپ اپنی
حیات میں تشریف رکھا کرتے تھے جنازہ رکھا گیا۔ بعد نماز ہر چند لوگوں نے
کوشش کی مگر وہاں سے جنازہ نہ اٹھا۔ لوگوں نے آپکی بیوی صاحبہ کو اسکی
اطلاع دی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر نہیں اٹھتے ہو تو میں خود آتی ہوں
جسوقت جنازہ پر یہ جواب سنا کر اٹھایا گیا جنازہ فوراً اٹھ گیا۔ کیفیت یہ
مقام امروہہ میں آپکا مزار ہے۔ آپکے سلسلہ میں سید نوازش علی قادری
اور مولوی سید رمضان علی کی اولاد محلہ کوٹ میں مقیم اور صاحب ثروت
موجود ہیں۔

در بیعت سب رہبیا میں پہونچے
ہوکر روانہ ہوئے تو آپنے اہل جہاز کو ہدایت اور نصیحت شروع
کی جہاز والے چونکہ کفار تھے انہوں نے آپکے ارشاد کی پروا
نہ کی اس گستاخی سے جہاز ٹوٹکر غرق ہوگیا اور آپ ایک
تختہ پر بیٹھے ہوئے کنارۂ دریا پر پہونچے وہاں ایک شخص
غیبی نے حضرت شاہ مدار کو ۹ لقمے غذاء ملکوتی کے کھلا کر
اور لباس بہشتی پہنایا جب سے آپکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ کبھی
کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوتی اور آپکا لباس کبھی میلا
اور پرانا نہوتا تھا یہاں سے آپ ہندوستان آئے اول گجرات
کالنجر وغیرہ میں چند روز قیام کیا اور بہت سی مخلوق آپکی ہدایت
و فیضان سے داخل اسلام ہوئی پھر آپنے حج کا ارادہ کیا
اور اثناء راہ میں بغداد شریف پہونچے حضرت غوث پاک رح
کی ہمشیر کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے آپسے دعا کی استدعا
کی۔ حضرت مدار کی دعاء برکت سے انکے اولاد ہوئی حضرت
مقامات متبرکہ حج و زیارت سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان تشریف
لائے اور اجمیر شریف میں کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا۔ اور
حضرت خواجہ بزرگ رح سے ملاقات ہوئی یہاں سے آپ کالپی تشریف
لائے اور اکثر مقامات میں بغرض ہدایت خلق دورہ فرماتے رہے مکن پور
میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے سنہ ۸۳۸ھ ۱۷ جمادی الاول کو
آپکا وصال ہوا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت
سے آپکو فیض ہوا تھا اسواسطے آپ اویسی ہیں۔ آپکی کشف
و کرامات خدا تا اسلام بیان سے باہر ہیں۔ (مرآۃ المداری)
سلسلۂ مداریہ جسمیں بہت سے صاحب تصرف بزرگان اولیا
کرام گذری ہیں آپکی ہی طرف منسوب ہے۔
حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

سید علاء الدین علی احمد صابر
پیران کلیری

حضرت خواجہ سید محمد ارغون رحمۃ اللہ
آپ حضرت قطب کے جانشین خلفاء میں سے تھے آپ جسوقت
امام جعفر صادق رض اولاد سلسلہ

ابراہیم
عبداللہ
سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ
سید ابو الحسن طیفور رحمۃ اللہ علیہ
ذکر فرماتے تو آپکے اعضاء سے

سلسلہ سادات حسنی
اولاد امام علی رضا
حقائق آگاہ شمس العارفین
بقیہ شجرہ بر صفحہ ۱۷۵
بقیہ حال بر صفحہ ۱۷۵

بشیخ عبدالاحد آں نجم ثاقب
بسیف الدین آں نور محمد
بہ پیر ما کہ ہست اندر زمانش
نشستہ جز بہ بندی آرام گاہش
نگویم از کمالاتش کہ چون است
بمولانا شاہ عبدالرحمن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
غریبم بیکسم بر من ببخشا
درے بکشاے از خوشنودی خویش
بہر کس از کرم کردی نگاہے
زبحر فیض خود گشت ریزاں
برحمت رشحۂ ہم بر دل من
زمن ہرگز نشد کارے کہ باید
ز اعمال بد خود شرمسارم
چو بر خود بینم از بس شرمساری
بیامرز و مپرس از کار خامم
اگرچہ من بسے ستم بر خویش کردم
چو می اندیشم از دریائے جودت

محمد عابد آں والا مناقب
بشمس الدین حبیب اللہ ارشد
ہدایت حصر اندر آستانش
ازاں شد نام عبداللہ شاہش
نہ ہر وصفیکہ اندر شیم فزون است
کہ در ذاتش عیاں گشتہ عرفاں
سقائے یافت ہر ناکام ازوی
نگاہ ہمتش تریاق و راقی
کہ نسبت دار از شاہی ثانی
چو کس مشکلکشا نبود تو بکشائی
برین گشتہ مہجور دلریش
دو عالم را نمی سنجد بکاہے
زعین مکرمت برایں عزیزاں
اگر بر تو شود حل مشکل من
گنہ زیں سان کہ در گفتن نیاید
نہ طاعت نے زبان اللہ روادام
بدوزخ خود شرم از سگاری
برسوائی نہ سزد انتقام
قباحت ہائے از حد بیش کردم
خوشم با ایں ہمہ نقص عہود

بحق فضل تو امید وارم
تو خود فرمودۂ آمرز گارم

از مولف

صوری و معنوی کے جامع علوم شریعت و طریقت کے ماہر تھے کشف کرامات اور تصرفات آپکے بہت ظہور میں آئے۔ باوجود سالک مجذوب ہونے کے ادائے احکام شرعیہ میں کوئی قصور آپسے نہیں واقع ہوتا تھا آپ بارادۂ حج روانہ ہو کر اثناء راہ میں ایک مقام پر شیخ احمد نامی مجذوب سے ملے۔ انہوں نے حسب ایماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دہلی جانے کی ہدایت کی اور اسی بارہ میں حضرت شاہ ابن کو بھی حضور کی جانب سے بشارت ہوئی آپ بجائے حج کے دہلی پہنچے اور حضرت علاء الحق والدین خواجہ قطب الدین سے رابطۂ اخلاص رکھتے تھے اور کیل ست کے لقب سے مشہور تھے انسے آپنے بیعت کی اور خرقۂ خلافت و تاج مشیخت حاصل کیا اور کچھ عرصہ بعد امروہہ تشریف لائے طریقۂ چشتیہ کا فیض آپ سے جاری ہوا۔ خلفاء و مریدین بھی آپکے بڑے بڑے صاحب کمال ہوئے ۹۸۷ھ میں آپکا وصال ہوا (روضہ شاہ ابن) امروہہ آپکا مزار ہے اور ہر سال آپکے عرس میں مخلوق کا ہجوم ہوتا ہے۔ آپکے پانچ صاحبزادے ذی عقب ہوئے۔ حمید شاہ نور آپکے صاحبزادے کی نسبت لکھتے ہیں کہ وقت سماع میں آپکے سینہ سے آگ نکلکر کپڑے جل جایا کرتے تھے۔ شاہ جہانگیر کو اسکی خبر ہوئی اور بغرض امتحان آپکو طلب کیا آپنے دربار میں پہونچکر فرمایا کہ سماع فقرا کا زاویہ فقر میں ہوا کرتا ہے امیر جہانگیر نے ناراض ہو کر آپکو کشمیر قید کر کے بھیجدیا کہ مزاج میں گرمی زیادہ ہے وہاں اصلاح ہو جائیگی وہاں آپسے خوارق و کرامات ظاہر ہوئے اور دربار جہانگیر میں واپس آکر منصب وزارت و صدارت صوبہ سنبھل پر مامور ہوئے۔ آپکی اولاد میں ابتک فقر و درویشی کا اثر موجود ہے حضرت شاہ ابن کے اور صاحبزادوں

سیدنا ابو جعفر تقی الجواد
موسیٰ
جعفر
زید
علی ہادی
ابوالحسن
ابوطالب
جعفر
سید احمد
عبداللہ
علی اصغر
حسن
عبداللہ
علی
احمد خواجہ

سیدنا حضرت ابو جعفر محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ

آپ اپنی بیوی ام الفضل بنت مامون کے ہمراہ معروف فدکے خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بغداد آئے اور یہاں وفات پائی آپ احادیث کی روایا کرتے تھے حضرت علی رضا سے کتب معتبرہ میں آپکے اخبار و حکایا کثرت سے مروی ہیں آپکے بیر روز ۵ یا ۱۵۔ رمضان ۱۹۵ھ میں ولادت ہوئی اور پیر روز

بقیہ بر صفحہ ۱۶۹

۱۹۸
حضرت شاہ
باسط علی قلندر
خاندان قلندریہ کے مشہور
و معروف بزرگ
ہیں انکے اجداد میں
سے میراں سید فخر
بایماء
رسالت
پناہ
رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
موضع بڈگاؤں پرگنہ سکر ضلع صوبہ
الہ آباد میں تشریف لائے اور اقامت
فرمائی اس نواح میں حضرت میراں
کے وجود با جود سے اشاعت اسلام
ہوئی اور فیض باطنی آپ سے جاری ہوا
اس سلسلہ میں اکثر بزرگان ذی کمال
صاحب تصرف و اکابر دین ہوئے ہیں انکے
تفصیلی حالات بہت سی کتابوں میں ہیں
سلسلہ قلندریہ ان حضرات سے فروغ
ہوا (فصول مسعودی)
خواجہ خطیر رحمۃ اللہ علیہ
یہ مع اپنے جملہ برادران ولواحق کے خاندان قادریہ سہروردیہ میں ارباب معانی شیخ الہ بخش گنج بخش گڈہ مکتیسر کے مریدان خاص تھے
اور بہت سی انکے اولاد میں خاندان نقشبندیہ میں بیعت تھے اور باعتبار ظاہر و باطن مشاہیر سے ہوئے ہیں ۔
انکا کوئی عقب نہیں ورنہ ابو القاسم کا لیکن عہد شاہی میں انکی شجاعت و فتوحات کا حال عام طور پر مشہور ہے
انکی اولاد میں سید عبد الغفار جنکی اولاد میں سادات گذری میر سید علی مظفر خان کا خاندان اکابر شہر اور معززین میں سے ہے اور سید اعجاز حسن و غیرہم
اندرون دربار گذری
انکا خاندان شاہی زمانہ سے ممتاز ہے اور انکے آباؤ اجداد شہر میں بھی ہمیشہ مقتدر رہے

کی اولاد کبھی زمانۂ شاہی میں مقتدر رہی آپکی اولاد میں سید میر بھاون صوبہ سنبھل رہے ہیں حضرت بدر چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے آپکے سلسلۂ اولاد میں ہمیشہ صاحب علم و فضل ہوتے رہے ۔ حاذق الاطبا مولوی حکیم عسکری و مولوی سبحان علی و حکیم اکبر علی و مولوی محمد نظر وغیرہ مشاہیر روزگار ہوئے اور تا حال اس خاندان کو خاص اعزاز و امتیاز حاصل ہے حضرت شاہ قاسم بن شاہ ابن کی اولاد سے اُستاذی حبر الکامل علامہ مولانا شاہ سید احمد حسن صاحب محدث مروی رح جنکا ۱۳۲۳ھ کو انتقال ہوا مشاہیر روزگار اور فضلائے وقت سے تھے ۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں آپکو کمال تھا حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری و قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی و مولوی عبدالقیوم صاحب دہلوی ۔ ان حضرات سے آپنے تحصیل علوم کی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے مکہ مکرمہ میں خرقۂ خلافت و اجازت حاصل کی شبانہ روز احادیث نبوی کا دورا اور درس و تدریس علوم عقلیہ و نقلیہ مدت العمر آپکا مشغلہ رہا ۔ آج وہ نفس قدسیہ نَمْ کَنَوْمِ الْعَرُوْسِ کی خواب راحت میں ہے جنکا نام سنکر لوگ ہر جانب سے فیضان حدیث و تفسیر حاصل کرنیکو پروانہ وار آیا کرتے تھے کیا وقت تھا کہ نکات حدیث کی درافشانی ہوتی تھی اور ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ معانی قرآن کا مینہہ برستا تھا آج وہ دن ہے کہ اُسوقت کی یاد ہزار آنسو رُلاتی ہے کتاب اللہ ترَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ کثرت سے طلباء آپکی تعلیم سے فاضل ہوئے آپکے صاحبزادے مولوی سید حافظ محمد تحصیل علوم درسیہ میں مصروف ہیں ۔ مد اللہ عمرہ و قدرہ ۔

مخزن اسرار عرفانی اعظم الواصلین قدوۃ العارفین حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ سہودرہ ضلع لاہور میں آپکی ولادت ہوئی ۔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلفاء خاص سے تھے ۔ شیخ سعدی رح کا قصہ جو بوستاں میں درج ہے

یکے دیدم از عرصۂ رود بار ۔ کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار

عجب نہیں کہ وہ آپکا ہی ہو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایک شیخ کے مرید ہیں اور حضرت شرف الدین صاحب حالات و خوارق و کرامات سے یہ ظاہر ہے کہ آپ شیر پر سوار ہوتے تھے اور جمیع وحوش و طیور آپکے تابع تھے ۔ حضرت سہروردی رح نے دریائے گنگ سے کوہ ہمالیہ تک آپکو ولایت تفویض کی تھی جسکی وجہ سے آپ شاہ ولایت مشہور ہیں سلطان فیروز تغلق بن جب کے زمانہ میں آپنے امروہہ وطن اختیار کیا اور کوہ ہمالیہ کے قریب ایک مقام عبادت کیلئے

انکے زمانہ میں منصب چودھرائی انکو تفویض ہوا

شاہ ولایت

شعبہ برادر نفس

محمد علی

حضرت عبدالعلی رح اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ معہ اپنے بھائی خواجہ احمد رح کے اول مقام سرنائی ضلع کرنال میں تشریف لائے کچھ عرصہ بعد یہاں کی آب و ہوا پسندیدہ ہونیکی وجہ سے خواجہ عبدالعلی رح کو یہاں قیام کا حکم دیا اور آپکے والد نخشب کو واپس جانیکے عازم ہوئے اور خواجہ احمد کو اپنے ہمراہ لینا چاہا خواجہ احمد بھی چونکہ یہاں رہنا پسند کرتے تھے نخشب جانے سے انہوں نے انکار کیا اور یہاں کے قیام کی اجازت چاہی ۔ اسپر حضرت خواجہ مودود مثانی رح نے فرمایا کہ اگر میرے ہمراہ نہ آؤگے تو تمہارا جنازہ ہمارے پیچھے آویگا ۔ آپنے جواب دیا کہ تم بھی نخشب نہ پہونچوگے راستہ میں انتقال ہوگا چنانچہ ایساہی دونوں صاحبوں کا واقعہ ہوا اور اولاد ان دونوں بھائیوں کی یہاں مقیم رہی ۔

تجویز کیا۔ جب آپکا وقتِ وفات قریب ہوا تو امروہہ تشریف لائے بیان کیا جاتا ہے کہ چار درخت آپکے ہمراہ اس مقام سے آئے اور آپ انپر سوار تھے۔ ۱۲۔ ماہ رجب ۷۵۲ھ آپکا وصال ہوا کشف و کرامات آپکے بیحد ہیں اب تک آپکی درگاہ میں بچھو نہیں کاٹتا اور مزار کے باہر وہ اپنی خاصۂ ذاتی سے مجبور ہے چنانچہ زائرین اب تک اسکا ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپکے صاحبزادے عزیز اللہ کی اولاد میں سے بڑے صاحب عہد اب گذرے ہیں خاندان مع لانا رافت علی صاحب و بارکلاں و خاندان سید مظفر علی صاحب و سید اعزاز حسین و سید اعجاز حسین و غیرہم حسب تصریح سلاسل مذکورہ رؤساء باوقار و معززین اسوقت موجود ہیں۔ (از اسراریہ)

حضرت سلطان العارفین خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپکی اصل چشت سے ہے۔ علامہ نجم الدین عمر سے تحصیل علم کی اور اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ ابو یوسف رح سے خلافت پہونچی اور بعمر ۲۰ سال اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ احمد جام رح سے بھی آپکو اجازت ہوئی۔ آپکے دس ہزار نامدار اور جلیل القدر خلفاء ہوئے ہیں ۴۳۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ اور غرۂ رجب ۵۲۷ھ میں آپکا انتقال ہوا۔ خواجہ احمد رضا حضرت مودود کے صاحبزادے اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور کمالات باطن میں حضرت مودود کیطرح عروج حاصل کیا اور بکثرت مخلوق آپکے فیضان سے راہ یاب ہوئی آپکا طریقہ یہ تھا کہ شہر و دیہہ میں مکان نہیں بناتے تھے۔ حضرات چشت کے تصرفات ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہیں اور ان حضرات کی اولاد بھی ہندوستان میں کثرت سے آباد ہے سادات مودودی سنبھل و امروہہ و سہسوان و بریلی و خیرآباد و قادرآباد و دکن حیدرآباد و پانی پت و برانس و سرائی ضلع کرنال و بستی سرہند و اجمیر شریف و دائرہ ریاست بھوپال و چاندپور ضلع بجنور کے خواجہ مودود کی اولاد ہیں۔ خواجہ مودود کے دو صاحبزادے ہیں ایک خواجہ احمد جنکی اولاد یہی ہے۔ دوسرے خطیر ہیں دوسرے ابو احمد رح جد شاہ ابوالاعلی صاحب رح ہیں انکی اولاد میں سادات سرائی و برانس ضلع کرنال ہیں۔ شاہ ابوالاعلی صاحب قصبہ الیاس حضرت شیخ شاہ ولایت تھے اور بادشاہ وقت سے یہ قصبہ آپکو جاگیر میں ملا آپکی اولاد اب تک یہاں آباد ہے۔ اور مارہرہ و بریلی و اجمیر و خیرآباد وغیرہ خواجہ احمد کی سلسلۂ اولاد سے ہیں جیساکہ مذکور رہا۔ اور اولاد خواجہ خطیر سب سادات نخشبی سے معروف ہیں (مقام نخشب کیطرف) اولاد خواجہ خطیر اسوقت تک موجود ہیں اور زمانہ سلطنت اسلام میں انکے مراتب و اعزاز کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی صاحب علم و فضل حضرات ان میں ہوئے ہیں موجودہ حضرات بھی علم و لیاقت جاہ و تمول میں خاص طور پر ممتاز ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا امام الدین صاحب رح اکمل اولیاء مشاہیر علماء اور مقتداء وقت سے ہوئے ہیں حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفۂ خاص تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کا آپسے فیض جاری ہوا آپکے علوم ظاہری و باطنی سے بکثرت مخلوق کو فائدہ ہوا۔ قوم جنات سے دو خادم ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بعد انتقال آپکے مکان میں ان جنوں کا تصرف اب تک پایا جاتا ہے حضرت سید امین اللہ شاہ آپکے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ۲۴ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ میں حضرت مولانا امام الدین رح کا وصال ہوا۔ اور مقام امروہہ تکیہ سادات میں آپکا مزار ہے۔ سادات اس سلسلہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف و خواجہ مودود و خواجہ احمد رضی اللہ عنہم

---

۵ سید سعید حسن کے ہمجدی اشخاص میں سید علی حسن و امیر حسن ابنائے سید احمد علی بن چودھری سید اکبر علی بن سید لطف علی مذکور سلسلہ و سید امداد حسین بن سید اکرم علی بن سید اکبر علی مذکور انکا سلسلۂ اولاد موضع کرت پور میں ہے۔

سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ

آپکی ولادت ۲۳۲ھ یا ۲۳۱ھ بروز پنجشنبہ ہوئی جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول یا جمادی الاول ۲۶۰ھ مقام سرمن رای میں وفات پائی اور اپنے والد بزرگوار کے قریب دفن کئے گئے (عسکر) مقام سرمن رای کو کہتے ہیں۔ اسی کی طرف آپ منسوب ہیں۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اس مقام کو رونق دی اور لشکر یہاں منتقل کر دیا تھا۔ اور وجہ نسبت یہ بھی بیان کیگئی ہے کہ خلیفہ متوکل باللہ نے آپکے والد کو اس لشکر پر امیر کر کے

(۹) گرچہ عالم بیں آ ہیں سعی بسیار کی ‌ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی (۱۰) اگرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے ‌ پر جو ہو مقبول کیا رحمت تیری دور ہے (۱۱) حد سے بہتر ہو گیا ہی حال مجھ ناشاد کا ‌ کر مری امداد اللہ وقت ہی امداد کا
جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کیو اسطے ‌ کشتگان تیغ تسلیم و رضا کیو اسطے ‌ اپنے لطف و رحمت بے انتہا کیو اسطے

(از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ)

تمام شد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

باری تعالیٰ عز اسمہ بطفیل سرورِ کائنات و اہلبیت اطہار و صحابہ کرام و مشایخ سلاسل اربعہ اس کتاب کو قبول فرماوے
اور ناظرین کے حق میں مفید ثابت ہو۔ آخر میں ناظرین کرام سے مکرر التماس کرتا ہوں کہ اگر بوجہ
کمی معلومات کوئی لغزش ہوئی ہو تو معاف فرماویں اور اسکی اصلاح سے نامۂ سیاہ کو مشکور فرمائیں تاکہ اس کار خیر
میں شریک ہو کر اجر دارین کے مستحق ہوں وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

ہزار آفریں از جہاں آفریں ‌ بر اولاد و اصحاب او اجمعیں

وملیہ ضمیمہ

اقوال

اکثر مورخین اسلام اور تاریخ ہنود سے معلوم ہوتا ہے کہ راجگان ہند کا سلسلۂ نسب یافث سے ملتا ہے۔ رؤساء لال خانیاں انہیں کی اولاد سے ہیں باری تعالیٰ جسکو جاہ و ثروت عطا کرتا ہے اُسکو عقل سلیم بھی عنایت فرماتا ہے جو کبھی نہ کبھی اُسکو راہ راست پر لے ہی آتی ہے مگر یہ امر مخصوص بفضل ضرور ہے۔ اور فضل و رحمت اُسکے قبضۂ اختیار میں ہے جسکو چاہے سرفراز فرمائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اور بسا اوقات قدرت کسی خاص وجود کیلئے کسی دوسرے کی ہدایت کو اُسکا سبب قرار دیتی ہے چنانچہ اس خاندان میں حاجی سرکار احمد علیخاں صاحب و نواب محمود علیخاں صاحب و نواب فیض علیخاں صاحب مرحوم کے وجود نہایت مغتنمات سے تھے جنکو خلاصہ قوم کہنا بجا ہے اور انہی کی ذات سے کثرت سے دینی و دنیوی مفاد حاصل ہوا۔ اول الذکر ممدوح کو تصوف میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا عرصہ تک خانقاہ دہلی کے آپ سجادہ نشین رہے اور انہیں حضرات کی موجودہ اولاد بھی فخر خاندان اور عمائد روزگار خیال کی جاتی ہے۔ ناظرین کو ظاہر ہے کہ میری اس تالیف کا اصل باعث سرکار محمد عبد الواجد علیخاں صاحب کا شوق علمی ہے اور آپ اس خاندان کے سربرآوردہ رئیس ہیں اسلئے خصوصیت سے آپکے سلسلے اور خاندانی حالات اس طریقے سے درج کئے جاتے ہیں جس سے اس خاندان کے دیگر رؤسا و عمائد و معززین بھی اپنے سلاسل و حالات کی واقفیت سے فائدہ اُٹھائیں اور ناظرین کی معلومات میں ایک واقعہ تاریخی کا اضافہ ہو۔

اس خاندان کا مورث اعلیٰ جسکا اس خاندان کے اسلام لانے سے قریب تر زمانہ گذرا ہے لال سنگھ ہے جو قوم بڑگوجر کے اعیان و ممتاز افراد سے تھا جسکی بکثرت اولاد ہے اور بیشتر اپنے قدیمی ہنفستہ (؟) سپت پر قایم ہیں اور وہ بھی اسی لقب سے لال خانی مشہور ہونے چاہئیں ہم چونکہ اسلامی طبقہ کا حال لکھتے ہیں اسلیے دیگر سلسلۂ اولاد ہنود سے قطع نظر اولاً یہ اظہار کرنا ضرور ہے کہ لال خاں اپنے والد کا فرزند کلاں لیعہد تھا جو اپنے باپ کے فوت ہونے پر جانشین ہوا۔ اور جائے مستقر جوندہیر کو خوب رونق دی۔ دربار اکبری میں خاص اعزاز و وقار حاصل کیا اور خدمات شاہی بحسن اسلوبی انجام دیکر اکبر کے دل میں ایک خاص اعتبار کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ محلات خاص بیگمات شاہی کی محافظت اسکے سپرد ہوئی اور مورد عنایات خاص ہوئے۔ خطاب خانی جو اسوقت تک کسی اجپوت کو حاصل نہیں ہوا تھا اسکو عطا ہوا اور یہ خطاب چونکہ اسلامی تھا اسوجہ سے بعض مورخین نے محض لفظ خانی سے اسکا مسلمان ہونا سمجھ لیا حالانکہ اسکی کوئی اصل نہیں کیونکہ بظاہر اُسکے اسلام لانے کا تاریخ میں پتہ نہیں چلتا البتہ اسکے جاہ و حشمت کا آفتاب بکمال نصف النہار پر آخر عمر تک داروغہ محلات شاہی رہا۔ اسکے گیارہ لڑکے تھے۔

راجہ سالباہن

لعل خاں کا بڑا لڑکا جو انجام خدمات شاہی میں اپنے باپکے ہمراہ رہتا تھا بعد فوت راجہ لال سنگھ کے مناصب شاہی پر مامور ہوا اور بجائے باپ کے شاہجہاں بادشاہ نے اُسکو راجہ تسلیم کیا اور صلہ خدمات شاہی میں منصب چار ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا چونکہ یہ ایک روشنخیال عالی دماغ شخص تھا دربار شاہی میں اسنے کمال درجہ رسوخ پیدا کیا اور منصب پنجہزاری کا اضافہ ہوا چونکہ یکے بعد دیگرے اُسکو دو منصب حاصل ہوئے۔ اسوجہ سے بعض نے اسکا منصب چار ہزاری لکھا اور بعض نے پنجہزاری۔ اسوجہ سے بظاہر اسکے منصب میں اختلاف واقع ہوگیا حالانکہ حقیقت میں کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا کیونکہ منصب کے بارہ میں دونوں روایتیں مستند ہیں پس تطابق کیلئے صورت مذکورہ سے بہتر کوئی اور صورت نہیں ہے۔ چونسٹھ مواضعات کا علاقہ سالباہن پور بعہد صاحبقران شاہجہاں ۱۷۔ شوال ۱۰۴۹ھ کو حاصل ہوا اور یہ اپنے باپ سے زیادہ مرتبہ حاصل کیا۔ عقل و فراست سے چونکہ دنیوی عروج کو پہونچ چکا تھا اُسی عقل رسا نے اسکی رہبری کی اور بفضل خداوندی سے انقیاد اسلام قبول کیا جسکی مختلف روایات ہیں اور بعض مورخین نے اس بارہ میں بھی غلطی کی ہے لہذا اصل واقعہ اسلام کے متعلق جسقدر اقوال ہیں وہ درج کئے جاتے ہیں۔ ۱ اشرف نامہ جسکو نواب اشرف خاں بہادر بڑگوجر نے اپنے خاندان کے حالات میں ۱۸۵۵ء میں لکھا جواب

قریب قریب نایاب کے ہے اسمیں لکھا ہے کہ راجہ اعتماد رائے بلا طمع جاہ و مال خلوص نیت سے اکبر بادشاہ کے عہد میں اسلام لائے۔ ۲ تاریخ بران میں جو اشرف نامہ سے
بعد کو تالیف ہوئی لکھا ہے کہ جاٹو جی کی نسل میں لال سنگھ کو خطاب خانی دربار اکبر سے عطاء ہوا اور سالباہن بادشاہ کی خوشنودی مزاج کی غرض سے معہ پسر اعتماد رائے کے مسلمان
ہو گیا۔ اور ۲۴ مواضعات کا علاقہ سالباہن پور ۱۷ شوال ۱۰۴۹ھ کو حاصل ہوا۔ ۳ مصنف تاریخ بلند شہر لکھتا ہے کہ سالباہن نے عہد شاہجہاں میں بہاسو کے گرد اگرد اطراف میں
چوسٹھ مواضعات کی ریاست حاصل کی اور اسکا بیٹا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوا۔ ۶۴ مواضعات جس فرمان کے ذریعہ سے ملے وہ ۱۷ شوال ۱۰۴۹ھ کا ہے اور
علاقہ کا نام پرگنہ سالباہن پور لکھا ہے۔ ۴ مرقع فیض میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بوجہ عنایات شاہی بنام سالباہن کے نام سے یہ علاقہ موسوم کیا گیا۔ مگر سنہ اسمیں ۱۰۲۹ھ لکھا ہے
غالباً چھاپنے کی غلطی ہو گی جو بجائے ۱۰۴۹ھ لکھا گیا اور واقعہ اسلام بحوالہ اشرف نامہ عہد اکبر اول کی نسبت منسوب کیا ہے لیکن اشرف نامہ و مرقع فیض کے اقوال مذکورہ
میں یہ ہی اقوال صحیح ہیں کہ سالباہن معہ اپنے پسر اعتماد رائے کے بتصدیق خلوص نیت زمانہ جہانگیر میں مشرف باسلام ہوئے جسکی نسبت صحیح روایات زبانی سے بھی اسطرح
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی جسوقت دہلی تشریف لاتے ہیں جیساکہ آپکا واقعہ خاص طور پر مشہور ہے۔ اور سالباہن کو صحبت علماء فضلاء اسلام کا اثر ابتدا سے ہی
حاصل تھا حضرت مجدد صاحب کے خوارق عادات اور تصرفات سے اسمیں ایک اور اضافہ ہو گیا اور انکے طالع نے یاوری کی حضرت مجدد کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا
اور بیعت سے مشرف ہو کر شبانہ روز حضرت مجدد کی خدمت سے برکات دارین حاصل کرتے رہے۔ پس اس خاندان میں برکات اسلامی حضرت مجدد کا فیضان ہے جو شرف اسلام کے ساتھ
ایک دوسری خصوصیت کو بھی شامل ہے۔ چونکہ ہر قوم اپنے انساب و واقعات خاندانی سے جیسے خود واقف ہوتی ہے دوسرے انکو چنداں واقفیت نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص جو خاندان
جسکی ہمیشہ سے اولوالعزمی رفیق ہو اور حفاظت حالات نسب کا مثل عرب کے اہتمام ہو۔ چنانچہ اس خاندان میں قوم جگا کا خاص اسی خدمت پر مامور رہتے ہیں اور انکا یہی کام ہے کہ نسب
حالات محفوظ رکھتے ہیں۔ ابتک ان لوگوں کے مکانات میں کوٹھے کے کوٹھے کاغذات کے بھرے رہتے ہیں جو محض نسبی یادداشت ہیں اور انکی تمام عمر کا سرمایہ یہی ہوتا ہے۔ ان
ان جگاؤں سے جو معلوم ہوتا ہے کہ جو روایات مشہور خواص خاندان ہیں ضرور ہے کہ صحیح ہوں۔ اور حضرت مجدد کے حالات سے اسکی مزید تائید ہوتی ہے کہ آپکی بدولت ہزارہا خاندان
و گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ سالباہن کے پانچ پسر ہوئے جنمیں راجہ اعتماد رائے جانشین اور مقرب دربار جہانگیری ہوئے۔ تواریخ میں انکا تذکرہ بضمن دیگر واقعات
مذکور ہے اور موافق قول مصنف مرقع فیض کے عہد نور الدین جہانگیر میں مہم پشاور کو سر کیا اور سرکشان ملک کی تسخیر کی اور ہمیشہ انسے نمایاں کارنامے ظاہر ہوئے
ذوالفقار خاں قوم چوہان رمیہ جو نڈلہ کی لڑکی تھا کنور سے انکی شادی ہوئی جس سے راجہ رحمت خاں پیدا ہوئے راجہ رحمت خاں کی تین شادیاں ہوئیں
ایک عاشق خاں کی بیٹی راج النساء موضع جھیٹی ضلع میرٹھ جس سے رستم خاں قطب خاں دیوان رشید خاں طاہر خاں ہوئے۔ اور دوسری شادی قوم چوہان منڈاور
راج الدین سے ہوئی جس سے رستم خاں دلاور خاں ہوئے قوم چوہان کا سلسلہ نسب آخر ملحق ہے

آخر میں یہ سلسلہ اس خاندان میں **سردار علیخاں و مردان علیخاں** ہوئے ہیں۔ سردار علیخاں اپنے بھائی مردان علیخاں کے پاس چھتاری سکونت رکھتے تھے
معرکہ غدر کی پورہ و کنور سے پہلے علاقہ اتھار میں بدست دہقاناں شہید ہوئے اور بعد انتقال انکے **عوض علیخاں** پیدا ہوئے جنکو **مردان علیخاں** نے پرورش کیا
سن شعور کو پہونچکر گورنمنٹ عالیہ میں بعہدہ منصفی و صدر الصدوری ممتاز ہوئے اور جب مردان علیخاں نے اپنی اولاد کو جائداد تقسیم کی اسوقت انکو علاقہ ہردوا گنج دیا اور بڈھانسی
برعلیخاں نے دیا تھا عوض علیخاں نے بڈھانسی میں سکونت اختیار کی اور یہیں انکا انتقال ہوا۔ عوض علیخاں کے صاحبزادے **سرکار احمد علیخاں** صاحب بجائے نقشبندی

۵ یا بقول اہل بڈھانسی کے ڈاکہ میں کسی شکاری کی گولی سے شہید ہو۔ ۶ سردار علیخاں کے انتقال کے وقت بشکم مادر میں ۲ یا ۳ ماہ کے تھے انکی والدہ بعد چہلم منڈاور چلی آئیں بھا نیز پہ پیدا
ہوئے اور بعد دس بارہ سال حسب الطلب مردان علیخاں چھتاری آئے۔ اور اپنے تایا زاد بھائیوں کے ساتھ تعلیم پاتے رہے۔

انکے مالک ریاست ہوئے۔ یہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت شخص تھے۔ طبابت میں خاص دخل تھا۔ دو مرتبہ حج ادا کیا اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مہاجر مدینہ منورہ قدس سرہٗ سے اول شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ کی ہجرت کے بعد بحکم حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ جو حضرت شاہ صاحبؒ کے اجل خلفاء سے تھے مولوی رحیم بخش صاحب اجمیری ہرسوری جو حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفۂ خاص ہونیکی وجہ سے خانقاہ دہلی میں سجادہ نشیں تھے انکی توجہات سے اکتساب سلوک و اجازت مطلقہ سے فائز ہوئے اور بعد انتقال مولوی صاحبؒ جبکہ حاجی صاحبؒ بغرض انتظام خانقاہ شریف مظہریہ دہلی تشریف لائے تو حاجی صاحبؒ نے اپنی جانب سے آپکو خلافت عطا فرماکر بجائے مولوی رحیم بخش صاحبؒ خانقاہ شریف میں سجادہ نشیں فرمایا حالانکہ آپ نے بخیال تعلقات خانگی و کسر نفسی انکار بھی کیا لیکن پذیرا نہوا۔ اسکے بعد جب آپ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو بوجہ انتقال ہوجانے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ و صاحبزادگان حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ سے استدعا کی کہ مجھکو اس خدمت سے معاف فرمایا جاوے۔ اور خانقاہ شریف کیواسطے کسی اور کو تجویز فرماویں چنانچہ آپکی درخواست پر مولوی الٰہی بخش صاحبؒ مجددی رامپوری کی تجویز ہوئی اور بعد میں خانقاہ شریف انکے سپرد فرماکر وطن مراجعت فرمائی۔ سنہ ۱۲۹۷ھ میں آپکا وصال ہوا۔ آپکے خاندان میں جنکا انتقال ہوتا اکثر بڈھانسی آپکے مزار کے قریب دفن کئے جاتے ہیں قاعدہ ابتک جاری ہے۔

ریاست بہاسو اس ریاست کی نیکنامی کی مزید شہرت اور قابل قدر خدمات گورنمنٹ انگریزی کی ابتدا **نواب فیض علی خانصاحب** سے ہوئی۔ بوجہ اپنے تعلقات قدیمی کے جو ریاست جیپور سے تھے اپنے والد **محمد مراد علی خان** کی حیات میں جیپور تشریف لائے۔ یہاں اتفاقی ملاقات ہزہائینس مہاراجہ دھراج مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والئے جیپور سے ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں انکو راج کے معزز عہدوں کیلئے موزوں خیال کرکے سنہ ۱۸۵۲ء میں اپنے ظل عاطفت میں لیا اور چند عہدوں کی تبدیلی کے بعد سنہ ۱۸۵۶ء میں بخشی فوج ریاست جیپور مقرر کیا اس عہدہ پر ہنوز ایک سال نہ ہوا تھا کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں غدر ہوا۔ چونکہ نواب صاحب کے فوجی انتظام سے راج جیپور آفات غدر سے محفوظ تھا اسلئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر آگرہ نے بذریعہ مسٹر ایڈن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ راج جیپور ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر سے بغرض اطفاء نائرہ غدر استدعاء امداد کی ہز ہائنس نے نواب صاحب کو معہ دس ہزار فوج و چند نمبور کی بارہ ضرب توپ روانہ دہلی کیا۔ پہلی منزل میں نواب صاحب نے دو میم اور چند بچوں کو میواتیوں کی قید سے چھڑایا اور پھر بارہ اعلیٰ عہدہ داران انگریزی سرکار کی جان بچائی جسمیں ایک مسٹر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب تھے جو بعہدہ کمانڈر انچیف ہند اور پھر فیلڈ مارشل انگلینڈ مقرر ہوئے بعد رفع غدر نواب مرحوم کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر گورنمنٹ انگریزی نے خلعت گراں بہا اور سند زمینداری چار ہزار روپیہ مالگذاری دوام کیلئے معہ معافی چہارم حصہ مالگذاری بحین حیات و خطاب خان بہادر اور مہاراجہ صاحب بہادر نے آٹھ ہزار سات سو روپیہ کی جاگیر دوام کیلئے عطا فرمائی۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جیپور نے بصلہ حسن کارگذاری معاہدہ سانبھر جو باہم گورنمنٹ انگریزی و راج جیپور ہوا تھا خلعت معہ زنجیر فیل و خطاب ممتاز الدولہ عطا فرمایا جسکو گورنمنٹ انگریزی نے بھی منظور فرمالیا۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ کمپینین سٹار اوف انڈیا سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا فرمایا۔ سنہ ۱۸۷۱ء کو بادخال ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ مالگذاری علاقہ بہاسو گورنمنٹ سے مرفوع القلم کرائی۔ سنہ ۱۸۷۵ء کو بصلہ حسن ترتیب رپورٹ انتظامیہ راج بڑودہ و حسن انتظام راج کوٹہ گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ نائٹ کمانڈر سٹار اوف انڈیا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی عطا فرمایا اور سنہ ۱۸۸۸ء میں گورنمنٹ نے خطاب ممتاز الدولہ نواب صاحب کو نسلاً بعد نسل عطا فرمایا۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں نواب صاحب بعد زیارت حرمین شریفین واپس آئے اور بلا ضرورت تقرر محکمہ بورڈ اوف کنٹرول پیشگاہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جیپور سے دل برداشتہ ہوکر اپنے عہدہ ممبر رائل کونسل سے استعفیٰ دیدیا۔ اگرچہ مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر نے اور انکے بعد **ہز ہائنس مہاراجہ دھراج سر سوائی مادھو سنگھہ صاحب بہادر** بالقابہ نے بہت چاہا کہ نواب صاحب اپنے عہدہ کو سنبھالیں مگر نواب صاحب عذر ضعیفی کرکے ٹالتے رہے۔ بتاریخ ۲ صفر سنہ ۱۳۱۲ھ میں نواب صاحب مرحوم کا بمقام بہاسو انتقال ہوا۔

سرکار حاجی محمد عبدالواجد علی خان صاحب چشتی قادری نقشبندی مجددی **رئیس بڈھانسی و جاگیردار جگہ سابق ممبر جوڈیشل کونسل ریاست جیپور**

ھ جنکا تذکرہ اکثر کتب معتبرہ مثل مقامات سعیدیہ میں موجود ہے۔

ھ یعنی استعفیٰ دیدیا

ضمیمہ اولاد نوح علیہ السلام مذکورہ صفحہ ۱۳ سلسلہ رؤساء لال خانیاں
حضرت نوح علیہ السلام
طبری نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام
طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان
لڑکا اور تھا جسکا نام لیوناطر تھا لیکن
ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل نہیں
اور یہی بعد ابوالبشر ثانی نوح علیہ علی
اعلیٰ ہیں ۔ حضرت نوح کے مزار کی زیارت سرکار محمد
کو اپنے ممالک مقدسہ کے سفر میں مقام منصورہ متصل خلیل الرحمٰن
نجی اللہ کا ایک لڑکا کنعان جسکو عرب یام کہتے ہیں
انتقال کر چکا تھا ہشام نے لکھا ہے کہ نوح کے ایک
جسپر تمام علماء نے اتفاق کیا ہے وہ
تین لڑکے حام ۔ سام ۔ یافث سے چلا
نبینا الصلوۃ والسلام تمام عالم کے مورث
عبدالواجد علیخاں صاحب رئیس ہانسی جاگیردار
ملک شام میں ہوئی
عابر
یام
حام
سام
یافث
یاوان
نالا
لو
میں نے وہ اوصاف جو دنیاوی ناموری اور افتخار پر مبنی ہیں نہیں لکھنا چاہتا
کیونکہ ایسی تعریف و توصیف سے حقیقتاً نہ خود ممدوح کو عام طور پر فائدہ
ہوتا ہے اور نہ تحسین کنندہ کیلئے کوئی بہتری بلکہ ممنوعات شرعیہ کا مرتکب
ہونے سے دونوں کیلئے وبال آخرت ہو جاتا ہے ۔ علاوہ اسکے یہ کتاب بجائے ارشاد
یہانتک کتب ہندی سے ملا ہے
اسونت
بقیہ صفحہ ۱۷۸
۱۷۷
بقیہ ۱۷۶ محمد عبدالواجد علیخاں

روساء کو بھی ایسی ہی توفیق دے تاکہ فارغ البالی کے شکریہ میں پابندی اسلام سے
موصوف ہوکر دار آخرت میں بھی ریاست پر متمکن ہوں کیونکہ دنیوی جاہ وحشمت
چند روزہ
ٹھاکر محمد مراد علیخان
متصل چھتاری مدفن
ٹھاکر حیدر علی خان
ٹھاکر محمد دارا علیخان
۱۲۱۴ھ
قادری تاریخ انتقال ۸ رجب
مقام پنڈراول مدفن
ہے تلک الایام نداولہا بین الناس - ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے سلاطین و تاجدار صفحۂ ہستی سے نابود ہوگئے مگر اُنکے اخلاق و اعمال حسنہ بدستور دنیا میں گونج رہے ہیں اور یہی اُنکے عاقبت میں کام آنیوالے ہیں - باری تعالی
سرکار محمد عوض علیخان
نواب محمود علیخاں خان بہادر آپکی وجہ سے ریاست چھتاری ہمیشہ نیک نام اور اداء خدمات گورنمنٹ میں بھی یہ ریاست خاص طور پر مشہور ہے نواب صاحب مغفور کی مخیری و یتیم بیوؤں کی دستگیری کا آوازہ ہندسے عرب تک پہونچا آپ اپنی فیاضی و اُلوالعزمی کے کارناموں میں آپ اپنی خود ہی مثال تھے - ۱۸۵۷ء میں آپنے اداء خدمات گورنمنٹ میں نہایت سرگرمی ظاہر کی گورنمنٹ نے بھی مغفور کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر اُسکے صلہ میں خلعت گراں قدر اور سند زمینداری مواضعات مالاگڈہ - ڈھولی شجاعت پور جمعی چار ہزار پچھتر روپیہ معہ خطاب خان بہادر عطا فرمایا ۱۸۷۷ء میں آگرہ دربار قیصری پر خطاب نوابی عطا ہوا مغفور نے کئی حج کیے عرصہ تک حرمین شریفین میں
متصل چھتاری مدفن
۱۳۱۶ھ کو انتقال ہوا
تاریخ ۲۴ جمادی الاول
نواب محمود علی خان
قمر علی خان
فرزند علیخان
دلدار علیخان
محسن علیخان
جمشید علیخان
ظہور علیخان
حاجی عبد الغفور خان
حاجی عبد الرحیم خان
حاجی عبد اللہ خان
حاجی عبد الرحمن خان
رحمت علیخان
عبید اللہ خان
حاجی عبد العلی خان
حافظ نواب احمد سعید خان
نواب محمد لطف علیخان
خان بہادر
۲۰ رمضان ۱۳۱۸ھ کو [illegible] انتقال ہوا [illegible] دفن کئے گئے
نواب یوسف علیخان
نواب عبد الصمد خان
عبد السمیع خان

سر آنریبل نواب فیاض علیخاں صاحب بہادر ممتاز الدولہ بالقابہ رئیس اعظم
اپنے والد نواب فیض علیخاں صاحب مرحوم کے جانشین ہوئے۔ ہز ہائنس
مہاراجہ سر سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر بالقابہ والئی جیپور
اس نقصان کو محسوس فرما رہے تھے کہ جو نواب صاحب مرحوم کی علیحدگی سے راج
کو پہونچا جسکی تلافی یہ فرمائی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں نواب صاحب ممدوح کو باستحقاق
قدامت و ذاتی قابلیت یاد فرماکر بطور اپنے نائب کے ممبر رائل کونسل مقرر فرمایا
سنہ ۱۹۰۲ء کو ممتاز الدولہ ریزیڈنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ منجانب گورنمنٹ منتخب ہوکر
جشن تاجپوشی ہز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند بمقام لندن شامل ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کو دربار
اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر ہند بمقام دہلی مدعو ہوئے اور خطاب کمپینین سٹار آف
انڈیا یعنی سی۔ ایس۔ آئی۔ سے۔ اور سنہ ۱۹۱۰ء کو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند خطاب
نائٹ کمانڈر انڈین امپائر کے۔ سی۔ آئی۔ ای سے ممتاز ہوئے۔ آپ ہی کے عطیہ پچاس ہزار
میں ممتاز بورڈنگ تعمیر ہوا جسکا افتتاح ہز آنر سر جیمس ڈگلس لاٹوش صاحب سی۔ ایس۔
آئی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔ اور
کے۔ سی۔ وی۔ او کا خطاب بعد ان خطابات مذکورہ کے اور عطا ہوا۔ آپکے مراتب عروج
و سربلندی کے واقعات نظام ریاست کی اصلاح جو آپکی حسن تدابیر سے ہوئی اسکی تفصیل
کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے نیز یہہ کہ آپکے کارنامے اکثر انگریزی اور اردو رسالوں
میں شائع ہوچکے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی احتیاج نہیں۔ آپکے خطاب کے۔ سی۔
وی۔ او ملنے پر میرے قابل دوست منشی حکیم الدینخاں نائب ناظم
گنگاپور نے بھی ایک قصیدۂ تہنیت لکھا تھا جو ہدیۂ ناظرین ہے۔

جلایا تیری نعمت نے عدو کو آتش غم سے
اگر جینے سے ہو بیزار حاسد کیا تعجب ہے
مہاراجہ نے دی دربار میں جب کرسی اول
نہایت ہی قلق ہے دشمنوں کو تیری وقعت کا
وزیران سلف کو تجھ سے ہو کیونکر بھلا نسبت

ہوا ہے حاسدوں کا حال تیر غم سے
یہ ثابت ہو گیا فضل ہے تو ہر ایک قدم سے
ہمنشیں کیا خاک انکو نہیں فرصت غم سے
ملا ہے رتبہ عالی تجھے خلاق عالم سے

کنور محمد اکرم علیخاں
یہ نہایت لائق اور سیر چشم عالی حوصلہ بزرگ تھے اور انکے بڑے اولوالعزمی کے خیالات تھے لیکن افسوس مرحوم کی عمر نے وفا نہیں کی بعمر ۳۱ سال سنہ ۱۳۳۲ھ راہی ملک بقا ہوئے۔

کنور محمد خورشید علی
راج جےپور عہدۂ جلیلہ باسلوبی انجام ہیں علمی اخلاق و نقشبندی مجددی
اور ہمدردی آپکی ورثہ پدری آپ نے دی اور اپنی آسائش وہاں پر نثار کردی ہے ہیں آپکے صاحبزادے کا کام کرتے ہیں

خاں کمانڈر انچیف
آپ عرصہ سے ایجنسی کا کام حسن ... قابلیت ... مروت
قابل تعریف ہے تقسیم ... کیلئے ... ہیں جو اعلیٰ پیمانہ پر ... عبدالوہاب خاں

مشیر شاہِ انگلستان کا رتبہ کسکو حاصل تھا
متانت نکتہ سنجی کاردانی اور سخن فہمی
اگر تخت وزارت پر نہ تو رونق فزا ہوتا
خطاب ہے ہر خطابوں کے زبان پر نام کا لانا
یہی کیا کے سی - آئی بھی اور سی ایس - آئی بھی
ہر اول ہے ترے اعزاز کے لشکر کا یہ تمغہ
ہما کی جستجو میں کوہ و صحرا اسلئے چھانیں
حصول مدعا ہے منحصر تیری توجہ پر

دریخانہ تھی کسکی بزم دانایانِ عالم سے
یہ جوہر حق تعالے نے بھرے ہیں تجھ میں اکرم سے
مصیبت جھیلتی ہر لحظہ خلقت دستِ ظالم سے
دل آزاداب اور اتقا سے ہے ممدوح مکرم سے
دیئے ہیں تحفے قیصر نے تجھے الطاف پیہم سے
یہی پیہم ندا آتی ہے اب اطرافِ عالم سے
یہ بس ہے تیرے قدموں کا نہ ہو یہ جدا ہم سے
وسیلہ کی نہیں حاجت کسی کو نوعِ آدم سے
مبارک ہو ہمارے ممدوح کو یہ بہجت شایاں

وقایت اپنے بندوں کی خدا نے تجھ کو سونپی ہے
رئیسوں کی یہ حالت ہے کہ تیری آستانہ کو
مثال گردِ مسکین بنایا تو نے شیروں کو
امیرانہ لقب نواب اور ممتاز دو ہیں لقب
عروجِ منزلت کا تیرے چرچا ہے زمانہ میں
یقین لانے میں ہو کسکو تامل اب زمانہ بھر
صفت ادنیٰ یہ ہے تیری کہ آیا در پہ جو سائل
ثنا در میں نہیں جب تیرے دریائے حقیقت کا
مبارک ہو قلق دشمن کو جو ہے جان لب غم پر

حمایت میں تری آکر ڈری کیوں زال رستم سے
ادب سے بوسہ دیتے ہیں ترا کر اپنے ادہم سے
دروغ اسمیں نہیں اصلا میں کہتا ہوں دم و خم سے
سر آنرابل بہادر بھی مفتخر ہیں تری دم سے
اضافہ کے سی - وی - او کا ہوا ہی تازہ جمدم سے
ہوا ہے بحکم سیراب تیرے فیض کے یم سے
بنایا تو نے مستغنی اُسے دینار و درہم سے
ادا کیا ہو سکے تیری ثنا ناچیز اعجم سے

محمد کا ہو سایہ فرقِ فیاض علی خاں پر
ملے نوح و خضر کی عمر یمن اسم اعظم سے

قوم چوہان

اولاد مہاراجہ پرتھی راج

قصبہ منڈاور راج الور میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ راؤ حاجی چاند سمت ۱۴۹۹ بکرمی میں بعہد فیروز شاہ مشرف باسلام ہوئے انکی خداداد قابلیت کے باعث شہزادی سے شادی ہوئی اسی تعلق کی بنا پر بحکم شاہی جنگ منڈا سا میں لڑے اور انجام کار اسی لڑائی میں شہادت پائی۔ انکی اولاد میں سے راؤ یوسف علیخاں صاحب کا خاندان ریاست مذکورہ کے سرداران تعظیمی اور معززین خاص میں درج ہیں ہزہائنس مہاراجہ الور انکی بڑی قدر کرتے ہیں۔ آپ اپنی ذاتی قابلیت اور اخلاق میں ممتاز اقران ہیں۔ راقم کو بھی عرصہ سے آپ سے نیاز حاصل ہے بڑی خوبی کے آدمی ہیں۔ آپکے ایک ہی صاحبزادے ہیں جو ریاست الور کی طرف سے میو کالج اجمیر میں تعلیم پاتے ہیں

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سلیم فکر صحت مستقیم عالم معقول و منقول حاوی فروع و اصول ملکی جناب مولوی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی میر منشی دربار الوردام بالمجد و الفضائل

ایہا الاخواں ! شرع میں ہے گو، فخر بالآبا منہی عنہ
اس سے کسی کو ہو نہ یہ شبہہ، حکم بالاضداد اسمیں ہے حاشا
بات یہ ہے احکام شریعت۔ جتنے ہیں سب ہیں مبنی بحکمت
فخر و تعلّی اپنے نسب پر۔ کبر کا اک شعبہ ہے مقرر
کوئی گنہ۔ ایسا نہیں صاحب، کبر نہ جسکا ہو باعث و موجب
اسکے سوا ہرگز نہیں کچھ شے، یہ کہ فلاں شخص ابن فلاں ہے
نفس تعلّم علم نسب کا۔ حال نہیں جس حال میں ایسا
ہوتی ہے معلوم اس سے قرابت بڑھتا ہے اس سے جوش محبت
اصل تمدن گر ہے کوئی شے غور سے دیکھوگے تو یہی ہے
شبہہ نہیں کچھ اسمیں بھی اصلا۔ علم انساب و رجال و سیر کا
راز یہی ہے انمیں کہ کچھ ہو۔ ذکر سلف نافع ہے خلف کو
انمیں سے جو تھے عاقل و کامل، اور تھے اچھے جنکے شمائل
اور جو بری بھی کسی کی لت تھی۔ ذکر سے اسکے ہوگی عبرت
خاصکر ایسوں کا ذکر کہ جنسے، سلسلے بھی ملتے ہوں نسب کے
ایسا مبارک علم عزیزو، نفع رساں اس حد تک ہے جو
ہا ہے مسلمانان جہاں میں۔ اب جو نہیں اگلوں کی سی شانیں
دین جبتک پورے ہم تھے قایم، رو بہ ترقی رہتے تھے دایم
جیسے ہوئی ہے اس سے غفلت، حال ہے اپنا قابل عبرت
اب بھی جو چاہیں ہم کہ ہماری، بدلیں یہ حالت حضرت باری
کیونکہ جناب رب العزت، انکی بدلتے ہی نہیں حالت
اسلئے بہتر ہے کہ مسلماں، دل سے ہوں دین کے تابع فرماں
علم نسب کا سیکھنا بھی جب، مانتے ہیں مامور بہ سب
بھول گئے تھے اہل قبائل، اپنے نسب ناموں کے سلاسل
بسکہ جناب فخر اماجد، حامی ملت عابد و زاہد
رکھتے ہیں درد دین منور، اپنے د [illegible] ہم
آپنے اور علوم دین میں، عالموں سے ا [illegible] ہیں
ویسے ہی یہ سرکار ذیشاں، علم نسب [illegible] نمایاں

پھر بھی تعلّم علم نسب کو، شرع نے ٹھیرایا ہے ضروری
جو ہے محال اور ہونا جسکا۔ شان شریعت کے ہے منافی
چاہیئے لیکن چشم بصیرت، مصلحتیں سب دینگی دکھائی
اور ہے کبر اسے جان برادر، اصل اصول صحیح مناہی
نہی تھی اس سے علین مناسب، ہوتی نہ کب ممانعت اسکی
جبکہ ہے ننگ ہر نسب وحی - وہ جو نہ رکھتا ہو جوہر ذاتی
بلکہ ہیں اسمیں فائدے صدہا۔ جو ہیں نمایاں و بدیہی
اور صلۂ رحم اسکی بدولت۔ ہوتا ہے آساں سبکو کماہی
نشۂ الفت رکھتی ہے یہ۔ رہتا ہے ملکر خیال صحبت اسکی
دل میں ہر اک کے کرتا ہے پیدا خود بخود اک تحریک ترقی
گذرے ہیں انپر واقعے جو جو۔ انکے لئے ہیں بہر ہادی
ایسوں کے ذکر خیر کا حاصل، یوں تو بہر حال اچھا ہے ہی
دونوں میں ہے القصہ نصیحت۔ اہل سعادت کیلئے حکمی
ولولے پیدا کرتا ہے جیسے۔ شرح عیاں ہے سب ان کی
کیوں نہ بھلا مامور بہ ہو۔ شرع شریف کی رو سے قطعی
اسکا سبب گر غور سے دیکھیں، یا تھے کہ ترک شرائع دیں بھی
کرتے تھے پورے اپنے عزائم، روک سکتا تھا نہیں کوئی
چھان پہ ہے خاک مذلت، راہ سپر ہیں جانب پستی
پھر جو یہ غفلت ہم پہ ہے طاری، چاہیئے پہلے ہمکو بدلنی
اپنے قلوب کی جو کیفیت، وہ نہ بدلنا چاہیں خود بھی
حکم ہیں جتنے حتی الامکاں، دھیان رکھیں تعمیل کا سبکی
فکر تھی اسکی بھی سبکو نسب، انمیں مگر ایک دقت یہ تھی
اور نہ تھا ہر شخص اسکے قابل، آپ ہی سلجھا لیتا یہ گتھی
حاجی محمد عبد الواحد العلیخاں سرکار بڈہلسی
اسلئے ساعی رہتے ہیں اکثر۔ ہر رواج شرائع دینی
جیسے بتائی ہیں دین کی باتیں، اور دکھائی ہے راہ ترقی
شکر ہے آج وہ کار نمایاں، ہوگیا ختم بفضل الٰہی

جنکے سپرد یہہ کام ہوا تھا، قابل تحسین کام ہے انکا
والد ماجد شیخ طریقت، جنکے ہیں حضرت والا درجت
انکی یہ تالیف اللہ اللہ، قابل داد ہے ماشاء اللہ
کام کیا ہے دیکھو کیسا۔ رکھ دیا بھر کر کوزہ میں دریا
نام بھی **مراۃ الانساب** اسکا، رکھا ہی کیسا صاف و مجلی
حکم لحضور رسول مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
اب وہ ہلال ملت بیضا، مطلع مطبع سے لو نکلا
اسمیں نسب کے شجرے کے شامل، ہی یہہ کمال محمد افضل کامل
ہے یہہ عجالۂ نافعہ گویا، علم نسب دانی کے علاوہ

اور ہیں وہ صاحبزادۂ والا، خواجہ ضیاء الدین ہروی
خواجہ بہاء الدین والملت قطب زمان مہاجر کی
اس سے ہر ایک کو انشاء اللہ، پہونچیگا بیشک نفع کلی
کیوں نہو، ہے کس باپ کا بیٹا، اُس سے یہ حد کیوں بڑ اکی
دیکھینگے اسمیں، سب آئینہ سا، شکل و شمائل اپنے نسب کی
پہر نسب دانی جو تھا محکم، سہل ہوئی تعمیل اب اسکی
دیکھیں مسلماں جلوہ اسکا، اور منائیں عید قومی
تذکرے بھی کچھ کرکے داخل، ڈالی ہی طرح رجال و سیر کی
کنز علوم رجال و سیر کا، خوبیاں جسمیں ہیں نامتناہی

اسکا سنین طبع جو چاہو سب سے یہی فاروقی کہہ دو
مراۃ الانساب اب ہی عزیزو، مطلع عکس رجال و سیر بھی
۱۳۳۵ھ

تقریظ دلپذیر ذو الفضل والمکارم عالی مناقب والامناصب مجی جناب محمد محمود علیخاں صاحب صاحبزادہ ریاست ٹونک الاتزال مجدہم

حمد و ثنا اُس ذات کو ہے جو یکتا ہے اپنی ذات و صفات میں اور یگانہ ہے اپنے بقا و ثبات میں اور درود و سلام بیحد سرور کائنات **محمد مجد صلی اللہ علیہ وسلم** اور آپکی اولاد و اصحاب پر جنکا اتباع ہدایت عظمی ہے۔ **امابعد**

عرب میں علم الانساب ہمیشہ قدر و منزلت و ضرورت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جو مرتبہ فن سپاہگری و شاعری کو عام نظروں میں تھا وہی حیثیت علم انساب کو بھی حاصل تھی۔ عربوں کو نہ صرف اپنے خاندان کا صحیح نسب یاد رہتا تھا بلکہ دیگر قبائل کے انساب بھی حفظ رکھتے تھے۔ اکثر مواقع تفاخر پر اپنے نسب کے فخریہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ حتی کہ اُنکی عورتیں بھی اس فن شریف سے خوب واقف ہوتی تھیں ... کلام نہیں کہ ہندوستان کے مورخین مسلمانوں نے اسلاف کے خلاف اس فن شریف سے ضرور تغافل برتا حالانکہ بوجہہ امتداد زمانہ اور بضرورت اختلاط اقوام خاص اعتنا کی ضرورت ہے۔ تاہم ہزارہا خاندان ایسے ہیں کہ جنکے انساب کتابوں میں درج ہو چکے ہیں اور ہزارہا ایسے ہیں کہ اُنکے نسب نامہ اُنکے پاس رہ گئے ہیں۔ ہندوستان میں عام وسیع کتب خانوں کی کمی بلکہ فقدان مصنفین و مولفین کو جو سلاطین کی پست اور اُنکے کاموں کو تنگ کر دیتا ہے۔ ... تصنیف و تالیف میں ہے۔ فاضل مؤلف کی امنگوں کے واسطے ضرور تھی کہ ہر حیثیت سے انکو استغنا حاصل ہوتا۔ میرے مکرم مولف نے جو تصنیف کیا ہے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا شجرہ لکھا ہے وہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تحسین و قدر ہے۔ باقتضاء ترتیب شجرہ تو مناسب تھا حضرت آدم کا اسم گرامی مقدم ہو کر بیخ شجرہ قرار پاتا اور پھر انشعاب سلاسل ہوتا۔ مگر بلحاظ ترتیب تکوین عالم اسم اقدس (نور اول) صلی اللہ علیہ وسلم الفاً الفاً کو سب سے اول درج کرنا فاضل مولف کی بہت اچھی جدت ہے اور سادات کرام کے سلاسل علیحدہ درج کرنے سے سیدنا حضرت آدم کا سلسلہ بھی صحیح رہتا ہے۔ **مراۃ الانساب** میں آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک ہم اپنے آبا و اجداد کے نام دیکھ رہے ہیں۔ صدہا اولیا۔ فضلاء حکماء سلاطین۔ نوابوں کے نام اور بہتوں کے مختصر کام ہمارے پیش نظر ہیں۔ گویا آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کی ایک دنیا عالم مثال میں دیکھ رہے ہیں۔ یا اولاد آدم کا ایک چھوٹا سا مگر نہایت معزز و مقتدر حصہ ہمارے سامنے ہے۔ ... ناموں اور ... کو نہیں جانتے مگر ہم انکے ناموں اور کارناموں سے واقف ہو رہے ہیں۔ اگر فاضل مولف جیسے حضرات دنیا میں نہ ہوتے تو ہمکو دور ہی کیسے

کیسے یلسر آئی جس سے ہزار ہا برس گزشتہ کے بزرگوں کو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ کتاب کا ہر ورق عبرت اور معرفت کا منظر ہے

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تحقیق حالات وصحت انساب میں فاضل مؤلف نے حق سعی ادا کیا ہے۔ اکثر سلاسل اپنی خاص تحقیق کے مطابق لکھے ہیں بعض حضرات کے مرسلہ نسب نامے فاضل مؤلف کی تحقیق میں غیر صحیح ثابت ہوئے اور اپنی تحقیق کے مطابق لکھے ہیں محض مرسل کے بھیجے پر اعتبار نہیں کیا۔ نہایت استقصا سے کام لیا ہے تقطیع موزوں کاغذ عمدہ غرض ہر طرح قابل تحسین و قدر ہے۔ احقر فاضل مؤلف کی حسن سعی کی داد دینے میں دعا کرتا ہے کہ کتاب مرآۃ الانساب کو مقبولیت عام حاصل ہو اور قدر دانی کے ہاتھ اسکی طرف کو شوق سے بڑھیں۔ مجھے امید ہے کہ کافۂ انام خاص و عام ضرور بقدر کرینگے اور انشاء اللہ تعالے طبع ثانی میں بہت سے حضرات اپنے نسب نامے درج کرنیکو بھیجینگے۔ میں اُن حضرات کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں جو اپنے نسب اور اسلاف کے ناموں اور کاموں سے تغافل برتتے ہیں۔ وہ ایسی کتابوں کی طرف بھی ضرور توجہ فرمائیں اور اُنکی قدر شناسی فاضل مؤلف جیسے حضرات کے واسطے اعلےٰ علمی قومی کاموں کی زبردست تحریک ثابت ہوگی ورنہ ہماری بے توجہی کا آئندہ نتیجہ یہ ہوگا

امروز گر از رفتہ حریفاں خبرے نیست فردا است درین بزم کہ از ما اثرے نیست

یا الہ العالمین ہمکو ہمارے صالح اور تیرے مقبول بارگاہ اسلاف کا سچا اخلاف بنا دے اور "لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ" کے مصداق افراد سے ہمکو دور رکھ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ فقط

تقریظ نتیجہ فکر نقاد طبع وقاد ادیب اریب جناب منشی ظفر احسن صاحب علوی جھنجھانوی مقیم دہلی دائرۃ الادب

بحمد اللہ تاریخ مسلمانوں کا مخصوص فن ہے۔ مسلمان اگر اس پر فخر کریں تو خودستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے کیونکہ گذشتہ زمانے کو زندہ وحاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندان اسلام ہی ہیں۔ مرآۃ الانساب کو دیکھکر مجھکو اسکے مرتب و تالیف کرانیوالے عالی حوصلہ اور ستودہ صفات بزرگ نواب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب ظلہم فیضہ کی علم دوستی اور تاریخ نوازی پر بیحد خوشی ہوئی پھر تعجب (۱) خوشی اسلئے ہوئی کہ تاریخ کا بہت بڑا جزو علم الانساب تھا۔ اس عظیم الشان صنف میں اب تک کوئی مستقل تصنیف اس تہذیب آئین کے ساتھ اردو میں نہ تھی۔ اور میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مؤلف نے مختلف سمندروں کو ایک کوزہ میں بند کردیا۔ بلاشک وہ خانوادے جو تہذیب حاضرہ کی مہلک شعاعوں سے متاثر ہوکر اپنی نسبی وجاہت وشرافت کو ناقابل التفات سمجھکر ازیاد رفتہ کرچکے تھے پھر زندہ اور تاریخ لکھنے والے انساب کی تلاش وتحقیق کی فکر سے ماضی کیلئے ہمیشہ کیواسطے اور استقبال کیلئے کم ازکم دو صدیوں تک سبکدوش ہو گئے۔ بہت کم حضرات ایسے ہونگے جنکا سلسلہ یا جنکے اجداد اعلےٰ کا نام اسمیں نہ ہو یعنی صرف آپ اپنا سلسلہ معلوم درج فرماکر اس کتاب کو اپنا نسب نامہ بنا سکتے ہیں۔ درحقیقت نواب صاحب کی اسلامی دنیا اور فن تاریخ میں یہ نسبی یادگار ہے جسپر آئندہ نسلیں فخر کیا کرینگی

(۲) تعجب کیوں ہے کہ سبحان اللہ اس زمانہ میں بھی ایسے علم دوست افراد اہل دولت میں موجود ہیں جو ہزاروں روپے علمی کاموں میں بلا کسی تزور داب کے شہرت طلبی سے بے نیاز ہوکر محض علم پروری کیلئے عہد ماضی کی مثال پیش کرنیکے لیے صرف کرسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرآۃ الانساب کی واقعی تعریف جو اسکے بیش بہا فوائد پر حاوی ہو۔ میری زبان و قلم سے ممکن نہیں۔

جناب نواب صاحب کی ذات کیلئے میں حضرت رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ موصوف کا وجود منجملہ افضال خداوندی کے ایک فضل ہے۔ مراۃ الانساب کی ترتیب و تالیف کہ حبیب جلیل مولانا ضیاء الدین صاحب علوی مروی کی فکر و کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو حضرات تاریخی مشکلات سے واقف ہیں وہ ہمارے معزز دوست کی محنت و تلاش و تحقیق کا اندازہ فرما سکتے ہیں ایک ایک نام کیلئے ہزاروں اوراق پھیرنے پڑتے ہیں۔ بنیادوں کا استوار کرنا تھا جسکو مولانا نہایت اچھے اسلوب سے کر چکے اور یہ اسپیرہ قوم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اسقدر فخر اس کتاب سے مجکو حاصل ہوا کہ یہ مہتم بالشان کارنامہ میرے ایک ہم نسب کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ میں ان بزرگوں کے ساتھ دائمی ہمنشینی کی خوشی میں حضرت رب العزت سے مستدعی ہوں کہ بطفیل رحمۃ اللعالمین نواب صاحب اور مولانا ضیاء الدین علوی اور مجکو اپنی دائمی برکت عنایت فرمائے۔ آمین

قطعہ تاریخ نتائج ناظم باکمال طباع بے نظیر واقف اصول و فروع جناب چودھری محمد امتیاز علیخاں صاحب انصاری سنبھلی نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین خانقاہ موسی زئی و خانقاہ عنداں متصل قلات

بارشاد جناب عبد واجد	ضیاء الدین احمد کرد انشا
عجائب نسخۂ دلکش کتابے	بالفاظش در ناسفتہ سفتہ
جدا و لہا و تدبیر دوائر	زپرکار سے خرد کار سے گرفتہ
زہر اصل و فرع چوں شجر طوبے	ہمہ صفحات را در بر گرفتہ
بصرف نقد و جنس و جہد بلیغ	بدار الطبع حبیبو طبع گشتہ

چہ گفتہ امتیاز ختم تاریخ
کتاب مراۃ الانساب علیہ
۱۳۳۵ھ

خاتمۃ الطبع از مالک مطبع
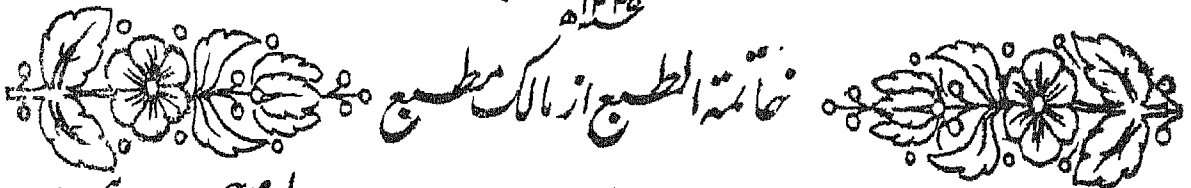
علم انساب کی غالباً اردو زبان میں ایسی کتاب ہے جسکو مؤلف مولانا ضیاء الدین احمد صاحب علوی مروہی نے نہایت محنت شاقہ و جانکاہ کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بحر ذخار دریاء ناپیدا کنار تھا جسکو متعدد اوراق میں مجتمع کرکے ہدیۂ ناظرین کیا۔ جس سے مؤلف کی قابلیت علمی و لیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح و لائح ہوتا ہے اسپر یہ جدت ہے کہ ہر قرن کے مشاہیر زمانہ حال سے تا حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص طور پر بطرز جداگانہ عجیب و غریب طریق سے مع حالات ضروری مستثنی پیرایہ میں درج فرمائے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر صاحب علم و علاوہ معلومات تاریخی و سلسلۂ انساب ایک خاص مرقعہ ہبوط آدم علیہ السلام سے زمانہ حال تک گذشتہ واقعات و موجودہ حالات کا معلوم ہوگا۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ ہستی پر ایسے ضخیم و مطول مدون ہیں مگر ان کے دیکھنے سے ہمارے طبائع کو جیسی چاہیے سیری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالے جل شانہ مؤلف و معاون و اس عرق ریزی و محنت کے صلہ میں بحق نبی کریم و جمیع انبیاء کرام علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و اصحاب کبار و آل اطہار و شہداء و صلحاء ابرار قبولیت و افر بخشے اور جزائے نیک عطا فرمائے

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد